

فتاویٰ حجة الاسلام - المعروف

# فتاویٰ حامد

تصنیف

مُحَمَّدُ الْإِسْلَامُ أَحْمَدُ عَلِيُّ بْنُ مَرْثُومٍ مُحَمَّدُ حَامِدٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَادِرِي بَرَكَاتِي بَرِيلَوِي قَدِيرِي

باعتناء

شہزادہ اعلیٰ حضرت

الْحَاجُّ مُحَمَّدٌ مَنَّانٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَادِرِي  
مُهَلَّبِي جَامِعَةُ نُورِيَّةِ رَضَوِيَّةِ بَرِيلِي شَرِيفِي

تصحیح و ترتیب

نمبرہ اعلیٰ حضرت مولانا محمد عمران رحمان قادری برکاتی و مولانا محمد عبد الرحیم ریس قادری

[www.jannatikaun.com](http://www.jannatikaun.com)



فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ  
تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں

# قَدْوَتِیْ حَالِدَہ

تصنیف

حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ

JANNATI KAUN?

جمع و ترتیب

مولانا محمد عبدالرحیم نشتر قاروقی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

باہتمام: نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا محمد عرفان رضا قادری برکاتی سمنانی بریلوی

ناشر: ادارہ اشاعت تصنیفات رضا، ۳۴- سوڈا گران، رضا نگر، بریلی شریف



## فہرست مضامین



صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۳۳	شرف انتساب	۱
۳۴	پیغام منانی (حضرت علامہ محمد منان رضا خاں قادری بریلوی مدظلہ)	۲
۳۶	عرض سمنانی (حضرت مولینا محمد عمران رضا خاں قادری بزرگاتی سمنانی)	۳
۴۸	حجۃ الاسلام ایک مختصر تعارف (ڈاکٹر محمد عبدالنعیم عزیز بلرام پوری)	۴
۸۰	تقریب (حضرت مولینا محمد عزیز الرحمن صاحب منانی بریلوی)	۵
۸۴	تقدیم (محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف)	۶
۱۰۶	<b>کتاب العقائد</b>	
	امام کے پاس بعد غسل کافرہ مسلمان کرنے کیلئے لائی گئی امام نے کہا جمعہ	۷
۱۰۷	کے بعد، اس کے لئے حکم شرع کیا ہے؟	
	جتنی دیر اسے غسل کرایا پھر امام کے پاس لایا اتنی دیر کا اس کے ذمہ	۸
۱۰۸	”رصابقاء الکفر“ کا الزام ہے۔	
	زید پر تو حکم مختلف فیہ ہے مگر اس امام و مفت کے مفتی پر حکم میں کوئی اختلاف	۹
۱۰۸	نہیں کہ ایسے اہم کام کیلئے تو نماز بھی توڑنے کی اجازت ہے۔	
	کافر نے مسلمان سے کہا: مجھ پر اسلام پیش کر، اس نے کہا ”فلاں کے	۱۰
۱۰۹	پاس جا“ تو اس نے کفر کیا۔	
	چور کا ہاتھ کاٹنا جائز ہے اگرچہ ایک ہی درہم ہو اسی طرح اس شخص کا	۱۱

# فہرست مضامین

صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۱۱۰	جس سے کافر نے اسلام طلب کیا اور اس نے نہیں پیش کیا۔	
	کافر نے داعظ سے کہا: مجھ پر اسلام پیش کر اس نے کہا "مجلس ختم ہونے تک بیٹھارہ" تو اس نے کفر کیا۔	۱۲
۱۱۱		
۱۱۳	کافر غیر جنسی اسلام لائے تو اس پر غسل مندوب ہے واجب نہیں۔	۱۳
	طالب اسلام کو کلمہ پڑھانے میں تاخیر کی تو تاخیر کا گناہ الگ اور اگر وہ اس	۱۴
۱۱۵	درمیان میں مر گیا تو یہ کفر اسی کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔	
۱۱۶	اگر اس پر غسل فرض تھا تو نماز کے لئے نہ کہ اسلام لانے کے لئے؟	۱۵
	علماء نے سولہ چیزیں گناہیں جس کے بعد غسل مستحب ہے۔ میں میں سے	۱۶
۱۱۸	ایک یہ قبول اسلام بطہارت کے بعد غسل ہے۔	
	قبول اسلام کے لئے ہرگز غسل فرض نہیں یہ اس مفتی کے لئے شامت	۱۷
۱۱۹	ایمان و اعمال ہے۔	
۱۲۰	رسالہ "الصادر الربانی علی اسراف القادیانی"	۱۸
۱۲۰	کیا حضرت عیسیٰ علیہ والصلوٰۃ والسلام ذی حیات آسمان پر اٹھائے گئے؟	۱۹
۱۲۶	مقدمہ اولیٰ: گمراہ فرقوں کی شناخت و پہچان وغیرہ۔	۲۰
۱۲۶	قرآن ہر چیز کا روشن بیان ہے۔	۲۱
۱۲۶	علم والوں سے پوچھوں اگر تمہیں علم نہیں۔	۲۲

## فہرست مضامین

صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۱۲۷	ہم پر تقلید ائمہ واجب اور ائمہ پر تقلید رسول اللہ واجب ہے۔	۲۳
۱۲۷	اگر رسول اللہ قرآن کی تفصیل نہ فرماتے تو قرآن یونہی مجمل رہتا اور اگر	۲۴
۱۲۷	ائمہ حدیث کی تشریح نہ فرماتے تو حدیث یونہی مجمل رہتی۔	
۱۲۸	اللہ قرآن سے بہتیروں کو ہدایت اور قرآن ہی سے بہتیرں کو گمراہ فرماتا ہے۔	۲۵
۱۲۸	حضرت عمر کا قول کہ ”عنقریب کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو تم قرآن کے	۲۶
۱۲۸	کے مشابہات کے بارے میں جھگڑیں گے تم انھیں حدیثوں سے پکڑو کہ	
۱۲۸	حدیث والے قرآن کو خوب جانتے ہیں۔“	
۱۲۸	امام سفیان ابن غیینہ کا قول کہ ”حدیث گمراہ کر دینے والی ہے سوائے	۲۷
۱۲۹	ائمہ مجتہدین کے۔“	
۱۲۹	جو کہے کہ ”ہم حدیث کو نہیں جانتے ہمیں تو صرف قرآن، حدیث چاہیے“	۲۸
۱۲۹	تو جان لو کہ گمراہ بد دین اور منکر قرآن ہے۔	
۱۳۰	جو چیز رسول اللہ ﷺ نے حرام فرمائی وہ اسی کی مثل ہے جو اللہ نے حرام کی۔	۲۹
۱۳۲	جب بد مذہب و گمراہ تمہیں قرآن میں شبہ ڈالیں تو تم حدیث کی پناہ لو	۳۰
۱۳۲	اور اگر حدیث میں این و آں کریں تو ائمہ کا دامن پکڑو۔	
۱۳۲	مقدمہ ثانیہ: تسلیم شدہ امور کے اقسام کے بیان میں۔	۳۱
۱۳۲	ضروریات دین اور ضروریات مذہب اہلسنت کی تفصیلات۔	۳۲



## فہرست مضامین



صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۱۳۵	جو کہے کہ ”اللہ عالم الغیب والشہادۃ ہے اس کے علم سے کوئی بھی ذرہ پوشیدہ نہیں مگر ممکن ہے کہ کسی بات سے جاہل ہو“ تو کافر ہے۔	۳۳
۱۳۶	نسب شہرت و تسماع سے بھی شرعاً ثابت ہو جاتا ہے۔	۳۴
۱۳۶	مقدمہ ثالثہ: اپنے دعویٰ پر دلیل دینا مدعی کی ذمہ داری ہے۔	۳۵
۱۳۷	مقدمہ رابعہ: مدعی کی خارج از موضوع بحثوں کا ردِ بلیغ۔	۳۶
۱۳۷	مقدمہ خامسہ: کسی نبی کا انتقال دوبارہ دنیا میں اس کی تشریف آوری کو محال نہیں کر سکتا۔	۳۷
۱۳۹	جب چرند و پرند مر کر پھر دنیا میں پلٹے اور عزیر یا ارمیا علیہ الصلوٰۃ والسلام موت کے سو برس بعد دوبارہ دنیا میں تشریف لائے تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد انتقال دنیا میں کیوں نہیں تشریف لے سکتے؟	۳۸
۱۴۰	تنبیہ اول: حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں مسئلہ ثلثہ کا بیان۔	۳۹
۱۴۰	مسئلہ اولیٰ: حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ قتل کئے گئے نہ سولی دیئے گئے۔	۴۰
۱۴۱	ارشاد باری تعالیٰ: ہم نے لعنت کی یہودیوں پر ان کے یہ کہنے کے سبب کہ ”ہم نے عیسیٰ ابن مریم اللہ کے رسول کو قتل کیا“۔	۴۱
	مسئلہ ثانیہ: حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب قیامت آسمان سے دوبارہ دنیا میں اترنا اور دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نصرت	۴۲



## فہرست مضامین



صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۱۳۲	کرنا احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔	۰
۱۳۳	پہلی حدیث: نزول عیسیٰ علیہ السلام اور امامت مہدی کی امارت۔	۳۳
۱۳۳	دوسری حدیث: موت عیسیٰ سے قبل سارے اہل ایمان کا ان پر ایمان لانا۔	۳۴
۱۳۴	تیسری حدیث: رومیوں سے مسلمانوں کا مقابلہ اور مسلمانوں کی فتح۔	۳۵
۱۳۵	نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور انھیں دیکھ کر دجال کا مثل نمک پگھلنا۔	۳۶
۱۳۶	چوتھی حدیث: قیامت سے قبل دس نشانیوں مثل دھواں، خروج یا جوج و ماجوج، دلہۃ الارض و دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور۔	۳۷
۱۳۶	پانچویں حدیث: نزول عیسیٰ علیہ السلام اور دنیا میں چالیس سال تک آپ کی حکومت۔	۳۸
۱۳۷	چھٹی حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور امیر المؤمنین امام مہدی کا ان سے امامت کی درخواست کرنا۔	۳۹
۱۳۷	ساتویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شام و عراق کے درمیان نزول اور ایک دن کا ایک سال اور دوسرے دن کا ایک مہینہ کے برابر ہونا۔	۵۰
۱۳۸	جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سر اٹھائیں گے موتی جھڑنے لگیں گے، کسی کافر کو آپ کی سانس کی خوشبو نصیب نہیں ہوگی۔	۵۱
۱۳۹	آٹھویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دجال کو ڈھونڈ کر قتل کرنا۔	۵۲
۱۵۰		



## فہرست مضامین



صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۱۵۰	نوویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذعا سے سوائے اسلام کے دنیا سے سارے مذاہب کا اٹھالیا جانا۔	۵۳
۱۵۱	دسویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شہرہ کے دروازے پر دجال کو قتل کیا جانا۔	۵۴
۱۵۲	گیارہویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امام مہدی کی اقتدا کرنا۔	۶۵
۱۵۳	بارہویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول کہ ”میں خروج دجال کے بعد (آسمان سے) اتر کر اسے قتل کروں گا۔“	۵۶
۱۵۴	تیرہویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بعد نزول دین محمدی کی تصدیق اور اس کی تبلیغ کرنا۔	۵۷
۱۵۵	چودھویں حدیث: خروج دجال کے بعد حضرت عیسیٰ کا نزول فرمانا اور اسے قتل کر کے دین محمدی کی تصدیق و تبلیغ اور حکومت و عدالت فرمانا۔	۵۸
۱۵۵	پندرہویں حدیث: دجال لعین کے شر سے تنگ آ کر اہل ایمان کا پہاڑیوں میں پناہ لینا۔	۵۹
۱۵۶	سولہویں حدیث: پہلے دجال کا خروج اس کے بعد حضرت عیسیٰ کا نزول۔	۶۰
۱۵۷	سترہویں حدیث: دمشق کے شرقی منار پر حضرت عیسیٰ کا نزول فرمانا۔	۶۱
	اٹھارہویں حدیث: بعد نزول حضرت عیسیٰ کا حج یا عمرہ کو بانا روضہ حضور	۶۲



# فہرست مضامین

صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۱۵۷	ﷺ پر حاضر ہو کر سلام کرنا اور حضور ﷺ کا جواب دینا۔	۶۳
۱۵۸	انیسویں حدیث: عہد رسالت ﷺ کے دو مردوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پانا اور دجال سے قتال میں شریک ہونا۔	۶۴
۱۵۹	بیسویں حدیث: اس امت کا محفوظ رہنا جس کے اول حضور ﷺ اور آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔	۶۵
۱۵۹	اکیسویں حدیث: دجال لعین کو سوائے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوئی قتل نہیں کر سکتا۔	۶۶
۱۵۹	بائیسویں حدیث: ان گروہوں کا نار دوزخ سے محفوظ رہنا ایک وہ جو کفار ہند سے جہاد کرے اور ایک وہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہو۔	۶۷
۱۶۰	تیسویں حدیث: بعد نزول عیسیٰ باذن الہی زمین و آسمان کا اس قدر مطیع ہو جانا کہ پتھر کی چٹھان بھی دانہ اگائے۔	۶۸
۱۶۱	چوبیسویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایسے لوگوں میں نزول فرمانا جو تمام روئے زمین کے لوگوں میں سب سے بہتر ہوں گے۔	۶۹
۱۶۱	پچیسویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس طور پر نزول فرمانا کہ آپ کے بالوں سے موتی جھڑ رہے ہوں گے۔	۷۰
	چھبیسویں حدیث: حضور ﷺ کا صحابہ کرام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو	

## فہرست مضامین

صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۱۶۱	سلام کہتے کی وصیت فرمانا۔	
۱۶۲	ستا میسویں حدیث: بعد نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شادی کرنا پھر اولاد ہونا اور بعد وصال روضہ انور ﷺ میں دفن ہونا۔	۷۱
۱۶۳	اٹھائیسویں حدیث: حضرت عمر کا ابن صیاد پر دجال ہونے کے شبہ میں حضور ﷺ سے قتل کی اجازت طلب کرنا اور حضور ﷺ کا منع فرمانا۔	۷۲
۱۶۳	اٹھائیسویں حدیث: یا جوج ماجوج کا دجلہ و فرات کو خشک کر دینا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انھیں ہلاک کرنا۔	۷۳
۱۶۳	تیسویں حدیث: اس امت کو بشارت جس کے اول حضور اور آخر حضرت عیسیٰ اور وسط امام مہدی ہیں۔	۷۴
۱۶۵	اکتیسویں حدیث: حضرت عیسیٰ کا امام مہدی کی اقتدا میں نماز پڑھنا۔	۷۵
۱۶۵	بیسویں حدیث: حضرت امام مہدی کا عترت رسالت ﷺ اور بنی فاطمہ سے ہونے کا ثبوت۔	۷۶
۱۶۵	تینتیسویں حدیث: سب سے پہلے ستر ہزار یہود و نصاریٰ کا دجال لعین کی حمایت کرنا۔	۷۷
۱۶۶	چونتیسویں حدیث: اہل خراسان کی خلافت کی مداومت اور ان کا اسے	۷۸
۱۶۸	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد کرنا۔	

## فہرست مضامین

صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۱۶۸	پینتیسویں حدیث: حضور ﷺ کا اپنے روضہ انور کو حضرت ابو بکر و عمر اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مدفن بتانا۔	۷۹
۱۶۸	چھتیسویں حدیث: ایک لاکھ عورتوں اور بائیس ہزار مردوں کا قبلہ اول "بیت المقدس" میں محصور ہونا۔	۸۰
۱۶۹	سینتیسویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضور ﷺ سے کلام کرنا۔	۸۱
۱۶۹	اڑتیسویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امت محمدیہ ﷺ کے سب سے	۸۲
۱۶۹	اواخر کے لوگوں میں ہونا۔	
۱۷۰	انتالیسویں حدیث: تورات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضور ﷺ کے پاس دفن ہونا مذکور ہے۔	۸۳
۱۷۰	چالیسویں حدیث: حضور ﷺ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سواری پر حج یا	۸۴
۱۷۰	عمرہ کو جاتے ہوئے ملاحظہ فرمانا۔	
۱۷۱	اکتالیسویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوہ ایتق پر نزول فرمانا۔	۸۵
۱۷۱	بیاالیسویں حدیث: بعد نزول عیسیٰ نہ کوئی بادشاہ ہوگا نہ کوئی قاضی و مفتی،	۸۶
۱۷۱	سارے لوگوں کا آپ ہی کی طرف رجوع کرنا۔	
۱۷۲	تینتالیسویں حدیث: بعد نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگوں کا امامت کی فرمائش کرنا اور ان کا امت محمدیہ کی فضیلت کا اقرار کرنا۔	۸۷



## فہرست مضامین



صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۱۷۴	مذکورہ وقائع کے بعد حضرت عیسیٰ کا وصال فرماتا اور مسلمانوں کا ان کی نماز جنازہ پڑھنا اور تجہیز و تکفین کرنا۔	۸۸
۱۷۵	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی نشانیوں میں سے ہونا۔	۸۹
۱۷۶	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے یہ جان لیا جائے گا کہ قیامت آنے والی ہے۔	۹۰
۱۷۷	مسئلہ ثالثہ: روح اللہ کی حیات کی بحث میں۔	۹۱
۱۷۸	ہر یہودی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے قبل ان پر ایمان لانے والا ہے۔	۹۲
۱۷۹	مصنف مدظلہ العالی کا شرح بخاری کی عبارت سے استدلال فرماتا۔	۹۳
۱۸۰	آیہ کریمہ ”متوفیک ورافعک“ کی تفسیر و تشریح۔	۹۴
۱۸۰	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر موت آسمان کی طرف اٹھایا جانا۔	۹۵
۱۸۲	قتل دجال کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وفات پانا۔	۹۶
۱۸۳	امام بصری کا قول کہ ”ہر کتابی موت عیسیٰ سے قبل ان پر ایمان لانے والا ہے وہ خدا کی قسم زندہ ہیں“۔	۹۷
۱۸۳	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایسے صحابی رسول ہونے کا ثبوت جو صحابہ میں تمام کے بعد وصال فرمائیں گے۔	۹۸



## فہرست مضامین



صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۱۸۶	حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحالت بیداری آسمان پر اٹھائے گئے نہ ان کا انتقال ہوا نہ سولی دیئے گئے۔	۹۹
۱۸۷	حضرت ابو بکر کا روئے انور ﷺ کو بوسہ دینا اور روتے ہوئے عرض کرنا کہ ”اللہ حضور پر دو موتیں جمع نہ فرمائے گا“۔	۱۰۰
۱۸۸	تنبیہ دوم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہودیوں کے مکر و فریب سے بچا کر آسمان پر اٹھائے گئے۔	۱۰۱
۱۸۹	پہلا افتراء حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔	۱۰۲
۱۸۹	دوسرا افتراء حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر۔	۱۰۳
۱۸۹	تیسرا افتراء امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر۔	۱۰۴
۱۹۰	مدعی کی کذب بیانی کا آشکار ہونا۔	۱۰۵
۱۹۵	مدعی کی نری جہالت اور صریح غلط فہمیاں۔	۱۰۶
۱۹۷	حرف ”واو“ ترتیب کو واجب نہیں کرتا۔	۱۰۷
۱۹۹	لفظ ”توفی“ منخواہ محواہ معنی موت میں نص نہیں۔	۱۰۸
۱۰۰	”توفی“ استیفائے اجل کے معنی میں ہے۔	۱۰۹
۲۰۱	”وفات“ بمعنی خواب خود قرآن میں بھی وارد ہے۔	۱۱۰
۲۰۳	آیہ کریمہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تین بشارتیں تھیں۔	۱۱۱



## فہرست مضامین



صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۰۴	بعد نزول حضرت عیسیٰ سارے عالم میں صرف دین، دین محمدی ہوگا۔	۱۱۲
۲۰۵	مدعی کا قول کہ ”ہمیں ثبوت حیات صرف قرآن سے چاہیے“ یکسر عقل سے بے گانہ ہے۔	۱۱۳
۲۰۶	تنبیہ سوم: مدعی کے قول ”حضرت عیسیٰ نبی نہ رہیں گے..... یا اللہ انھیں خود اس منصب جلیلہ سے معزول کر دے گا“ کی بخیہ دری۔	۱۱۴
۲۰۷	حضور ﷺ کا قول کہ ”اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام میرا زمانہ پاتے تو ضرور میری اتباع کرتے“۔	۱۱۵
۲۰۹	تمام انبیاء و رسل کے حضور ﷺ کے امتی ہونے کا ثبوت۔	۱۱۶
۲۱۰	وہ مبارک وقت قریب تر ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرما کر تمام اہل بدعت کا قلع قمع فرمائیں گے۔	۱۱۷
۲۱۱	تنبیہ چہارم: انسان کو اللہ تعالیٰ نے صفات ملکی و بھمی پر پیدا فرمایا ہے۔	۱۱۸
۲۱۳	ایسے بی وہ لوگ ہوں گے جو دجال کی اتباع اور اس کا ساتھ دیں گے۔	۱۱۹
۲۱۳	قادیانی پیشوا بے مدعی کے خیالات فاسدہ کار و بلیغ۔	۱۲۰
۲۱۵	تنبیہ پنجم: نزول عیسیٰ علیہ السلام سے مراد مماثل عیسیٰ کا نزول ہے یا کچھ اور؟ اس سلسلے میں دل نشیں بحث!	۱۲۱
۲۱۶	مسلمانوں کا ابلیس لعین کی زبانی خروج دجال کی غلط خبر سن کر پلٹنا۔	۱۲۲

## فہرست مضامین

صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۱۷	مقارنات: قلع بند مسلمانوں کو آواز آنا کہ ”گھبراؤ نہیں فریادرس آپہنچا ہے۔“	۱۲۳
۲۱۸	واقعات عہد مبارک: صلیب توڑنے سے روئے زمین پر کسی بھی محتاج کے نہ ہونے تک کے واقعات کا تفصیلی ذکر۔	۱۲۴
۲۱۹	مصنف کی جرح پر مدعی کی بولتی کا بند ہونا۔	۱۲۵
۲۲۲	کتاب الطہارۃ	
۲۲۳	اشیاء میں اصل طہارت ہے۔	۱۲۶
۲۲۳	جب تک پڑیا میں اسپرٹ وغیرہ نجاست کی آمیزش یقینی طور پر ثابت نہ ہو اس پر حکم رجما بالغیب ہوگا۔	۱۲۷
۲۲۳	متاخرین اہل فتویٰ کو اصل مذہب سے عدول اور روایت اخریٰ امام محمد کا قبول جائز نہیں۔	۱۲۸
۲۲۳	ہمارے یہاں پڑیا سے رنگے ہوئے کپڑوں پر نماز بلا کراہت جائز ہے۔	۱۲۹
۲۲۶	کتاب الصلوٰۃ باب الاذان و الاقامة	
۲۲۷	اذان ثانی زمانہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کہاں ہوتی تھی؟۔	۱۳۰
۲۲۹	کہیں منقول نہیں کہ حضور ﷺ نے اذان کبھی خارج مسجد دلوائی۔	۱۳۱
۲۲۹	خلفائے راشدین کے عہد مبارک میں بھی اذان خارج مسجد فوق الباب محاذی خطیب ہوتی تھی۔	۱۳۲

## فہرست مضامین

صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۳۰	کتب میں فقہ میں اذان داخل مسجد کو صراحتاً مکروہ لکھا ہے۔	۱۳۳
۲۳۱	خطبہ جمعہ مثل اذان ذکر ہے حدود مسجد میں کیونکہ مسجد میں اذان مکروہ ہے۔	۱۳۴
۲۳۲	”بین یدی“ کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ امام کے روبرو ہوا اندر یا باہر کی تخصیص اس سے منہبوم نہیں لفظ دونوں صورتوں پر صادق ہے اور سنت یہی ہے کہ اذان باہر ہو تو وہی معنی مراد لئے جائیں گے جو سنت کے موافق ہو۔	۱۳۵
۲۳۳	ہم پر حکم شرع کی پیروی لازم ہے یا قدیم رسم و رواج کی؟	۱۳۶
۲۳۳	جو بات خلاف سنت اور متصادم حکم شرع ہو وہی نئی بات ہے۔	۱۳۷
۲۳۳	مکہ معظمہ میں اذان برکنارہ مطاف ہوتی ہے کہ زمانہ اقدس حجۃ میں مسجد حرام مطاف ہی تک تھی۔	۱۳۸
۲۳۴	اگر مکبرہ قدیم ہے تو وہ مثل منارہ ہوا جو اذان کے لئے مستثنیٰ ہے۔	۱۳۹
۲۳۵	موذنوں کے افعال ہمارے لئے حجت نہیں ہو سکتے۔	۱۴۰
۲۳۵	موذنین جو خطبہ کے وقت ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ کہتے ہیں باتفاق مکروہ ہے۔	۱۴۱
۲۳۷	کیا احادیث مبارکہ میں سنت کو زندہ کرنے کا حکم ہے؟ اور اس کا زندہ کرنے والا مستحق اجر و ثواب ہے؟	۱۴۲
۲۳۷	حدیث پاک ”جو میری کوئی سنت زندہ کرے جسے لوگوں نے چھوڑ دی ہو تو جتنے لوگ اس پر عمل کریں سب کے برابر اسے ثواب ملے اور اس کے	۱۴۳





## فہرست مضامین



صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۳۷	تو ایوں میں کوئی کمی بھی نہ واقع ہو۔	
۲۳۸	بر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے اپنے شہر یا کم از کم اپنی اپنی مساجد میں اس سنت کو زندہ کریں اور سوشیڈوں کا ثواب حاصل کریں۔	۱۴۳
۲۳۹	قبل مسجدیت بانی مسجد نے حوض بنایا اگرچہ بیچ مسجد میں ہو تو وہ اور اس کی فصیل خارج مسجد کے حکم میں ہیں۔	۱۴۵
۲۳۹	جن مساجد میں منبر کے سامنے دیوار وغیرہ ہونے کے سبب محاذات ممکن نہ ہو تو وہاں لکڑی کا منبر بنا کر گوشہ محراب میں محاذی خطیب و مؤذن رکھیں۔	۱۴۶
۲۴۱	فتویٰ: سادۃ الشیخ العلامة المفتی احمد الجزاری مفتی مالکیہ مدینہ منورہ	۱۴۷
۲۴۶	فتویٰ: نفسیاء الشیخ المفتی محمد توفیق الایوبی الحنفی استاد حرم نبوی شریف	۱۴۸
۲۵۰	<b>باب القراءة والجمعة</b>	
۲۵۱	اگر قرأت ثنائی الہی پر ختم ہو تو وصل بہتر ورنہ فصل اولیٰ ہے۔	۱۴۹
۲۵۲	استماع قرآن مجید فرض کفایہ ہے۔	۱۵۰
۲۵۳	جب سب مل کر پڑھیں گے تو فرض فرض اور ترک واجب کے سبب گنہگار ہوں گے۔	۱۵۱
۲۵۳	اوغون کی مسرہ فیت کے وقت تلاوت ممنوع ہے پڑھنے والا گنہگار ہوگا۔	۱۵۲
۲۵۳	جموعہ وعیدین کے لئے شہر یا متعلقات شہر مثلاً اسٹیشن، کچہری وغیرہ ہونا	۱۵۳



## فہرست مضامین



صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۵۴	شرط ہے لہذا دیہات میں جمعہ وعیدین جائز نہیں۔	
۲۵۵	مشتی کو اپنے مذہب سے عدول ناجائز اور اتباع قول ارتجیح واجب ہے۔	۱۵۴
۲۵۵	عوام جہاں جمعہ وعیدین پڑھتے ہوں انھیں نہ روکا جائے۔	۱۵۵
۲۵۶	آفتاب نکلتے وقت نماز جائز نہیں مگر علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر عوام پڑھتے ہوں تو انھیں منع نہ کیا جائے۔	۱۵۶
۲۵۶		
۲۵۷		
۲۵۸	باب الوتر والنوافل	
۲۵۸	اگر فرض نماز تنہا پڑھی تو جماعت وتر میں شریک نہیں ہو سکتا۔	۱۵۷
	علامہ قبستانی کا قول ”جب امام کے ساتھ فرض نہ پڑھے ہوں تو وتر میں امام کی اقتداء نہ کرے۔“	۱۵۸
۲۵۹		
۲۵۹	”در مختار“ کی عبارت اور مصنف کی تفہیم جمیل۔	۱۵۹
۲۶۰	رسالہ ”در الفرید“ کے حاشیہ سے متعلق ایک شبہ کا ازالہ۔	۱۶۰
۲۶۲	فرض بلا جماعت اور وتر باجماعت سے متعلق مصنف کی تحقیق اذیق۔	۱۶۱
	جنگ بلقان کے وقت امام صاحب نے نماز صبح میں قنوت پڑھنا شروع کیا تھا ایک مولوی صاحب نے فتویٰ لکھ دیا کہ یہ قنوت مشروع نہیں ہے۔	۱۶۲
۲۶۳	کیا مذہب امام اعظم میں سوائے وتر کے کسی فرض نماز میں کسی حالت میں قنوت پڑھنا مشروع نہیں؟	۱۶۳
۲۶۳		

## فہرست مضامین

صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۶۵	کیا حضور کے مشرکین پر ایک مہینہ تک دعائے ہلاکت فرمانے کے بعد قنوت پڑھنا منسوخ ہو گیا؟	۱۶۴
۲۶۶	نقل اعتراض۔	۱۶۵
۲۶۷	جواب اعتراض۔	۱۶۶
۲۶۸	مجیب کا صاحب کبیری اور شامی کے حوالوں کی تغلیط کرنا۔	۱۶۷
۲۶۹	کیا آیہ کریمہ لیس لك من الامر سے قنوت فی الفجر منسوخ ہو گیا؟	۱۶۸
۲۷۰	مجیب کا عبارت عینی سے استدلال کرنا۔	۱۶۹
۲۷۲	کیا انس ابن مالک کی روایت ترک قنوت پر دلالت کرتی ہے؟	۱۷۰
۲۷۳	کیا قنوت فی الفجر کی تخصیص بلا دلیل ہے؟	۱۷۱
۲۷۴	کیا امام طحاوی نے قنوت فی الفجر کو منسوخ لکھا ہے؟	۱۷۲
۲۷۹	وقت نزول نوازل و حلول مضائب ان کے دفاع کیلئے قنوت فی الفجر احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔	۱۷۳
۲۸۰	بہب کوئی منعیبت نازل ہو تو قنوت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔	۱۷۴
۲۸۳	جب کوئی سختی نازل ہو تو امام جبری نمازوں میں قنوت پڑھے۔	۱۷۵
۲۸۴	قنوت کا منسوخ ہونا غیر نوازل میں ہے اور اگر کوئی سختی نازل ہو تو اس وقت قنوت پڑھنا باقی ہے۔	۱۷۶



## فہرست مضامین



صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۸۲	نازلہ کے وقت قنوت پڑھنا باقی ہے منسوخ نہیں ہوا۔	۱۷۷
۲۸۵	نازلہ کے وقت قنوت پڑھنا مشروع ہے یہی ہمارا مذہب اور اسی پر جمہور علماء کا عمل ہے۔	۱۷۸
۲۸۶	اتنی سی نظر و فہم پر مجیب نے علامہ محقق ابراہیم حلبی کی تغلیط کر دی۔	۱۷۹
۲۸۷	مجیب کا امام طحاوی پر استدلال اور انہیں کی عبارت سے مجیب کا زور بلیغ۔	۱۸۰
۲۸۹	<b>رسالہ اجتناب العہمال</b>	
۲۹۰	کیا غلبہ کفار کا ہونا قنوت نوازل کے لئے شرط ہے؟	۱۸۱
۲۹۱	ضروری سوال نام نہاد تحقیق اور مخالفت احناف پر مشتمل ایک پلندہ ہے۔	۱۸۲
۲۹۱	فقہاء مطلقاً نازلہ کے لئے قنوت کے قائل ہیں خاص غلبہ کفار کی قید کسی سے منقول ہرگز نہیں۔	۱۸۳
۲۹۲	اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہو تو امام قنوت پڑھ سکتا ہے۔	۱۸۴
۲۹۳	امام عینی کا قول کہ ”جب کوئی سختی واقع ہو تو امام قنوت پڑھے۔“	۱۸۵
۲۹۳	علامہ آفندی کی تحقیق کہ ”سختیوں کے وقت نماز صبح میں منسوخ نہیں۔“	۱۸۶
۲۹۳	علامہ طحاوی کا قول کہ ”ہمارے یہاں نازلہ و حادثہ ہی محل قنوت ہیں۔“	۱۸۷
۲۹۳	علامہ حموی نے امام طحاوی کے قول کی تائید فرمائی کہ ”اگر کسی بلا کے سب	۱۸۸
۲۹۶	فجر میں قنوت پڑھے تو قبل رکوع پڑھے۔“	



## فہرست مضامین



صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۹۷	ردالمحتار کی عبارت کہ قنوت "بختی کے وقت ہمارے یہاں فجر میں خاتم ہے"	۱۸۹
	عبارات فتنہاء میں کہیں بھی نازلہ و بلیہ کے ساتھ "غلبہ کفار" کی تخصیص نہیں	۱۹۰
۲۹۸	نہیں، نازلہ بروہتختی سے جو لوگوں پر نازل ہو۔	
	خطیب بغدادی کی روایت کہ "مسنور بخیر قنوت نہیں پڑھتے تھے مگر جب کسی قوم کے لئے دعا فرمائی ہوتی یا کسی قوم پر بددعا فرمائی ہوتی تھی۔"	۱۹۱
۳۰۰	دفع قحط و وبا کے لئے قنوت "دعای القوم" کے اطلاق میں داخل یہ کہ بھی مسلمانوں کے لئے دعائے نفع ہے۔	۱۹۲
۳۰۱	امام نووی کا قول کہ "قنوت فی الفجر ہمیشہ مسنون ہے۔"	۱۹۳
۳۰۳	امام ابن حجر کی تصریح کہ "جس نازلہ کے لئے قنوت پڑھی جاتی ہے وہ قحط و وباء اور طاعون سب کو شامل ہے۔"	۱۹۴
۳۰۴	علامہ مسری کا قول کہ "قنوت یہی ہے کہ دفع بلا کے لئے دعا کی جائے اور کوئی شک نہیں طاعون سخت تر بلاؤں میں سے ہے۔"	۱۹۵
۳۰۶	مصنف "ضروری سوال" کی کحلی ہوئی جہالت۔	۱۹۶
۳۰۷	اخیر زمانہ فتن میں مختلف اقسام کے منشیات، باجے گاجے، بدعات و منکرات پیدا ہونے جن کی حرمت و حلت کا ذکر نہ تو کتاب و سنت نہ اقوال	۱۹۷
۳۰۸	علماء و فتنہاء میں ہے تو کیا انہیں حرام نہ کہا جائے گا؟	۱۹۸

## فہرست مضامین

صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۳۱۰	زید کا قول مردود کہ ”طاعون و وبا کے لئے قنوت ثابت نہیں وہ ایک قسم کا کذب اور بہتان ہے“ اور ردِ بلیغ۔	۱۱۹
۳۱۰	اگر بفرض باطل قنوت صرف امام شافعی کا مذہب ہوتا ہمارے لئے اس سے انکار کرتے تو زیادہ سے زیادہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہوتا اسے کذب و بہتان کہنا اس حال میں بھی جائز نہیں۔	۲۰۰
۳۱۲	زید کی ترکیب و بندش اور الفاظ و املا کی بے شمار غلطیوں کے علاوہ پچاسوں جہالتوں ذکر۔	۲۰۱
۳۱۲	جہالت نمبر ۱: انکشاف اغاٹ۔	۲۰۲
۳۱۲	جہالت نمبر ۲: انکشاف اغاٹ۔	۲۰۳
۳۱۲	سخ عموم اور عموم نسخ کی مباحث۔	۲۰۴
۳۱۲	آیہ کریمہ ”لیس لك الامر.....“ سے تعلق معنوی بحثیں۔	۲۰۵
۳۱۵	علامہ غلی قاری کی مدلل بحث۔	۲۰۶
۳۱۹	زید کے اپنے ہی ایک کلام سے دوسرے کلام کے رد کا ثبوت۔	۲۰۷
۳۲۰	جہالت نمبر ۳: انکشاف اغاٹ۔	۲۰۸
۳۲۰	زید کی صریح نافیجیاں اسے: احد و ثنیہ کی بھی خبر نہیں۔	۲۰۹
۳۲۱	جہالت نمبر ۴: انکشاف اغاٹ۔	۲۱۰

## فہرست مضامین

صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
	جہالت نمبر ۵ تا ۸: زید کی عربی دانی کا پول کھلنا اور اول تاریخ اس کی بے	۲۱۱
۳۲۱	علمی و بے مائیگی کا ظہور۔	۲۱۲
۳۲۳	جہالت نمبر ۹: انکشاف اغلاط۔	۲۱۳
	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف غلط انتساب کہ "میں نے حضور	۲۱۴
۳۲۲	ﷺ اور دیگر صحابہ کے پیچھے نماز پڑھی کسی نے قنوت نہ پڑھی۔	
۳۲۲	جہالت نمبر ۱۰: انکشاف اغلاط۔	۲۱۵
۳۲۵	جہالت نمبر ۱۱: انکشاف اغلاط۔	۲۱۶
	جسے ہر حرف سنائے عربی بے تکلف تمھ لے زید ایسی واضح عبارت کو بھی	۲۱۷
۳۲۷	خاک نہ سمجھو۔ کا۔	
۳۲۸	جہالت نمبر ۱۲: عبارت کچھ اور ترجمہ کچھ۔	۲۱۸
۳۲۹	جہالت نمبر ۱۳: سوال چئیں جواب چناں۔	۲۱۹
۳۲۹	جہالت نمبر ۱۴: انکشاف اغلاط۔	۲۲۰
	جہالت نمبر ۱۵: حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر	۲۲۱
۳۳۰	جاہلانہ افتراء پر دازیاں۔	۲۲۲
۳۳۲	جہالت نمبر ۱۶: زید کی کج صریح فہمیاں۔	۲۲۳
۳۳۳	جہالت نمبر ۱۷: زید کی نادانیوں کا پٹہ۔	۲۲۴



## فہرست مضامین



صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۲۳	جہالت نمبر ۱۸: منسوبات کا ذبہ اور غلط بیابیاں۔	۲۲۵
۲۲۴	جہالت نمبر ۱۹: صاحب اشباہ کی طرف غلط منسوبات۔	۲۲۶
۲۲۶	زید کی مجبوت عنہ سے جداگانہ اور لا یعنی بخشیں۔	۲۲۷
۲۲۷	جہالت نمبر ۲۰: زید خود اپنا لکھا سمجھنے سے معذور۔	۲۲۸
۲۲۹	زید کا صرف پانچ ورق تحریر میں اس سے نفی قنوت میں صرف کرنا اور وقت طاعون قنوت پڑھنے کا طریقہ بھی لکھنا۔	۲۲۹
۲۲۸	اغلاط تصحیف: یعنی لکھنا کچھ اور سمجھنا کچھ۔	۲۳۰
۲۳۰	خلاف واقع نقل عبارت اور زید کی بددیانتی۔	۲۳۱
۲۳۰	اغلاط ترجمہ: زید سیدھی سادی عربی کا ترجمہ بھی کرنے سے قاصر۔	۲۳۲
۲۳۲	مصنف کی دل نشیں تحقیق۔	۲۳۳
۲۳۳	زید کی الٹی سمجھ کا نادر کرشمہ۔	۲۳۴
۲۳۵	اغلاط روایت: یعنی اصلیت کا خون۔	۲۳۵
۲۳۶	”حبیب خدا“ خاص کلمہ اسلامی ہے یہ عامر نے ہرگز نہیں کہا تھا۔	۲۳۶
۲۳۷	بیر معونہ کے شہدا کو قرآن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ بکثرت تاہوت کرتے تھے۔	۲۳۷
۲۳۹	اہل قبیلہ نے عامر کو کمک دینے سے صاف انکار کر دیا تھا کہ تیرے چچا نے مسلمانوں کو پناہ دیدی ہے ہم اس کا ذمہ ہرگز نہ توڑیں گے۔	۲۳۸
۲۵۰		



# فہرست مضامین

صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۳۵۱	عامر بن طفیل کا حرام بن ملحان کو شہید کرنا بھی خلاف تحقیق ہے۔	۲۳۹
۳۵۲	عامر کا فرمان اقدس $\text{عَلَيْهِ السَّلَام}$ پڑھ کر آگ بگولہ ہونا یکسر غلط اس بد بخت کو تو نامہ مبارکہ کی زیارت تک بھی نہ ہوئی۔	۲۴۰
۳۵۳	حضرت منذر کا قید کیا جانا بھی کذب ہے کہ آپ عین معرکہ میں شہید ہوئے۔	۲۴۱
۳۵۴	فریب دیہی عوام:	۲۴۲
۳۵۵	فریب نمبر ۱: کہ سوا اس کے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مصیبت میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔	۲۴۳
۳۵۷	فریب نمبر ۲: ترجمہ میں تصرف بیجا اور کلام فقہائے کرام میں من گڑھت عبارتوں کا الحاق۔	۲۴۴
۳۵۸	زید کی بعض منقولہ عبارتوں کا کلام علماء میں اصلاً کہیں بھی پتہ نہیں۔	۲۴۵
۳۵۹	فریب نمبر ۳: اثبات ونفی کے جلوے۔	۲۴۶
۳۶۰	صاحب "اشباہ والنظائر" پرافتر اپردازی اور تحریف و بددیانتی۔	۲۴۷
۳۶۱	زید کی تقیہ بازی کے متعدد نمونے۔	۲۴۸
۳۶۱	جمہور علماء کی مخالفت کی بنا پر زید کی توبہ پھر توبہ شکنی۔	۲۴۹
۳۶۲	زید کی وہابیت پر متعدد دلائل و براہین۔	۲۵۰
۳۶۳	خلاصہ کلام و تریب مرام۔	۲۵۱
۳۶۵		

## فہرست مضامین

صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۳۶۶	جابل کو مشتی بننا ہرگز حلال نہیں اور نہ عوام الناس کو اس کے فتوے پر اعتماد جائز و روا ہے۔	۲۵۲
۳۶۷	زید گمراہ اور گمراہ گر ہے اس کی اعانت کرنا ضلالت و گمراہی کی بنیاد تعمیر کرنا اور قعر مذلت میں گرتا ہے۔	۲۵۳
۳۶۷	زید سے میل جول نا جائز جب وہ از سرے نو اپنی تمام حرکات و منخرفات سے تائب ہو جائے اور ایک عرصہ گزر جائے پھر اس کا اپنی توبہ پر قائم رہنا ظاہر ہو اس وقت اس سے کوئی تعارض نہ کیا جائے۔	۲۵۴
۳۶۸	تصدیق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ۔	۲۵۵
۳۶۸	تصدیق محدث سورتی حضرت علامہ مشتی بصری احمد صاحب پہلی بھتی۔	۲۵۶
۳۷۰	تصدیق سراج العلماء حضرت علامہ مشتی سلامتہ اللہ صاحب رامپوری۔	۲۵۷
۳۹۲	تصدیق حضرت علامہ مشتی محمد اعجاز حسین صاحب رامپوری۔	۲۵۸
۳۹۵	تصدیق حضرت علامہ مشتی محمد عبدالغفار خاں صاحب رامپوری۔	۲۵۹
۳۹۵	تصدیق حضرت علامہ مشتی ظہور الحسین صاحب رامپوری۔	۲۶۰
۳۹۸	تصدیق حضرت علامہ مشتی خواجہ احمد صاحب رامپوری،	۲۶۱
۳۹۹	تصدیق حضرت علامہ مشتی ارشد علی صاحب رامپوری۔	۲۶۲
۴۰۰	تصدیق حضرت علامہ مشتی رکن الدین مبارک اللہ صاحب پھلسا نوی۔	۲۶۳



## فہرست مضامین



صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۰۰	تصدیق حضرت علامہ مفتی عبدالباقی صاحب لکھنوی۔	۲۶۳
۲۰۱	تصدیق حضرت علامہ مفتی قیام الدین صاحب لکھنوی۔	۲۶۵
۲۰۱	تصدیق حضرت علامہ مفتی عبدالحمید صاحب لکھنوی۔	۲۶۶
۲۰۱	تصدیق حضرت علامہ مفتی عبدالحمید صاحب لکھنوی۔	۲۶۷
۲۰۲	تصدیق حضرت علامہ مفتی عبدالعلی صاحب مدراسی لکھنوی۔	۲۶۸
۲۱۳	تصدیق حضرت علامہ مفتی ہدایت رسول صاحب لکھنوی۔	۲۶۹
۲۱۰	تصدیق حضرت علامہ مفتی عبداللہ صاحب پٹنوی۔	۲۷۰
۲۱۱	تصدیق حضرت مفتی محمد نجم الدین صاحب دانا پوری۔	۲۷۱
۲۱۳	تصدیق حضرت علامہ مفتی وحید حنفی فردوسی عظیم آبادی۔	۲۷۲
۲۱۵	تصدیق حضرت علامہ مفتی عبدالواحد قادری مجددی۔	۲۷۳
۲۱۵	تصدیق حضرت علامہ مفتی نبی بخش صاحب عظیم آبادی۔	۲۷۴
۲۱۶	تقریظ و قطع تاریخ حضرت علامہ مفتی محمد ضیاء الدین صاحب پالی بھیتی۔	۲۷۵
۲۲۰	<b>کتاب البيوع</b>	
۲۲۱	نفس عقد میں یہ شرط لگایا کہ نقد اتنے اور ادھار اتنے میں تو یہ بیع فاسد ہے۔	۲۷۶
	مشتری کو قرض لیتا دیکھ کر دبا یا اور نقد قیمت سے زائد میں بیچا تو یہ بیع باہر	۲۷۷
۲۲۱	کراہت جائز ہوئی لیکن خلاف اولیٰ۔	

## فہرست مضامین

صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۲۳	کتاب الحظرو الاباحہ	
۲۲۳	مسلم لیگ کے زہر آلود اغراض و مقاصد کہ ”دیوبندی، دہابی، روافض و اہل سنت کے تفرقے مٹا دو!“	۲۷۸
۲۲۳	کیا سنی علماء پر فرض ہے کہ وہ کانگریس کے ساتھ ساتھ مسلم لیگ کا بھی واضح طور پر رد فرمائیں۔	۲۷۹
۲۲۵	جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے۔	۲۸۰
۲۲۷	حدیث پاک ”جس نے کسی مسلمان کو اذیت دیا بے شک اس نے مجھے اذیت دی۔“	۲۸۱
۲۲۷	جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔	۲۸۲
۲۲۸	مصنف کے تعلق فی الدین کی ایک عظیم مثال۔	۲۸۳
۲۳۰	مسلم لیگ قابل اصلاح ہے اس میں سینکڑوں شرعی خامیاں موجود ہیں۔	۲۸۴
۲۳۰	اعلیٰ حضرت کا مصنف علیہ الرحمہ کو مولانا عبدالباری فرنگی مٹلی کی دعوت پر لکھنؤ ایک جلسے میں بھیجنا۔	۲۸۵
۲۳۱	عمل کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔	۲۸۶
۲۳۲	اگر ہماری کوئی منظم جماعت ہو تو اس کی آواز ملک و قوم کے کانوں تک	۲۸۷



## فہرست مضامین



صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۲۳	ہی نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں میں بھی اثر کرے گی۔	۲۸۸
	اسلام کے نام لیوا منصف اس بنا پر کہ وہ مسلمان ہیں ذبح کئے جا رہے ہیں	۲۸۹
۲۲۴	کیا اب بھی ضرورت شرعی کا تحقق نہیں ہوتا؟	۲۹۰
۲۲۵	اگر ضرورت شرعی داعی ہو تو مردار یا سوڑ کا گوشت بقدر حاجت کھا سکتا ہے۔	۲۹۱
	اگر بھوک و پیاس کا غلبہ اس قدر سخت ہو کہ اندیشہ ہلاکت ہو تو بقدر	۲۹۲
	رمتق حیات سوڑ یا مردار کا گوشت کھانے کی رخصت ہے اگر نہ کھایا اور	
۲۲۶	اسی حالت میں مر گیا تو گنہگار مرا۔	
	اگر زبان پر اجرائے کلمہ کفر پر مجبور کیا جائے تو اطمینان قلب کے ساتھ	۲۹۳
۲۲۷	اجرا کر سکتا ہے۔	
	جب حضرت عمار کو کفار نے مجبور کیا تو آپ نے اپنی زبان پر کلمہ کفر کا	۲۹۴
۲۲۸	اجرا کیا مگر آپ کا قلب ایمان سے مملو تھا۔	
	علامہ مرغینانی کا قول کہ ”اللہ کے ساتھ کفر یا گستاخی رسول پر مجبور کیا	۲۹۵
	جائے اور اسے جان یا کسی عضو کے کانٹے جانے کا خوف ہو تو اسے جائز	
۲۲۹	ہے کہ جس پر مجبور کیا جا رہا ہے کرے۔	
۲۳۰	ضرورت شرعیہ سے محظورات یعنی ممنوعات شرعیہ مباح ہو جاتے ہیں۔	۲۹۶
	اگر کفار کے مذہبی میلوں میں مسلمان بغرض تجارت چلا جائے تو شرعاً	۲۹۷



## فہرست مضامین



صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۴۱	جائز ہے۔	
۲۴۲	جو لوگ کسی غرض شرعی سے مسلم لیگ میں شریک ہو گئے انہیں کافر فاسق و گمراہ کہنے والا فقہ سے نابلد ہے۔	۲۹۸
۲۴۳	مسلم لیگ میں ضرور شرعی مفاسد ہیں جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔	۲۹۹
۲۴۴	کانگریس کی شرکت کی حرمت پر ایک مدلل فتویٰ قرآنی براہین سے مزین بریلی شریف سے شائع ہوا تھا۔	۳۰۰
۲۴۵	مصنف کا تنظیم اہل سنت کے لئے بے لوث کوشش اور اسکی تخریب کاری جس کے مخرب ہمارے ہی بعض افراد تھے۔	۳۰۱
۲۴۶	کافر و فاسق، مرتد و مبتدع کو بے ضرورت ابتداً اسلام اور بلا وجہ شرعی میل جول حرام۔	۳۰۲
۲۴۷	پارلیمنٹری بورڈ کی اعانت اور اس میں شرکت جائز نہیں۔	۳۰۳
۲۴۸	جو جماعت اللہ و رسول کو گالیاں دینے والوں کی جماعت ہو اس سے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیزار ہیں۔	۳۰۴
۲۴۸	انٹیشن کی اہمیت ہرگز ناخ احکام شرعیہ نہیں ہو سکتی۔	۳۰۵
۲۴۸	حدیث پاک ”جس سے مسئلہ پوچھا گیا اس نے بلا عذر شرعی اسے چھپایا تو اس کے منہ پر آگ کی لگام چڑھائی جائے گی۔“	۳۰۶

## فہرست مضامین

صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۴۸	جو حق بات کہنے سے باز رہے وہ گونگا شیطان ہے۔	۳۰۷
۲۴۹	بلا جہ شرعی کسی مسلمان کو گالی دینا حرام قطعی ہے۔	۳۰۸
	حدیث پاک "جس نے کسی مسلمان کو اذیت دیا اس نے مجھے اذیت دی	۳۱۹
۲۵۰	اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی۔	
	زن محصنہ یعنی پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت لگانے والے پر اسی	۳۱۰
۲۵۱	کوڑے لگائے جائیں گے اور وہ ہمیشہ کے لئے مردود الشہادۃ ہو جائے گا۔	
۲۵۱	فتویٰ شرعیہ کی بے حرمتی کرنے والا کافر ہے۔	۳۱۱
۲۵۲	جس نے کہا "یہ کیا شرع ہے" وہ کافر ہو گیا۔	۳۱۲
۲۵۲	ایسے مرتد صریح کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، سلام کلام بالا جماع حرام ہے۔	۳۱۳

ت

ت

ت

ت

ت

# انتساب

ترتیب و تہیض کی ہماری یہ حقیر کاوش افق اسلام پر چمکنے والے علم و

فضل کے اس

## ”سورج“

کے نام جسے دنیائے اسلام فقیہ اسلام، تاج الشریعہ، بدر الطریقہ

حضرت العلام الحاج الشاہ المفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی

(متعنا اللہ بطول حیاتہ) کے نام نامی اسم گرامی سے جانتی اور پہچانتی

ہے۔

جن کے فیضان علمی نے مجھ ہیچ مدان کو کسی قابل بنا دیا!

گر قبول افتدز ہے عز و شرف

**نشتر فاروقی**

یکے از خدام حضور تاج الشریعہ و مرکز دارالافتاء



# پیغام منانی

مجاہد اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد منان رضا خاں صاحب منانی میاں دام ظلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدوم العلماء حجۃ الاسلام شہزادہ اعلیٰ حضرت جدا کرم علامہ الحاج الشاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں علم شریعت کی مہارت اور حدیث پاک کی تعلیم، علوم عقلیہ پر تعلیم و تدریس کا عبور اور تمام علوم دینیہ پر کمال دسترس، یہ ایسی باتیں ہیں جن کو سارے اہل علم و اہلسنت جانتے ہیں۔

حجۃ الاسلام متحدہ ہندستان کے جید علمائے اعلام میں سے تھے جن کے علم و فضل زہد و تقویٰ کی روشنی نے پورے برصغیر میں چودہویں صدی کے نصف آخر کو روشن اور منور و مجلی کر رکھا ہے جن کے خوان حکمت و دانائی کے ریزہ خوار اور آفتاب علم و معرفت کے مستبس پوری دنیا میں ستاروں کی طرح روشن و منتشر ہیں، کردار سازی میں آپ کو امامت کا درجہ حاصل تھا کم ہی محروم القسمت لوگ ہوں گے جو آپ کی صحبت سے بے فیض اٹھے ہوں ورنہ جو ذرہ اٹھا آفتاب ہوا جو قطرہ چمکا درشا ہوار ہوا جو کلی چٹکی مشکبار ہوئی، آج پورا ہندو پاک کی اکثریت بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ سے منسلک ہے۔

حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ کے فتاویٰ کی تعداد کیا ہے یہ کسی کو نہیں معلوم زیادہ تر آپ کی فرصت کے اوقات بھی سوال و جواب اور دینی تربیت میں ہی صرف ہوتے روزانہ زبانی طور پر سیکڑوں مسائل آپ سے خواص و عوام معلوم کرتے تھے لیکن کسی نے ان کو قلم بند کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی ورنہ ہمارے پاس دینی معلومات کا ایک شاندار ذخیرہ موجود ہوتا اسلئے فتاویٰ حجۃ الاسلام کی جو نقول احباب کے پاس ہیں انہیں حضرت حجۃ الاسلام کے تمام فتاویٰ کا مجموعہ کسی طرح بھی قرار نہیں دیا جاسکتا لیکن جو ہے وہ بھی ایک عظیم فقہی سرمایہ ہے۔

مجھے بڑی مسرت ہو رہی ہے کہ میرے دادا حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے بعض فتاویٰ میرے فرزند ارجمند مولانا محمد عمران رضا خاں سمنانی میاں، مولانا نشتر فاروقی سلمہما اور ان کے احباب کتابی شکل میں منظر عام پر لا رہے ہیں ان حضرات کی کاوش سے علماء اور دیندار لوگوں کو اس کتاب سے مستفید ہونے کا موقع ملے گا، ارکان ادارہ اشاعت تصنیفات رضا اپنی گراں بہا پیش کش پر لائق صد تحسین و تبریک ہیں مولانا تعالیٰ ان حضرات کے ساتھ ساتھ فقیر کو بھی دَرین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے!

آمین و صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین.

محمد منان رضا خاں قادری سمنانی

مہتمم جامعہ نوریہ رضویہ عقب درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

# عرض سمنانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اس دنیائے رنگ و بو میں کوئی کتاب ایسی نہیں جس کی حفاظت کی ضمانت دی جا سکے۔ بجز قرآن مجید فرقان حمید کے کہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خدائے تعالیٰ نے خود لے رکھی ہے جیسا کہ ارشاد ہوا:

”إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ یعنی ہم

نے اسے اتارا اور اس کی حفاظت کرنے والے ہیں“

مولیٰ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے قرآن پاک کو قلوب انسانی میں محفوظ فرمادیا، قرآنی الفاظ اپنے وجود کیلئے صفحہ رقرطاس کے محتاج نہیں بلکہ اسکا ایک ایک حرف اور ہر ہر لفظ قلب انسانی پر مرقوم ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جو پوری نسل انسانی کیلئے دستور حیات ہے، انسانی زندگی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جہاں قرآن مجید نے رہنمائی نہ فرمائی ہو اس لئے کہ قرآن کریم ہی ہر علم کا ماخذ و منبع ہے جیسا کہ خود قرآن مجید میں آیا:

”تَبَيَّنَا لِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا“ یعنی جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے“

تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں موجود نہ ہو مگر ساتھ ہی فرمادیا:

”وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعِلْمُونَ يَعْنِي اس کا سمجھ نہیں مگر

عالموں کو“

اس لئے فرماتا ہے:-

”فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ يَعْنِي علم

والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو“

اور پھر یہی نہیں کہ علم والے از خود کتاب اللہ کے سمجھنے پر قادر ہوں نہیں! بلکہ اس

کے متصل ہی فرمادیا: **JANNATI KAUN?**

”وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ

إِلَيْهِمْ اے نبی! ہم نے یہ قرآن تیری طرف اس لئے

اتارا کہ لوگوں سے شرح بیان فرمادے اس چیز کی جو

ان کی طرف اتاری گئی“

اللہ اللہ قرآن عظیم کے لطائف و نکات کبھی منتہی نہ ہوں گے۔

الغرض خدائے تعالیٰ نے ہم پر تقلید ائمہ واجب فرمائی اور ائمہ پر تقلید رسول اور

رسول پر تقلید قرآن، اب ہم پر جو لازم ہے وہ تقلید ائمہ کرام ہے، ائمہ کرام نے ہماری

آسانی کیلئے تدوین فقہ فرمائی۔

علم فقہ کی اہمیت و فضیلت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس

دولت بے بہا سے سرفراز ہونے کے بعد انسان نہ صرف اپنی انفرادی زندگی بلکہ معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں بھی بھرپور کردار ادا کرنے کی صلاحیت سے مالا مال ہو جاتا ہے، جب تک وہ علم فقہ کی دولت عظمیٰ سے مشرف نہیں ہوتا نہ صرف خود جہالت و ضلالت کی وادیوں میں بھٹکتا رہتا ہے بلکہ معلومات نہ ہونے کی بنا پر دوسروں کو بھی غلط راستے پر ڈال دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اسلام کی تبلیغ کیلئے علم فقہ کا حصول لازمی قرار دیا قرآن پاک میں فرمایا:

”فَلَوْ لَا تَعَرَّفْنَا مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لَّيَتَفَقَّهُوا فِي  
الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ  
يَحْذَرُونَ“ یعنی تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں  
سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور  
واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنا لیں“

حدیث پاک میں بھی فقیہ کی عظمت و برتری کی جانب واضح اشارہ موجود ہے  
رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں:

”فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد“  
یعنی ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار عابد کی بہ نسبت زیادہ  
سخت ہوتا ہے“

ایک حدیث پاک میں فقہ کی عظمت کو یوں ظاہر فرمایا:

”من یرد اللہ بہ خیرا ینفقہ فی الدین یعنی اللہ  
جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا  
فرماتا ہے“

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”تفقہوا قبل ان تسودوا یعنی حصول سیادت سے  
پہلے فقہ (دین کی سمجھ) حاصل کرو“

فقہ اسلامی کی تاریخ، تاریخ اسلام یا نزول وحی کے دوش بدوش چلتی آرہی ہے  
عہد رسالت ﷺ میں خود سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہادی برحق کی طرح  
ایک فقیہ اعظم کی بھی تھی۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جب کوئی ایسی صورت حال پیش آتی یا ان کو کسی  
معاملہ میں سرکار اقدس ﷺ کے ارشاد گرامی یا نص قرآنی تک رسائی نہ ہوتی یا اس وقت  
تک کسی مخصوص صورت حال کیلئے وحی الہی کا نزول نہ پایا جاتا تو یہ حضرات سرور کونین  
جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے رجوع فرماتے۔

حضور سید عالم ﷺ کی حیات ظاہری سے جب مسلمانوں کو محرومی کا سامنا کرنا پڑا  
تو پھر ان کے لئے حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان  
غنی، حضرت مولیٰ علی، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت ابی

بن کعب، عمار بن یاسر، زید بن ثابت، حذیفہ بن یمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے مفتیان مطلق موجود تھے مسلمان ان حضرات میں سے کسی کی طرف رجوع کرتے اور یہ حضرات نور مجسم سید عالم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال، اعمال، تقریرات یعنی احادیث کی روشنی میں ان کا فیصلہ صادر فرمادیتے صحابہ کرام کے زریں دور کے بعد تابعین ہوئے اور تابعین حضرات نے اس امر کی طرف خصوصی توجہ مبذول فرمائی کہ جیسے احادیث رسول کی تدوین کا کام شروع ہو گیا ہے اسی طریقہ پر امور شرعیہ اور مسائل فقہیہ کو بھی مرتب کیا جائے۔

اس اہم کام کی ضرورت کو سب سے پہلے "تابعین کے سردار، فقیہ اعظم، حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ" نے محسوس فرمایا اور آپ نے اس اہم کام کے لئے ایک ادارہ ۱۲۰ھ میں قائم فرمایا جسکو "بیت العلماء" کے نام سے جانا جاتا تھا جس میں حضرت ابو یوسف، امام زفر، امام محمد، حضرت حسن، شیخ طریقت فضیل ابن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے چالیس کبار ائمہ، فقہاء شریک ہوتے تھے فقہ حنفی کی تدوین میں سب سے زیادہ حصہ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی کا ہے۔

امام محمد کی مؤلفہ کتب دو قسم کی ہیں "کتب ظاہر البروایۃ" یا مسائل اصول "دوسری قسم کی کتب "کتب نوادر" یا "مسائل النوادر" کے نام سے مشہور ہیں اور دوسری قسم کی کتب میں سے "مبسوط و جامع کبیر و صغیر و سیر کبیر و صغیر" نے شہرت دوام حاصل کی۔

حضرات مجتہدین کے بعد فقہاء کرام کا ایک ایسا طبقہ پیدا ہوا جس نے اجتہاد نہ

کر کے متقدمین کی تائید میں عظیم فقہی کتب مرتب کیں اور اسکے ساتھ ہی فتاویٰ کی تدوین بھی ہوتی رہی، فقہ حنفی میں متقدمین نے بہت فتاویٰ لکھے اور متاخرین نے بھی لکھے۔

متاخرین فقہاء کی مشہور و معروف کتب فتاویٰ یہ ہیں:

(۱)..... فتاویٰ قاضی خان / فتاویٰ خانہ

(۲)..... فتاویٰ ظہیریہ

(۳)..... فتاویٰ طرطوسیہ

(۴)..... فتاویٰ تاتارخانیہ

(۵)..... فتاویٰ بزازیہ

(۶)..... فتاویٰ خیریہ

(۷)..... فتاویٰ عالمگیری / فتاویٰ ہندیہ

(۸)..... فتاویٰ عزیزہ

(۹)..... فتاویٰ رضویہ

مصنف فتاویٰ رضویہ شریف مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی

علیہ رحمۃ القوی کے بعد ان کے شہزادہ اکبر شیخ الانام، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مولانا

مفتی محمد المعروف بحامد رضا قدس سرہ العزیز فتاویٰ نویسی کے اہم منصب پر "باضابطہ"

جلوہ نکلن ہوئے۔

حجۃ الاسلام نے ۱۳۱۲ھ سے ۱۳۶۲ھ تک لگاتار ۵۰ رسال فتاویٰ نویسی فرمائی



یعنی حجۃ الاسلام نے اعلیٰ حضرت کے دور میں ہی فتاویٰ نویسی کا سلسلہ شروع فرمادیا تھا اور یہ سلسلہ الذہب تادم حیات نہیں ٹوٹا چنانچہ اعلیٰ حضرت نے آپ کے بہت سے فتاویٰ ملاحظہ فرمائے اور داد تحسین سے نواز کر اکثر پر مہر تصدیق ثبت فرمائی اور اپنی نیابت اور جانشینی سے سرفراز فرمایا۔

مرجع العلماء الکرام، تاج الفقہاء العظام حجۃ الاسلام کی تاریخ ساز شخصیت عالم اسلام میں محتاج تعارف نہیں، آپ علم و فضل، حسن اخلاق، عزت و عظمت، شان و شوکت، جاہ و جلال، حسن و جمال غرضکہ تمام ملی و مذہبی محاسن میں اپنی مثال آپ اور یکتائے روزگار تھے اور اپنے والد ماجد امجد الامجد مجدد دین و ملت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ رحمۃ القوی کے مظہر و جانشین انھیں اسی لئے خود اعلیٰ حضرت نے ایک موقع پر یوں فرمایا:

”اگرچہ میں اپنی دینی مصروفیات کی بنا پر حاضری سے معذور ہوں مگر حامد رضا کو بھیج رہا ہوں ان کو حامد رضا نہیں احمد رضا سمجھا جائے“ (تذکرہ جمیل ص ۱۳۲)

حجۃ الاسلام کے تفقہ فی الدین اور علمی جلالت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے اور ایسے ہی بہت سے واقعات حجۃ الاسلام کے معتمد اعلیٰ حضرت ہونے پر دال ہیں اور یہ بات تو معتمد خاص ہونے پر شاہد عدل ہے کہ ”جب لکھنؤ میں کسی سے مناظرہ و مباحثہ کرنے کیلئے اعلیٰ حضرت کو مدعو کیا گیا اور وقت مانگا گیا تو آپ نے اپنی

مصرفیات کی بنا پر معذرت کر لی اور حضرت حجۃ الاسلام کو اپنا وکیل بنا کر روانہ فرمایا۔

**فتاویٰ حامد یہ:** حجۃ الاسلام جیسے اپنے ظاہری حسن و جمال میں بے مثال تھے ویسے ہی ان کا قلم حق رقم بھی اپنی مثال آپ تھا، اسی قلم کے ذریعہ ”حجۃ الاسلام“ نے دیگر معاملات (امور خانقاہ، اہتمام مدرسہ، درس و تدریس، مہمان نوازی وغیرہ) کی انجام دہی کے علاوہ پچاس سال تک فتاویٰ نویسی کی خدمت انجام دی۔

ہم ان جواہر پاروں میں سے بمشکل تمام حاصل شدہ چند ”فتاویٰ حامد یہ“ ہدیہ ناظرین کر رہے ہیں جنہیں ان کے مجموعہ فتاویٰ کا ایک باب بھی نہیں کہا جاسکتا، آپ کے فتاویٰ کی صحیح تعداد کیا ہے یہ کسی کو نہیں معلوم آپ کی فرصت کے اکثر اوقات بھی دینی و مذہبی سوال و جواب میں صرف ہوتے، کاش آپ کے فتوؤں کا ذخیرہ محفوظ ہوتا تو فقہ حنفی کا ایک عظیم شاہکار ثابت ہوتا مگر افسوس حجۃ الاسلام کو عوام تو عوام خواص نے بھی یکسر فراموش کر دیا اور آپ کے وہ زریں کارنامے جو ہماری نسل کے لئے مشعل راہ ثابت ہوتے ایک قصہ پارینہ بن کر رہ گئے حالانکہ وہ آب زر سے لکھنے کے قابل تھے۔

اہل سنت کیلئے یہ امر المیہ سے کم نہیں کہ آپ کے رہے سبے فتاویٰ بھی منظر عام پر نہیں آسکے، آپ کے فتاویٰ حقائق و دقائق کا خزینہ اور علوم و معارف کا گنجینہ ہیں، بعض فتاویٰ اگرچہ مختصر ہیں لیکن نہایت جامع ہیں اور بعض فتاویٰ پر سیر حاصل کلام کر کے نہایت تک پہنچا دیا ہے انداز بیابان عام فہم مگر دلائل کا انبار کثرت براہین آیات و احادیث اور اقوال ائمہ سے مملو ہیں اور بہت سی جگہ ایسا گمان ہوتا ہے کہ یہ قلم حق رقم تو

مجدد اعظم امام احمد رضا کا ہے۔

چنانچہ جب میں نے ”الصارم الربانی علی اسراف القادیانی“ کو پہلی مرتبہ دیکھا (جو آپ کی پہلی باقاعدہ تصنیف ہے، ارباب حل و عقد پر یہ حقیقت مخفی نہیں کہ قادیانی دجال مرزا غلام احمد قادیانی کے مزخرفات کی جس نے باقاعدہ سب سے پہلے خبر لی وہ تنہا آپ کی ذات ستودہ صفات ہے) تو میرا ہی حیرت کی انتہا نہ رہی اور میری عقل دنگ رہ گئی کہ بلاشبہ اگر قاری کو معلوم نہ ہو کہ یہ کس کی تصنیف ہے تو وہ اعلیٰ حضرت ہی کی تصنیف سمجھے گا کہ اعلیٰ حضرت کے یہاں جو مقفیٰ الفاظ ملتے ہیں بیعینہ اس قلم کی جولانیت و روانی آپ کے اس فتویٰ میں موجود ہے گویا آپ کے فتاویٰ الولد سرلابیہ کی سچی تصویر اور روشن تفسیر ہیں۔

مجھ جیسے کم علم و بے بضاعت کا حضرت حجۃ الاسلام کے بارے میں کچھ لکھنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مانند مترادف ہے کہاں میں ہچمداں اور کہاں حضرت حجۃ الاسلام چرخ علم و فضل کے آفتاب نیم روز جو کسی کو دیکھ کر اس پر روشن نہیں ہوا کرتا بلکہ جدھر چلا جاتا ہے ادھر اندھیرے سے اجالا اور گھٹا ٹوپ تاریکی کو روشنی میں بدل دیتا ہے۔

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ  
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

میرے پاس ”یادگار رضا“ کی کچھ کاپیاں ہیں! ایک روز میں ان مطالعہ کر رہا تھا کہ اچانک میری نگاہ حجۃ الاسلام کے ایک ”فتوے“ پر پڑی میں اسے دل چسپی کے ساتھ پڑھنے لگا فتویٰ پڑھنے کے بعد دل کی عجیب سی کیفیت ہو گئی دل میں شوق و اشتیاق کا ایک طوفان موجیں لینے لگا: کیا حجۃ الاسلام کے تمام فتاویٰ اسی قدر اہم اور دلپذیر ہوں گے؟ یہ فتاویٰ منظر عام پر کیوں نہیں آئے؟ کیا ہوئے آپ کے تمام فتاویٰ؟ عجب عالم تھا دل کے ہیجان کا لیکن میرے پاس ان سوالوں کا کوئی جواب نہ تھا، دل کے کسی گوشے سے امید کی ایک کرن پھوٹی، کیوں نہ آپ کے فتاویٰ کی تلاش شروع کی جائے اور زیور طبع سے آراستہ کر دیا جائے۔

جب میں نے ان فتاویٰ کا تذکرہ سیدنا ابوالد امجد الامجد مجاہد اہلسنت قائد اسلام حضرت علامہ مولانا محمد منان رضا خاں صاحب منانی میاں دام ظلہم الاقدس اور استاذ گرامی حضرت العلام مولانا حافظ وقاری محمد عزیز الرحمن صاحب منانی قادری رضوی بریلوی (وائس پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف) سے کیا تو والد گرامی نے اظہار خوشی کے ساتھ فرمایا:

”سمنانی یہ ہمارے جد محترم حضرت حجۃ الاسلام کی عظیم

علمی یادگار ہیں جس قدر بھی آپ کے فتاویٰ دیاب

ہو سکیں ان کی طباعت نہایت اہتمام سے کراؤ“

جبکہ حضرت استاذ گرامی نے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا پھر میں نے اس اہم کام

کی انجام دہی کا عزم مصمم کر لیا اور یہ حقیقت ہے کہ کوئی بندہ جب کسی نیک کام کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو غیبی امداد ضرور مل جاتی ہے اسی کے مصداق مجھے حضرت مولانا مفتی نشتہ فاروقی صاحب مل گئے جب اس سلسلے میں ان سے ہمارا تبادلہ خیال ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ:

”میں نے ”سوانح حجۃ الاسلام“ کی ترتیب کے دوران کچھ آپ کے فتاویٰ جمع کئے ہیں اگر آپ فرمائیں تو مزید فتاویٰ کی تلاش و جستجو شروع کر دوں مناسب سمجھیں تو ان کو بھی اس مجموعہ میں شامل کر لیں“

پھر میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ یہ مجھ جیسے بے بضاعت کا کام نہ تھا اگرچہ میں نے ارادہ کر لیا تھا چنانچہ میں نے مفتی صاحب موصوف سے کہا کہ اس اہم کام کو آپ ہی بخوبی انجام دے سکتے ہیں لہذا یہ کام آپ ہی کریں تو بہتر ہوگا ہم ان کے شکر گزار ہیں کہ ہماری اس گزارش پر انہوں نے اس عظیم کام کی انجام دہی کی ذمہ داری قبول فرمائی اور ملک کی مختلف جگہوں اور لائبریریوں کی خاک چھان کر اس مجموعے میں شامل فتاویٰ جمع کئے اور بڑی ہی عرق ریزی کے ساتھ اس کی تہیض و ترتیب فرمائی۔

آخر میں ہم حضرت مفتی محمد یونس رضا اویسی اور مولانا مفتی محمد احتشام الدین، مولانا محمد جمیل خاں بزیلوی، حافظ وقاری ضیاء الحق صاحبان کا شکر یہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ حدیث شریف میں آیا: من لم يشكر الناس لم يشكر الله ان حضرات نے

پروف ریڈنگ وغیرہ میں ہمارا بھرپور تعاون کیا مولیٰ تعالیٰ ان سب لوگوں کو اجر جمیل اور  
جزائے جزیل عطا فرمائے! آمین ثم آمین۔

ادارہ اشاعت تصنیفات رضا اپنی نشاۃ ثانیہ کے بعد ”فتاویٰ حامدیہ“ کو پیش کر  
کے اپنی زندگی کا احساس دلا رہا ہے اور اس بات پر فخر محسوس کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے  
شہزادہ اکبر کے فتاویٰ کو پہلی بار شائع کر رہا ہے مولیٰ تعالیٰ حضور سرکارِ دو عالم ﷺ کے  
صدقہ و طفیل اسی طرح ادارہ سے اپنی رضا کے کام لیتا رہے، آمین!

بجاء سید المرسلین و علی آلہ و اصحابہ ازواجہ اجمعین۔

محمد عمران رضا قادری سمنانی

جنرل سیکریٹری اعلیٰ حضرت لاہور

درگاہ اعلیٰ حضرت ۳۴ رسو داگران بریلی شریف

## حجۃ الاسلام، ایک مختصر تعارف

لزڈاکٹر محمد عبدالنعیم عزیز ایڈیٹر اسلامک ٹائمز اردو ۲۰۰۴ء مجلہ جسولی بریلی شریف  
چودھویں صدی کے مجدد، مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل  
بریلوی قدس سرہ العزیز کے فرزند اکبر ماہ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء محلہ  
سوداگران بریلی شریف میں تولد ہوئے۔

محمد نام پر عقیقہ ہوا عرف حامد رضا رکھا گیا اس طرح پورا نام محمد حامد رضا ہوا، لفظ  
محمد کے اعداد ۹۲ ہیں اور اس لحاظ سے عقیقہ کا یہ نام حجۃ الاسلام کا تاریخی نام بھی بن  
جاتا ہے اسلئے کہ ۱۲۹۲ء آپ کی سن ولادت بھی ہے۔

حجۃ الاسلام آپ کا خطاب ہے شیخ الانام اور جمال الاولیاء کے القاب سے بھی  
آپ کو یاد کیا گیا۔

درس و تدریس :- حضرت حجۃ الاسلام نے جملہ علوم و فنون اپنے والد  
گرامی سے حاصل کئے، درس کے وقت آپ کے بعض سوالات حضور اعلیٰ حضرت کو  
ایسے پسند آتے کہ "قال الولد الاعز" لکھ کر سوال اور جواب قلمبند فرمادیتے۔

مدینہ طیبہ کے جید عالم حضرت علامہ عبدالقادر طرابلسی شامی سے حجۃ الاسلام  
کا جو مکالمہ ہوا اس کا تذکرہ اعلیٰ حضرت نے ملفوظات میں خود فرمایا۔  
۱۳۲۳ء میں حضور اعلیٰ حضرت کے دوسرے اور تاریخی حج و زیارت کے موقع پر

جب آپ پہلی بار ان کے ہمراہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو مکہ مکرمہ میں شیخ اعلیٰ حضرت علامہ محمد سعید با بصیل اور مدینہ طیبہ میں حضرت علامہ سید احمد برزنجی کے حلقہٴ درس میں شریک ہوئے، اکابر علماء نے انہیں سندیں عطا کیں حضرت علامہ خلیل خربوطی نے سند فقہ حنفی عطا فرمائی جو علامہ سید طحطاوی سے انہیں صرف دو واسطوں سے حاصل تھی۔

حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے تلامذہ کو خود سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے سندت عطا فرمائیں دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے درجہٴ اعلیٰ میں صدر المدرسین اور شیخ الحدیث کی جگہ پر بھی آپ نے کام کیا، آپ تفسیر ”بیضاوی شریف“ کے درس میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔

JANNATI KAUWA

**بیعت و خلافت :-** حضور حجۃ الاسلام کو بیعت و خلافت کا شرف نور

العارفین حضرت سیدنا ابوالحسین احمد نوری نور اللہ مرقدہ سے حاصل ہے۔

حضور اعلیٰ حضرت نے بھی جمیع سلاسل جس قدر خود ان کو اجازت تھی، اجازت

فرمائی اور تمام علوم و فنون، اور ادو اعمال اور اذکار و اشغال کا مجاز و ماذون کیا۔

**حج و زیارت :-** حضور حجۃ الاسلام حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد حامد رضا

خاں صاحب علیہ الرحمہ نے پہلا حج تو اپنے والد گرامی سیدنا اعلیٰ حضرت کے ہمراہ

۱۳۲۳ء میں کیا اور دوسری بار حج و زیارت کا شرف ۱۳۲۴ء میں حاصل ہوا۔

آپ بھی اپنے والد ماجد فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی طرح ہمہ وقت

مدینہ امینہ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے بیتاب رہتے تھے اپنی ایک نعت پاک کے مقطع



میں سرکارِ اعظم کی بارگاہ میں حاضری کیلئے اپنی بیقراری کا اس طرح اظہار فرماتے ہیں:

اب تو مدینے لے بلا گنبد سبز دے دکھا  
حاند و مصطفیٰ تیرے ہند میں ہیں غلام دو

اس مقطع سے جہاں آپ کی زیارتِ طیبہ کی بیتابی کا اظہار ہوتا ہے وہیں اپنے  
برادرِ اصغر مفتی اعظم حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ سے غایت درجہ محبت اور  
ساتھ میں ان کیلئے بھی حاضری کی تمنا کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

مظہرِ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام ہیں:- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا

خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کو اپنے فرزند ارجمند سے بڑی محبت  
تھی اور وہ ان پر بڑا ناز بھی کرتے تھے اور کیوں نہ ہو ایسا لائق و فائق، عالم و فاضل،  
ادیب و خطیب، دیندار و پارسا اور حسین و جمیل بیٹا قسمت والوں کو ہی ملا کرتا ہے۔

حجۃ الاسلام ہر لحاظ سے اپنے والد کے جانشین اور وارث و امین تھے، ان کی ہر  
تحریک اور ان کے ہر کام میں معاون و مددگار، ان کے ہمد و ہمراز، قدم قدم پر ان کے  
ساتھی اور پیروکار، ان کے دست راست اور وکیل تھے، تصدیقات حسام الحرمین اور  
الدولۃ المکیہ سے لے کر وہابیوں، دیوبندیوں اور ندویوں کے رد اور ان کی سرکوبی نیز  
بدایونیوں اور فرنگی مہلیوں کے تعاقب تک ہر موڑ پر اپنے والد گرامی کا ساتھ دیا۔

وہ تمام دینی خدمات جو اعلیٰ حضرت کے ساتھ مواجہہ اقدس میں آپ نے حرمین طیبین

میں سرانجام دیں ان کو اعلیٰ حضرت نے بجد سراہا ہے، حضورِ اعلیٰ حضرت پوکھر بربا (جواب ضلع

سیتا مڑھی بہار میں اس وقت ضلع مظفر پور میں تھا) کے ایک جلسہ کیلئے حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب محبی نے دعوت دی، مصروفیت کے سبب اعلیٰ حضرت نے حضرت حجۃ الاسلام کو اپنی جگہ پر وہاں ایک گرامی نامہ کے ساتھ روانہ کر دیا جس میں یہ تحریر فرمایا:

”اگرچہ میں اپنی مصروفیت کی بنا پر حاضری سے معذور

ہوں مگر حامد رضا کو بھیج رہا ہوں یہ میرے قائم مقام ہیں ان

کو حامد رضا نہیں احمد رضا ہی کہا جائے“

اور کیوں نہ ہوا نہیں کیلئے تو حضور اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے:

حامد منی انا من حامد

حمد سے ہمد کماتے یہ ہیں

یعنی حامد مجھ سے اور میں حامد سے ہوں۔

اعلیٰ حضرت کا اس طرح فرمانا ایک طرف تو اپنے فرزند اکبر سے ان کی از حد

محبت اور ان پر بے انتہا ناز کا غماز ہے ہی، اس میں اعلیٰ حضرت کی ایک کرامت بھی

پوشیدہ ہے، اعلیٰ حضرت کو معلوم تھا کہ ان کا خاندانی سلسلہ ان کے بڑے بیٹے حامد رضا

خاں سے ہی چلے گا۔

اعلیٰ حضرت کے فرزند اصغر مفتی اعظم حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب

کے ایک ہی اولاد نرینہ ہوئی تھی جو بچپن ہی میں فوت ہو گئی تھی، آج اعلیٰ حضرت کا

خاندان حجۃ الاسلام نلیہ الرحمہ ہی کی اولاد سے چل رہا ہے۔

حضور اعلیٰ حضرت نے ”الاسمداد“ میں اپنے خلفاء کی فہرست حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے نام سے شروع کی اور بڑے پیارے الفاظ سے ان کو نوازا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور حجۃ الاسلام کے ناموں میں اتحاد جملی ہے اسی بناء پر ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت نے اپنا تعویذ حجۃ الاسلام کے گلے میں ڈال دیا، ایک وقف نامہ کی رجسٹری میں حجۃ الاسلام کو متولی قرار دیتے ہوئے یہ تحریر فرمایا:

”مولوی حامد رضا خاں پسرکلاں جولانق، ہوشیار اور دیانندار

ہیں متولی کر کے قابض و دخل بحیثیت تولیت کاملہ کر دیا“

اعلیٰ حضرت نے حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کو اپنا ولی عہد اور جانشین مقرر کیا اور اپنی نماز جنازہ پڑھانے کی انہیں کیلئے وصیت فرمائی، اعلیٰ حضرت نے اپنے وصال سے ایک جمعہ قبل اپنے پاس مرید ہونے کیلئے آنے والوں کو حجۃ الاسلام سے بیعت کی ہدایت ان الفاظ میں فرمائی:

”ان کی بیعت میری بیعت ہے، ان کا ہاتھ میرا ہاتھ، ان

کا مرید میرا مرید، ان سے بیعت کرو“

علمی و تبلیغی کارنامے :- جانشین اعلیٰ حضرت علیہ السلام حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ ایک بلند پایہ خطیب، مایہ ناز ادیب، اور یگانہ روزگار عالم و فاضل تھے دین متین کی تبلیغ و اشاعت، ناموس مصطفیٰ کی حفاظت، قوم کی فلاح و بہبود ان کی زندگی کے اصل مقاصد تھے اور یہی سچ ہے کہ وہ غلبہ اسلام کی خاطر زندہ رہے اور سفر

آخرت فرمایا تو پرچم اسلام بلند کر کے اس دنیا سے سرخرو و کامران ہو کر گئے۔

اپنی صدی کے مجددان کے والد محترم سیدنا اعلیٰ حضرت نے خود ان کی علمی و دینی خدمات کو سراہا ہے، ان پر ناز کیا ہے، حجۃ الاسلام نے مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کی خاطر برصغیر کے مختلف شہروں اور قصبوں کے دورے فرمائے ہیں۔

گستاخان رسول و بیبیہ سے مناظرہ کئے ہیں، سیاستدانوں کے دام فریب سے مسلمانوں کو نکالا ہے، شدھی تحریک کی پسپائی کیلئے جی توڑ کر کوشش کی ہے اور ہر جہت سے باطل اور باطل پرستوں کا رد اور انسداد کیا ہے۔

مناظرہ لاہور :- ملت اسلامیہ کے منتشر شیرازہ کو مجتمع کرنے کی خاطر

۱۵ ارشوال المکرم ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء میں لاہور میں جماعت اہلسنت اور دیوبندی جماعت کے سربراہ اور وہ لوگوں کی ایک مٹنگ رکھی گئی جو بعد میں مناظرہ میں تبدیل ہو گئی، دونوں طرف کے ذمہ داروں کی یہ خواہش تھی کہ گفتگو کے ذریعہ مسئلہ طے ہو جائے اور حق واضح ہونے پر حق کو تسلیم کرتے ہوئے دونوں ایک ہو جائیں۔

لہذا دیوبندی مکتبہ فکر کی طرف سے مولوی اشرف علی تھانوی کا انتخاب ہوا اور جماعت اہلسنت کی طرف سے حضرت حجۃ الاسلام کا، آپ بریلی سے لاہور تشریف لے گئے، مگر ادھر سے تھانوی جی نہیں پہنچے، اس موقع پر حجۃ الاسلام نے جو خطبہ دیا وہ بے مثال خطبہ تھا اور سننے والے بڑے بڑے علماء و فضلاء ان کی فصاحت و بلاغت اور علم و فضل کی جلوہ سامانیاں دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

اسی موقع پر پنجابی مسلمانوں نے نعرہ لگایا کہ دیوبندی مناظر نہیں آیا تو چھوڑو، ان کے بھی چہرے دیکھ لو (حجۃ الاسلام کی طرف اشارہ کر کے) اور ان کے بھی چہرے دیکھ لو (دیوبندیوں کی جانب اشارہ کر کے) اور فیصلہ کر لو کہ حق کدھر ہے۔

اس مناظرہ کے موقع پر حضرت حجۃ الاسلام کی ملاقات ڈاکٹر اقبال سے بھی ہوئی، حجۃ الاسلام اور ڈاکٹر اقبال کی ملاقات کا حال حضرت علامہ تقدس علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب میں تحریر کیا ہے، جس کا عکس ”دعوت فکر“ از علامہ منشا تائبش قصوری ص ۳۵ پر چھپا بھی ہے۔

ڈاکٹر اقبال کو جب حجۃ الاسلام نے دیوبندی مولوی کی گستاخانہ عبارتیں سنائیں تو وہ سکر حیرت زدہ رہ گئے اور بیساختہ بولے کہ مولانا یہ ایسی عبارات گستاخانہ ہیں کہ ان لوگوں پر آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑا، ان پر تو آسمان ٹوٹ پڑ جانا چاہیے۔

اسی مناظرہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سید ایوب علی فنا جب رضوی علیہ الرحمہ نے اپنی ایک منقبت میں مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں:

ہندوستان میں دھوم ہے کس بات کی معلوم ہے

لاہور میں ذولہا بنا حامد رضا حامد رضا

سمجھے تھے کیا اور کیا ہوا ارمان دل میں رہ گیا

تیرے ہی سر سہرا ربا حامد رضا حامد رضا

ایوب قصہ مختصر آیا نہ کوئی وقت پر

خیرے مقابل من چلا حامد رضا حامد رضا

حجۃ الاسلام کی سیاسی بصیرت :- حجۃ الاسلام سیاستدانوں کی

چالوں کو خوب سمجھتے تھے اور اپنے زمانہ کے حال سے پوری طرح باخبر رہ کر مسلمانوں کو سیاست و ریاست کے چنگل سے بچانے کی ہر ممکن جدوجہد کرتے رہتے تھے ساتھ ہی ساتھ اس آندھی میں اڑنے والے مسلم علماء قائدین اور دانشوروں نے افہام و تفہیم اور حق نہ قبول کرنے پر ان سے ہر طرح کی نبرد آزمائی کیلئے بھی تیار تھے، چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

ابوالکلام آزاد کی تھر تھر اہٹ :- بریلی شریف میں تحریک خلافت

کے اراکین نے ایک جلسہ رکھا جس میں چند علمائے اہل سنت بھی مدعو تھے اور بوقت جلسہ وہ بھی سیاسی نیتاؤں اور مولویوں کے ساتھ براجمان تھے اسی موقع پر مناظرہ کی ٹھن گئی، مخالفین کو ابوالکلام آزاد کی طلیق اللسانی اور زبان آوری پر بڑا ناز تھا، اہلسنت و جماعت کی طرف سے حضرت علامہ سید سلیمان اشرف صاحب بہاری علیہ الرحمہ جلا اس وقت علی گڑھ یونیورسٹی میں کے شعبہ دینیات کے صدر تھے مناظر اور حجۃ الاسلام اپنی طرف کے صدر منتخب ہوئے۔

علامہ سید سلیمان اشرف صاحب نے سوالات کی بوچھاڑ شروع کی، حجۃ الاسلام

بیچ بیچ میں انھیں ضروری ہدایات دیتے رہے، تھوڑی ہی دیر میں ابوالکلام آزاد اور ان کے

رفقاء گھبرا اٹھے حتیٰ کہ جس وقت علامہ سید سلیمان اشرف صاحب نے تقریر شروع کی تو ابوالکلام گونگے بن گئے، ہر شخص اپنا اور بے گانہ متعجب تھا کہ آزاد اور ان کے رفقاء کو یہ سانپ کیوں سونگھ گیا؟ ابوالکلام اس موقع پر بید کی طرح کانپ رہے تھے۔

ابوالکلام آزاد نے ایک بار عربی زبان میں مناظرہ کا چیلنج دیا تو حجۃ الاسلام نے منظور کرتے ہوئے یہ شرط رکھی تھی کہ مناظرہ بے نقطہ عربی میں ہوگا، یہ سکر وہ ہکا بکارہ گئے اور خاموشی سے نکل جانے ہی میں اپنی عافیت سمجھی۔

مولینا عبدالباری فرنگی محلی کی توبہ :- مولانا عبدالباری صاحب

فرنگی محلی پر ان کے کچھ سیاسی حرکات اور تحریرات کی بناء پر سیدنا اعلیٰ حضرت نے ان پر فتویٰ صادر فرمادیا انہیں مولانا عبدالباری صاحب نے نجد یوں کا اذریعہ حرمین شریفین کے قبہ جات گرانے اور ہجرتی کرنے کے سلسلہ میں لکھنؤ میں ایک کانفرنس منعقد کی گئی تھی۔

حضرت حجۃ الاسلام صاحب جماعت رضائے مصطفیٰ کی طرف سے چند مشہور علماء کے ہمراہ لکھنؤ تشریف لے گئے، وہاں عبدالباری صاحب اور ان کے متعلقین و مریدین نے زبردست استقبال کیا، جب مولانا عبدالباری صاحب نے حجۃ الاسلام سے مصافحہ کرنا چاہا تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا جب تک میرے والد گرامی کے فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے آپ توبہ نہیں کر لیں گے میں آپ سے نہیں مل سکتا۔

حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمہ کا لقب ”صوت الایمان“ تھا لہذا

انہوں نے حق کو حق سمجھ کر کھلے دل سے توبہ کر لی اور یہ فرمایا:

”لاج رہے یا نہ رہے، میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے توبہ

کر رہا ہوں، مجھ کو اس کے دربار میں جانا ہے مولوی احمد

رضا خاں نے جو کچھ لکھا ہے صحیح لکھا ہے

احکام شرعیہ اور جرح و بیباکی :- لکھنؤ ہی میں مسلمانوں کے نکاح

و طلاق کے معاملے میں قانون بنائے جانے کے سلسلے میں ایک کانفرنس کے موقع پر

حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ اور صدر الافاضل علیہ الرحمہ اور مولانا تقدس علی خاں علیہ

الرحمہ بریلی شریف سے شرکت کیلئے گئے تھے، اس کانفرنس میں شیعہ اور ندوی مولویوں

کے علاوہ شاہ سلیمان چیف جسٹس ہائی کورٹ اور حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی علیہ

الرحمہ کے داماد بھتیجے عبدالوالی بھی تھے، حجۃ الاسلام صاحب نے جرح میں سب کو اکھاڑ

پھینکا اور فیصلہ آپ ہی کے حق میں ہوا۔

حمایت اسلام اور شریعت مصطفیٰ و ناموس رسالت کے مقابلہ میں حجۃ الاسلام

نے ہمیشہ حق گوئی سے کام لیا، کبھی بھی کسی بھی مصلحت کو پاس پھینکنے نہیں دیا۔

مصلحانہ شان و عظمت :- ۱۹۳۵ء میں مسلمانوں کے مذہبی و قومی،

سیاسی و سماجی اور ملی و معاشی استحکام کے سلسلہ میں ایک لائحہ عمل تیار کرنے کی غرض سے مراد

آباد میں چار روزہ کانفرنس منعقد کی گئی تھی جس کی صدارت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے

فرمائی تھی اور اس موقع پر آپ نے جو فصیح و بلیغ، پر مغز و پرتدبیر خطبہ دیا تھا وہ آپ کی سیاسی

بصیرت، علمی جلالت، مذہبی قیادت و سیادت اور ملی و قومی ہمدردی اور دینی حمایت کی ایک



شاندار مثال ہے اور جس سے ان کے عالمانہ، مصلحانہ و مفکرانہ شان و عظمت کا بھرپور اظہار ہوتا ہے۔

یہ خطبہ سب سے پہلے ۱۹۳۵ء میں شہزادہ حجۃ الاسلام مفسر اعظم حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمہ نے ”خطبہ صدارت جمعیت عالیہ“ کے نام سے شائع کیا تھا۔ اس خطبہ کی فوٹو کاپی حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب لاہوری نے فقیر کی درخواست پر روانہ فرمائی اور فقیر نے بحکم مخدوم مکرم موجودہ مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری صاحب قبلہ ادارہ سنی دنیا سے ۱۹۸۸ء میں شائع کیا۔

خطبہ ہذا عوام و خواص، علماء و طلبہ ہر ایک کیلئے اائق مطالعہ ہے، اس خطبہ سے حجۃ الاسلام کی ادبی شان بھی جھلکتی ہے۔

JANNATI KAUN?

زبان و ادب پر مہارت :- حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کی زبان دانی، ان کی فصاحت و بلاغت نثر نگاری و شاعری خصوصاً عربی زبان و ادب پر عبور اور مہارت کی تعریف علمائے عرب نے بھی کی ہے ۱۳۳۲ھ میں حجۃ الاسلام کے دوسرے حج و زیارت کے موقع پر عرب کے معروف عربی داں حضرت شیخ سید حسن دباغ اور سید محمد مالکی ترکی نے آپ کی عربی دانی اور قابلیت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اس طرح اعتراف کیا ہے:

”ہم نے ہندوستان کے اکناف و اطراف میں حجۃ الاسلام

جیسا فصیح و بلیغ دوسرا نہیں دیکھا جسے عربی زبان میں اتنا

عبور حاصل ہو“

حضور اعلیٰ حضرت کی عربی زبان کی کتب الدولۃ المکیہ اور کفل الفقیہ الفاہم کی طباعت کے وقت اعلیٰ حضرت کے حکم پر اسی وقت عربی زبان میں تمہیدات تحریر کر دیں جنہیں دیکھ کر اعلیٰ حضرت بہت خوش ہوئے، خوب سراہا اور دعائیں دیں۔

**عربی دانی کا ایک اہم واقعہ :-** حجۃ الاسلام کو ایک بار دارالعلوم معینیہ اجمیر شریف میں طلبہ کا امتحان لینے اور دارالعلوم کے معائنہ کیلئے دعوت دی گئی، طلبہ کے امتحان وغیرہ سے فارغ ہو کر جب آپ چلنے لگے تو مولانا معین الدین صاحب نے دارالعلوم کے معائنہ کے سلسلہ میں کچھ لکھنے کی فرمائش کی۔

آپ نے فرمایا فقیر تین زبانیں جانتا ہے، عربی، فارسی اور اردو، آپ جس زبان میں کہیں لکھ دوں، مولانا معین الدین صاحب اس وقت تک اعلیٰ حضرت یا حجۃ الاسلام سے مکمل طور پر متعارف نہیں تھے، انہوں نے کہہ دیا عربی میں تحریر کر دیجئے۔

حضور حجۃ الاسلام نے قلم برداشتہ کئی صفحہ کا نہایت ہی فصیح و بلیغ عربی میں معائنہ تحریر فرما دیا، حجۃ الاسلام کے اس طرح قلم برداشتہ لکھنے پر معین الدین صاحب حیرت زدہ بھی ہو رہے تھے اور سوچ بھی رہے تھے کہ جانے کیا لکھ رہے ہیں کیوں کہ ان کو بھی اپنی عربی دانی پر بڑا ناز تھا۔

جب معائنہ لکھ کر حجۃ الاسلام چلے آئے تو بعد میں اس کے ترجمہ کیلئے مولانا مرحوم بیٹھے تو انہیں حجۃ الاسلام کی عربی سمجھنے میں بڑی دقت پیش آئی بمشکل تمام لغت دیکھ دیکھ کر ترجمہ کیا وہ بھی پورا ترجمہ نہیں کر سکے، بعض الفاظ انہیں لغت میں بھی نہ ملے

بعز میں انہیں وہ الفاظ عرب علماء کی زبانی اور کچھ ان کی کتب سے حاصل ہوئے تب جا کر انہیں ان الفاظ اور محاوروں کا علم ہوا۔

اسی لئے عرب کے بڑے بڑے علماء حجۃ الاسلام کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ:

ان کی عربی زبان، ان کی گفتگو اور تحریر سب کچھ اہل عرب جیسی بلکہ ان سے بہتر ہے۔

**منظومات حجۃ الاسلام:** حضور ﷺ - الاسلام علیہ الرحمہ عربی کے زبر

دست عالم ہونے کے علاوہ اردو کے بھی بہترین شاعر اور ادیب بھی تھے آپ نے حمد و نعت کے

علاوہ منقبتیں بھی کہی ہیں لیکن آپ کا دیوان آپ کی زندگی میں چھپ نہ سکا جس کی وجہ سے آپ

کے کلام محفوظ نہیں رہ سکے، صرف ایک حمد اور تین نعتیں موجود ہیں انہیں میں سے چند اشعار پیش

ہیں تاکہ شعر و ادب کے شائقین اور نعت خوان حضرات حجۃ الاسلام کے کلام کو ملاحظہ کریں، ان

سے محفوظ ہوں، ازرا ایمان و عقیدہ تازہ کریں اور ان کی شاعرانہ عظمت کا اندازہ کریں۔

## حمد

اللہ اللہ اللہ اللہ

دل مرا گد گداتی رہی آرزو آنکھیں پھر پھر کرتی رہیں جستجو

عرش تا فرش ڈھونڈ آیا میں تجھ کو تو نکلا اقرب ز جیل و رید گلو

اللہ اللہ اللہ اللہ

طور سینا پہ تو جلوہ آرا ہوا      صاف موئی سے فرما دیا لہن ترا  
 اور انی انا اللہ شجر بول اٹھا      تیرے جلووں کی نیرنگیاں چار سو  
 اللہ      اللہ      اللہ      اللہ

کون تھا جس نے سبحانی فرما دیا      اور ما اعظم شہانی کس نے کہا  
 بایزید اور بسطام میں کون تھا      کب انا الحق تھی منصور کی گفتگو  
 اللہ      اللہ      اللہ      اللہ

میں نے مانا کہ حامد گنہگار ہے      معصیت کیش ہے اور خطا کار ہے  
 میرے موئی مگر تو تو غفار ہے      کہتی رحمت ہے مجرم سے لا تقنطوا  
 اللہ      اللہ      اللہ      اللہ

## نعت شریف

گنہگاروں کا روز محشر شفیق نیر الانام ہوگا  
 دوہن شفاعت بنے گی دولہا نبی علیہ السلام ہوگا  
 کبھی تو چمکے گی نجم قسمت ہلال ماہ تمام ہوگا  
 کبھی تو ذرہ پہ مہر ہوگی وہ مہر ادھر خوش خرام ہوگا  
 خدا کی مرضی ہے انکی مرضی، ہے ان کی مرضی خدا کی مرضی  
 انہیں کی مرضی پہ ہو رہا ہے انہیں کی مرضی پہ کام ہوگا

حضور روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سچ دھج یہ ہوگی حامد  
خمیدہ سر آنکھیں بند لب پر مرے درہ و سلام ہوگا

## ذعت پاک

محمد مصطفیٰ نور خدا نام خدا تم ہو  
شد خیر الوری شان خدا صلی علی تم ہو  
نہ کوئی ماہ و ش تم سانہ کوئی مہ جبیں تم سا  
حسینوں میں ہو تم ایسے کہ محبوب خدا تم ہو  
حسینوں میں تمہیں تم ہونبیوں میں تمہیں تم ہو  
کہ محبوب خدا تم ہو نبی الانبیاء تم ہو  
انا من حامد و حامد رضامنی کے جلوؤں سے  
بحمد اللہ رضا حامد ہیں اور حامد رضا تم ہو

## ذعت شریف

چاند سے ان کے چہرے پر گیسوئے مشکفام دو  
دن ہے کھلا ہوا مگر وقت سحر ہے شام دو  
ان کے جبین نور پر زلف سیہ بکھر گئی  
جمع ہیں ایک وقت میں ضدین صبح و شام دو

پی کے پلا کے میکشو ہم کو بچی کچھی اہلی دو  
 قطرہ دو قطرہ ہی سہی کچھ تو برائے نام دو  
 ایک نگاہ ناز پر سیکڑوں جام مئے نثار  
 گردش چشم مست سے ہم نے پئے ہیں جام دو  
 نام حبیب کی ادا جاگتے سوتے ہو ادا  
 نام محمدی بنے جسم کو یہ نظام دو  
 تلووں سے انکے چار چاند لگ گئے مہر و ماہ کو  
 ہیں یہ انہیں کی تابشیں ہیں یہ انہیں کے نام دو  
 اب تو مدینے لے بلا گنبد سبز دے دکھا  
 حامد و مصطفیٰ تیرے ہند میں ہیں غلام دو

**تصانیف و تراجم :-** حجۃ الاسلام کی تصانیف میں الصارم الربانی علی

اسراف القادیانی، سدالفرار، سلامة اللہ لا بل اللہ من سبیل العناد والفتنہ، الاجازات  
 المتینہ، حاشیہ ملا جلال مشہور ہیں، الدولۃ المکیہ کا ترجمہ بھی ان کا علمی و ادبی شاہکار ہے اس  
 کے ناواں یہ مجموعہ ”فتاویٰ حامدیہ“ آپ کی فقہی شان و عظمت کا بین ثبوت ہے جسے فاضل  
 نوجوان حضرت مولانا مفتی محمد عبدالرحیم اشتر فاروقی صاحب نے انتہائی محنت و مشقت  
 اور کافی تلاش و جستجو کے بعد جمع فرمایا ہے جو اپنے آپ میں ایک عظیم کارنامہ ہے۔

**نوٹ :-** اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ کی مشہور زمانہ کتاب ”حسام الحرمین علی

منخر الکفر والین“ جسے انہوں نے اپنے دوسرے حج ذیارت کے موقع پر ۱۳۲۲ء کو عربی زبان میں تالیف فرمایا تھا اور جس پر علماء حرمین شریفین کی تقریظات و تصدیقات ہیں، اس کے ترجمہ کے بارے میں مشہور ہے کہ اس کا ترجمہ حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے کیا ہے لیکن یہ غلط ہے اس کا ترجمہ حضور اعلیٰ حضرت کے برادر زادہ یعنی ان کے منجھلے بھائی استاد ذمن حضرت علامہ حسن رضا خاں علیہ الرحمہ کے صاحبزادے علامہ حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے کیا ہے۔

اس ترجمہ کا نام حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب نے مسین احکام و تصدیقات اعلام رکھا یہ تاریخی نام ہے اور ۱۳۲۵ء میں اس کا ترجمہ ہوا ہے، شروع سے اب تک حسام الحرمین کے جتنے بھی ایڈیشن چھپ چکے ہیں سب پر مترجم کی حیثیت سے علامہ حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کا ہی نام ہے یہ بھی اعلیٰ حضرت کے خلیفہ ہیں، اعلیٰ حضرت نے ”الاستمداد“ میں ان کیلئے اس طرح تحریر فرمایا ہے ع

دے حسنین وہ تقبیح ان کو

جس سے برے کھیاتے یہ ہیں

علامہ حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے حضور اعلیٰ حضرت کا وصیت نامہ

بھی ”وصایا شریف“ کے نام سے مرتب کیا ہے، وصیت میں اعلیٰ حضرت نے اپنے

دونوں صاحبزادگان کے ساتھ انھیں بھی شامل کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت کے بیشتر کتب و رسائل انہیں کے اہتمام میں شائع ہوئے ہیں ان سے اعلیٰ حضرت کی چوتھی صاحبزادی بھی منسوب تھیں ان سے ایک صاحبزادی بھی تھیں جو اس دارقانی سے کوچ کر گئیں۔

فن تاریخ گوئی میں کمال :- آپ اپنے والد ماجد اعلیٰ حضرت کی طرح حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان کو بھی تاریخ گوئی نے فن میں کمال حاصل تھا ۱۳۴۴ھ میں حضرت مولانا عبدالکریم درس رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر حجۃ الاسلام نے درج ذیل تاریخیں کہیں:

تواریخ وصال ۱۳۴۴ھ

مولینا القرشی الصدیقی الکرانچوی ۱۳۴۴ھ

رحمة الله المولى تعالى برحمة واسعة ۱۳۴۴ھ

الشهداء عند ربهم لهم اجرهم ونورهم ۱۳۴۴ھ

حضرة مولينا وبكل مجد اولينا ۱۳۴۴ھ

ادخلوا خالدين بها ۱۳۴۴ھ

نمقه العبد امجاني حامد رضا ۱۳۴۴ھ

النورى الرضوى ۱۳۴۴ھ

درس عبدالکریم عبدالکریم کردجان خودش بحق تسلیم

موت العالم تمیۃ العالم ثلمۃ دین احمد بے میم



روح الراوحہ وسقاہ	زاب کوثر و جعفر و تسلیم
درس و وعظ و حمایت سنت	رد بدعات و طرفہ اہل جحیم
امر معروف و نہی عن المنکر	کارا و بود و در حیات کریم
درس دین بنی بگو حاد	ختم شد در کراچی و التسلیم

۱۳۴۴ھ

نوری مسجد جنکشن بریلی شریف جب بن کرتیار ہوئی تو آپ نے برجستہ عربی میں درج ذیل تاریخیں کہیں:

انما یعمر المسجد من	آمن باللہ والاخری
من بناہ بنی لہ اللہ	بیت در بجنۃ الماوی
شکر اللہ سعی قیمہ	ذی محمد رضائقی رضی
بخ لعمری بناہ ما اشمخ	ارخ اسہ فایہ نجل رضی
قلت سبحن ربی الاعلیٰ	مسجد اسس علی تقویٰ

۱۳۰

۲۹

آپ نے اپنے والد ماجد اعلیٰ حضرت کے وصال کے موقع پر درج ذیل تاریخیں کہیں:

تواریخ الوفاة ۱۳۴۰ھ

نور اللہ ضریح ۱۳۴۰ھ

شیخ الاسلام والمسلمین ۱۳۴۰ھ

امام ہدایۃ السنۃ الحاج احمد رضا ۱۳۴۰ھ

الہاوالبریلوۃ القادری البرکاتی ۱۳۴۰ھ

رضی اللہ عنہ ۱۳۴۰ھ

راح شیخ الكل فی كل ۱۳۴۰ھ

مولوی معنوی قرآن زبانت ماوری ۱۳۴۰ھ

ہم اولیائی تحت قبائی لایعرفہم ۱۳۴۰ھ

مریدین، خلفا اور تلامذہ:- حجۃ الاسلام کے مریدین کی تعداد یوں تو

لاکھوں میں تھی لیکن اب بھی ہزاروں کی تعداد میں ان کے مریدین موجود ہیں، چتوڑ گڑھ، جے پور، اودے پور، جوڈھیپور، سلطان پور، بریلی و اطراف، کانپور، فتح پور، بنارس اور صوبہ بہار وغیرہ میں ان کے مریدین زیادہ ہیں، کراچی اور پاکستان کے مختلف شہروں میں بھی آپ کے مریدین پائے جاتے ہیں۔

آپ کے خلفا و تلامذہ میں مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خاں

قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی، حضرت

علامہ محمد حماد رضا خاں قادری بریلوی، محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سردار احمد

گرداسپوری ثم لائل پوری، حضرت علامہ مفتی محمد تقدس علی خاں قادری بریلوی، حضرت

علامہ محمد عنایت محمد خاں غوری، حضرت علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی، حضرت علامہ محمد سعید شبلی

فرید کوٹی، حضرت علامہ احسان علی صاحب فیض پوری سابق شیخ الحدیث دارالعلوم منظر اسلام، حضرت علامہ ولی الرحمن پوکھر ریوی، حضرت علامہ حافظ محمد میاں اشرفی، حضرت علامہ ابوالخلیل انیس عالم صاحب بہاری، حضرت علامہ قاضی فضل کریم صاحب بہاری، حضرت علامہ رضی احمد صاحب وغیرہ سرفہرست ہیں۔

پاکستان کے مشہور شاعر حسان العصر جناب اختر الحامدی بھی حضور حجۃ الاسلام ہی سے شرف بیعت و ارادت رکھتے ہیں، حضور حجۃ الاسلام اپنے تلامذہ اور خلفاء میں سب سے زیادہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد گرداسپوری سے محبت فرماتے تھے۔ حضرت علامہ سردار احمد صاحب جو میسٹرنٹ ٹرچکے تھے اور پٹواری کی ملازمت بھی اختیار کر لی تھی انہوں نے جب مناظرہ لاہور کے موقع پر حجۃ الاسلام کے چہرہ زیبا کو دیکھا تو ان پر فریفتہ ہو گئے آپ ہر روز ان کے رخ انور کی زیارت کو جلسہ گاہ میں حاضر ہو جاتے اور یک لخت حضور حجۃ الاسلام ہی کو دیکھتے رہتے۔

حضور حجۃ الاسلام کے استفسار پر انہوں نے ان کے ساتھ بریلی شریف چلنے کی تمنا ظاہر کی تو حجۃ الاسلام بکمال شفقت اپنے ہمراہ بریلی شریف لائے اور برسوں اپنی صحبت و خدمت میں رکھ کر ایسی و تربیت فرمائی کہ آپ ایک معمولی پٹواری سے محدث اعظم بن کر افاق عالم پر چھا گئے۔

محدث اعظم پاکستان نے دارالعلوم منظر اسلام اور دارالعلوم مظہر اسلام میں بھی تدریسی خدمات انجام دیں، تقسیم ہند کے بعد آپ پاکستان تشریف لے گئے اور لائل پور

میں ایک مدرسہ بنام ”مظہر اسلام“ قائم فرمایا اور تا دم آخری وہیں دین متین کی خدمت انجام دیتے رہے، آپ کا مزار مبارک لائل پور میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

**حسن سیرت :-** جس طرح حجۃ الاسلام کا چہرہ خوبصورت تھا اسی طرح ان کا دل بھی حسین تھا وہ ہر اعتبار سے حسین تھے، صورت و سیرت، اخلاق و کردار، گفتار و رفتار، علم و فضل، زہد و تقویٰ سب میں بے مثل و بے نظیر تھے۔

حجۃ الاسلام بلند پایہ کردار اور پاکیزہ اخلاق کے مالک تھے، متواضع اور خلیق، مہربان اور رحیم و کریم تھے، اپنے ہوں یا بیگانے کبھی ان کے حسن صورت و سیرت اور حسن اخلاق کے معترف تھے، البتہ وہ دشمنان دین و سنیت اور گستاخان خدا اور رسول کے لئے برہنہ شمسیر تھے اور غلامان مصطفیٰ کے لئے شاخ گل کی مانند لچکدار و نرم خوتھے۔

شب برأت آتی تو سب سے معافی مانگتے حتیٰ کہ بچوں، خادماؤں، خادموں اور مریدوں سے بھی فرماتے کہ ”اگر میری طرف سے کوئی بات ہو گئی ہو تو معاف کر دو اور کسی کا حق رہ گیا ہو تو بتا دو“ حضور حجۃ الاسلام الحب فی اللہ و البغض فی اللہ اور اشداء علی الکفار و حماء بینہم کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔

حجۃ الاسلام اپنے شاگردوں اور مریدوں سے بھی بڑے لطف و کرم اور محبت سے پیش آتے تھے اور لطف یہ کہ ہر مرید و شاگرد یہی سمجھتا کہ اسی سے زیادہ محبت فرماتے ہیں، ایک بار کا واقعہ ہے کہ آپ کلکتہ کے طویل سفر سے بریلی شریف واپس ہوئے ابھی گھر پر اترے بھی نہ تھے کہ بہاری پور بریلی شریف کا ایک شخص آیا جس کا

بڑا بھائی آپ سے مرید تھا اور اس وقت بستر مرگ پر پڑا ہوا تھا اس نے عرض کیا: حضور روز ہی دیکھ جاتا ہوں لیکن چونکہ حضور سفر پر تھے اس لئے دولت کدے پر معلوم کر کے واپس مایوس لوٹ جاتا تھا میرے بھائی حضور کے مرید ہیں اور سخت بیمار ہیں چل نہیں سکتے، ان کی بڑی تمنا ہے کہ کسی صورت اپنے مرشد کا دیدار کر لوں، اتنا کہنا تھا کہ آپ نے گھر کے سامنے تانگہ رکوا کر اس پر بیٹھے بیٹھے ہی اپنے چھوٹے صاحبزادے نعمانی میاں کو آوازی دی اور فرمایا کہ یہ سامان اتروالو میں بیمار کی عیادت کر کے ابھی آتا ہوں اور آپ فوراً اس شخص کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

اللہ اکبر! کلکتہ سے بریلی تک کا لمبا سفر طے کر کے کئی روز کے بعد گھر تشریف لائے، سفر کی تکان مگر اپنے آرام کا کچھ خیال نہیں فرمایا اور ایک غریب کے گھر اس کی عیادت کو اسی عالم میں تشریف لے گئے۔

بنارس کے ایک مرید آپ سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے تھے ایک بار انھوں نے آپ کی دعوت کی، احباب میں گھرے رہنے کے سبب آپ ان کے یہاں وقت پر کھانے میں نہیں پہنچ سکے ان صاحب نے کافی انتظار کیا اور جب آپ نہ پہنچے تو گھر میں تالا لگا کر بیوی کے ساتھ کہیں چلے گئے جو م ختم ہونے کے بعد جب آپ ان کے یہاں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ گھر میں تالا لگا ہوا ہے اور صاحب خانہ ندارد، آپ مسکراتے ہوئے لوٹ آئے، بعد میں آپ سے ایک ملاقات میں انھوں نے اپنی ناراضگی کا اظہار بھی کیا لیکن حجۃ الاسلام نے بجائے ان پر ناراض ہونے یا اپنی ہتک عزت محسوس کرنے کے انھیں التامنا یا اور ان کی دلجوئی

فرمائی، یہ تھی احباب کے ساتھ آپ کی شان رحیمی و کریمی اور یہی شان ولایت بھی ہے۔  
 آپ خلفائے اعلیٰ حضرت اور اپنے ہم عصر علماء سے نہ صرف محبت رکھتے تھے بلکہ  
 ان کا احترام بھی کرتے تھے جبکہ بیشتر آپ سے عمر میں اور تقریباً علم میں بھی آپ سے  
 چھوٹے اور کم پایہ کے تھے۔

سادات کرام خصوصاً مارہرہ شریف کے مخدوم زادگان کے سامنے تو بچھ جاتے  
 اور ان کو آقاؤں کی طرح احترام دیتے تھے، حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ سے آپ کو  
 بے پناہ انسیت و الفت تھی اور دونوں میں اچھے اور گہرے مراسم بھی تھے، ان کو آپ ہی  
 نے ”شبیبہ غوث اعظم“ کا لقب دیا تھا حجۃ الاسلام ہر جلسہ خصوصاً بریلی شریف کی  
 تقریبات میں ان کا شاندار تعارف کراتے، حجۃ الاسلام کے محدث اعظم علیہ الرحمہ  
 سے بھی خوشگوار تعلقات تھے۔

صدر الافاضل حضرت علامہ محمد نعیم الدین صاحب مہاڈا آبادی اور صدر الشریعہ  
 حضرت علامہ محمد امجد علی صاحب اعظمی کو بہت چاہتے تھے، شیریشہ اہلسنت حضرت علامہ  
 محمد حشمت علی صاحب پبلی بھیتی سے بھی بڑے لطف و عنایت کے ساتھ پیش آتے تھے  
 آپ نے شیریشہ اہلسنت کی شادی میں بھی شرکت فرمائی تھی۔

حافظ ملت حضرت علامہ محمد عبدالعزیز صاحب بانی الجامعۃ الاشرافیہ پر بھی آپ  
 خصوصی توجہ فرماتے تھے حافظ ملت کی دعوت پر آپ اپنے فرزند ارجمند حضرت مولانا حماد  
 رضا خاں قادری نعمانی میاں کے ہمراہ ۱۹۳۴ء میں مبارکپور اعظم گڑھ تشریف لے گئے۔

آپ کو اپنے داماد و تلمیذ اور خلیفہ حضرت علامہ تقدس علی خاں قادری بریلوی سے بھی بڑی محبت تھی، علامہ تقدس علی خاں سفر میں آپ کے ہمراہ رہا کرتے تھے۔  
الغرض حجۃ الاسلام کے بارے میں مختصراً یہی کہا جاسکتا ہے کہ آپ زہرہ صورت اور مشتری سیرت انسان تھے۔

**حسنِ صورت :-** حضور حجۃ الاسلام بہت ہی حسین و جمیل اور وجیہہ و شکیل تھے، جانے کتنے غیر مسلم حتیٰ کہ عیسائی پادری بھی آپ کے نورانی چہرہ کو دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے، آپ کا چہرہ ہی برہان تھا اور آپ صورت و سیرت ہر اعتبار اور ہر ادا سے اسلام کی حجت، حقانیت کی دلیل اور سچائی کی برہان تھے۔

جے پور، چٹوڑ گڑھ، اودے پور اور گوالیر کے راجگان آپ کے دیدار کیلئے بیتاب رہا کرتے تھے اور آپ جب ان راجگان میں سے کسی کے شہر میں بسلسلہ پروگرام یا مریدین و متوسلین کے یہاں آپ تشریف لے جاتے تھے تو آپ کی زیارت کے لئے امنڈ پڑتے تھے۔

کئی بد مذہب اور مرتدین صرف آپ کے چہرہ زیبایہ کو دیکھ کر تائب ہوئے، آپ کو شہسوار کی کا بھی شوق تھا آپ کی زمینداری میں اچھی نسل کے گھوڑے موجود تھے حجۃ الاسلام کی شہسوار کی کا ایک واقعہ بڑا مشہور ہے نوجوانی کا عالم تھا، گرمی کی دوپہر میں آپ محلہ سوداگران کی مسجد کی فصیل پر کچھ دوسرے لوگوں کے ساتھ اٹلی کے درخت کے سایہ میں کھڑے تھے، ناگاد ایک شخص گھوڑے پر سوار آیا اور چیلنج کرنے لگا کہ ہے کوئی جو

میرے اس سرکش گھوڑے پر سواری کر سکے؟

حضرت حجۃ الاسلام اس کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے آگے بڑھے اور جست لگا کر گھوڑے پر سوار ہو گئے، ابتداء میں تو گھوڑے نے شرارت کی لیکن آپ نے ایڑ پگا کر اسے دوڑنے پر مجبور کر دیا بالآخر گھوڑا آپ کو لے کر ہوا ہو گیا، احباب گھبرا اٹھے اور فوراً جا کر ان کے عم محترم حضرت علامہ حسن رضا خان صاحب علیہ الرحمہ کو خبر کی، وہ آئے اور گھوڑے والے کو پکڑا اور فرمایا ”اگر میرے بچے کو کچھ ہو گیا تو تیری خیر نہیں“ ادھر سرکش گھوڑا حجۃ الاسلام کا مطیع ہو چکا تھا تھوڑی دیر میں وہ اس پر بڑی شان کے ساتھ سواری کرتے ہوئے واپس تشریف لے آئے۔

گھوڑے کا مالک یہ ماجرا دیکھ کر دنگ رہ گیا اور اس نے آپ کی شہسواری کی بڑی تعریف کی اور آپ کے عم محترم سے معافی طلب کر کے چلا گیا۔

زہد و تقویٰ :- حجۃ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ العزیز نہایت ہی متقی اور پرہیزگار شخصیت ہیں، مالک تھے، علمی و تبلیغی کاموں سے فراغت پاتے ہی ذکر الہی اور اوراد و وظائف میں مصروف ہو جاتے، ایک بار آپ کے جسم اقدس میں ایک پھوڑا نکل آیا جس کا آپریشن ناگزیر تھا، ڈاکٹر نے بیہوشی کا انجکشن لگانا چاہا تو آپ نے سختی کے ساتھ منع فرمایا اور صاف کہہ دیا کہ میں نشے کا انجکشن نہیں لے سکتا بالآخر ہوش کے عالم میں ہی دو تین گھنٹے تک آپریشن ہوتا رہا، اور آپ کسی بھی درد و کرب سے بے خبر درد و شریف کا درد کرتے رہے یہاں تک کہ آپریشن ہو گیا، یہ



دیکھ کر ڈاکٹر آپ کی ہمت و استقامت پر حیران و ششدر رہ گئے۔

حجۃ الاسلام بکثرت درود شریف کا ورد فرماتے تھے، سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کو سچا عشق تھا سرکار ہی کے دین کی خدمت میں اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ صرف کر دیا، آپ کی عزت و عظمت اور آپ سے عقیدت و محبت کو سرمایہ حیات تصور کرتے تھے اور مصطفیٰ کی عظمت و ناموس کی حفاظت و صیانت کرتے ہوئے آپ پر زندگی قربان کر دی۔

حجۃ الاسلام کو زیارت روضہ انور کی ہر دم تڑپ رہا کرتی تھی سرکار کی بارگاہ میں اپنی حاضری کی کیفیت یوں بیان کرتے ہیں: ع

حضور روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سچ دھج یہ ہوگی حامد

خمیدہ سر آنکھیں بند لب پر میرے درود و سلام ہوگا

**کشف و کرامات :-** آپ کے علمی و تبلیغی کارنامے دین میں آپ کی استقامت، حق گوئی و بے باکی ہی کیا کسی کرامت سے کم ہے، آپ نائب رسول اکرم، شریعت میں نائب امام اعظم اور طریقت میں نائب غوث اعظم اور اپنے وقت کے حجۃ الاسلام تھے بیشتر کرامتیں آپ سے صادر ہوئیں۔

آپ کے چہرہ اقدس کو دیکھ کر نہ جانے کتنوں کو ایمان نصیب ہوا اور نہ معلوم کتنے مرتد تائب ہوئے، لیکن عوام عموماً جس بات کو کرامت کہتے اور سمجھتے ہیں یعنی خوارق عادات یا کسی ناممکن یا محال کام کو پورا کر کے دکھا دینا اس طور پر بھی آپ سے بہت سی کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں جس کا تفصیلی ذکر مفتی نشتہ فاروقی صاحب نے ”سوانح

حجۃ الاسلام“ (زیر ترتیب) میں فرمایا ہے چند واقعات یہاں بھی ذکر کئے جاتے ہیں۔  
 بنارس میں آپ کے تبلیغی دورے بہت ہوا کرتے تھے، یہاں کا ایک ہندو جس  
 کی شادی کو برسوں ہو گئے تھے مگر کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی، جب وہ اپنے پنڈتوں اور  
 گروؤں سے مایوس ہو گیا تو آپ کا شہرہ منکر حاضر خدمت ہوا اور آپ سے اولاد کیلئے  
 درخواست کی، آپ نے اسے دعوت اسلام دی تو اس نے شرط رکھی کہ اگر لڑکا ہو گیا تو  
 مسلمان ہو جاؤں گا اس پر آپ نے فرمایا ”ایک نہیں دو“ اور نام بھی تجویز فرما دیا، ایک  
 سال کے بعد اس غیر مسلم کے یہاں لڑکا ہوا اور اس کے چند سال بعد دوسرا لڑکا ہوا۔  
 چنانچہ اولاد کی پیدائش کے بعد وہ آپ کے ہاتھوں پر مشرف بہ اسلام ہو گیا اور  
 آپ سے مرید بھی ہو گیا، بنارس کی دعوت کا واقعہ آپ کی دعا سے پیدا ہونے والے اسی  
 شخص کے بڑے لڑکے کا ہے۔



اپنی والدہ ماجدہ کے وصال کے موقع پر حضور حجۃ الاسلام نے قبر کو ڈھکنے کیلئے  
 اپنے خادم فدایار خاں سے پتھر لانے کو کہا، مگر ایک پتھر کے بجائے دو پتھر لانے کو کہا  
 (جبکہ ایک قبر کو ڈھکنے کے لئے ایک ہی بڑا پتھر کافی تھا)  
 فدایار خاں صاحب یہ سن کر پریشان ہو گئے اور دلچسپی سے سمجھ گئے کہ دوسرا پتھر حضرت  
 اپنی قبر شریف کیلئے فرما رہے ہیں شاید جلد ہی حضرت حجۃ الاسلام بھی پردہ فرمانے  
 والے ہیں وہ غمگین ہو گئے اور عرض کی حضور دو کی کیا ضرورت ہے ایک کیوں نہ لائیں،  
 اس پر حجۃ الاسلام نے فرمایا، پتھر بڑی مشکل سے ملتا ہے، بعد میں دوسرا پتھر لانے

کیلئے تمہیں ہی پریشانی ہوگی۔

اس اشارہ سے فدایار خاں صاحب اور دوسرے لوگوں کو اور بھی یقین ہو گیا کہ حضرت کو خبر ہے کہ وہ بھی جلد ہی پردہ فرمانے والے ہیں اسی لئے دوسرا پتھر لانے کو فرما رہے ہیں۔

بہر حال فدایار خاں حضرت سے معذرت کر کے ایک ہی پتھر لائے والدہ ماجدہ کے پردہ فرمانے کے کچھ ہی ایام بعد حضور حجۃ الاسلام کا بھی وصال ہو گیا اور آپ کی تدفین کے سلسلہ میں قبر شریف ڈھکنے کیلئے پتھر تلاش کرنے میں بڑی دشواری پیش آئی۔ اللہ اکبر حضرت حجۃ الاسلام کو اپنے وصال کی خبر تھی اور یہ بھی علم تھا کہ پتھر دستیاب کرنے میں احباب کو دشواری ہوگی، یہی وجہ تھی کہ والدہ ماجدہ کے وصال کے موقع پر اپنے لئے بھی پتھر لانے کو فرما دیا تھا، حضرت حجۃ الاسلام اللہ کے سچے ولی تھے اور انہیں اپنے مولیٰ سے قبل وصال ہی اپنے وصال کی خبر ہو چکی تھی۔



ایک بار حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے بغیر کسی پروگرام کے اچانک بنارس جانے کی تیاری شروع کر دی اور خادم کو حکم دیا کہ جلد تیار ہو جاؤ بنارس چلنا ہے، گھر والے بھی حیران کہ اچانک ایسی کیا بات ہو گئی کہ بنارس جانا پڑ رہا ہے لوگوں نے عرض کی حضور موسم بھی ناسازگار ہے اور ہر طرف سیلاب ہے، خصوصاً بنارس و اطراف میں سیلاب کا زیادہ زور ہے اس لئے ایسی حالت میں سفر مناسب نہیں ہے۔

مگر حجۃ الاسلام نے کسی کی نہیں سنی اور بنارس کیلئے گھر سے نکل پڑے اور ٹرین

کے بعد کشتیوں اور پالیوں سے بنارس کے ایک غیر معروف مقام پر پہنچ گئے، حضرت کے وہاں پہنچتے ہی ایک بزرگ نے بڑی بیتابی سے اٹھ کر آپ کا استقبال کیا جیسے وہ آپ ہی کے منتظر ہوں۔

حجۃ الاسلام سے ملاقات کے بعد وہ بزرگ بیٹھ گئے اور آپ بھی ان سے بہت قریب مگر مؤدب طریقہ پر دوڑا نو ہو کر بیٹھ گئے اور پھر دونوں ایک دوسرے سے اتنا قریب ہوئے کہ ایک دوسرے سے مل گئے، اب ان بزرگ نے اپنے دامن کو تین بار حجۃ الاسلام کی طرف جھٹکا پھر حجۃ الاسلام بڑے ہی اطمینان کے ساتھ ان سے مل کر رخصت ہوئے اور بنارس میں کسی کے یہاں رُک کے بغیر بریلی شریف واپس آ گئے۔

سفر میں آپ کو کوئی دقت بھی نہ ہوئی، اس دن حجۃ الاسلام نے ذکر الہی بہت دیر تک کیا جس سے آپ کے چہرے پر ایک عجیب نکھار پیدا ہو گیا، آپ تو پہلے ہی حسین اور نکھرے سنورے چہرہ والے تھے کہ دیکھنے والے فدا ہو جاتے تھے اور جانے کتنے تاریک دل ان کے چہرہ کے نور سے نور ایمان پا جاتے تھے، مگر اس روز سے نورانیت میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

یہ راز آج تک نہیں کھل سکا کہ ان بزرگ نے آپ کو کیا دیا، کوئی خبر، کوئی پیغام یا کوئی امانت، یہ تو یہی دونوں بزرگ جانیں، ولی ہی ولی کو پہچانتا ہے ایک ولی کو خبر ہوئی اور وہ دوسرے ولی سے ملنے کیلئے اچانک بہ ہزار دشواری بنا کر پہنچ گیا۔

ایک واقعہ جو کراچی میں حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے بڑے صاحبزادے

مفسر اعظم علیہ الرحمہ حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں صاحب قدس سرہ، کے بڑے داماد الحاج شوکت حسن خاں صاحب نے روایت کیا وہ بھی حجۃ الاسلام کے کشف اور ان کی کرامت کی زبردست مثال ہے۔

اولاد و امجاد:- حضور حجۃ الاسلام کے دو صاحبزادے مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی عرف جیلانی میاں خلف اکبر، حضرت علامہ جماد رضا خاں قادری بریلوی عرف نعمانی میاں خلف اصغر اور چار صاحبزادیاں تھیں۔ حجۃ الاسلام کے بڑے صاحبزادے جیلانی میاں قدس سرہ العزیز کے صاحبزادگان بریلی شریف میں ہیں آپ کی تیسری اولاد اور پہلے فرزند مفکر اسلام حضرت علامہ محمد ریحان رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ وصال فرما چکے ہیں، تعلیمی اور تبلیغی، سیاسی اور سماجی میدان میں ان کی خدمات نمایاں ہیں۔

حضور مفسر اعظم کی چھٹی اولاد تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی دام ظلہ العالی اس وقت دنیائے سنیت میں اپنے علم و فضل، زہد و تقویٰ اور دینی و تبلیغی خدمات میں نمایاں شان کے حامل ہیں ۵۵/۵۰، ہی سال کی عمر میں آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی ہے جو ہندو پاک، نیپال و بنگلہ دیش، سری لنکا اور ہالینڈ و انگلینڈ، امریکہ و افریقہ اور عرب ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں، تاج الشریعہ حضور مفتی اعظم کے حقیقی جانشین اور موجودہ مفتی اعظم ہیں۔

مشہور اسلامی اسکالر، ماہر رضویات ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب پرنسپل سائنس

کالج ٹھٹھ سندھ پاکستان نے اپنی تصنیف ”اجالا“ میں آپ کے علم و فضل کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔

**وصال مبارک :-** حضور حجۃ الاسلام اپنے وصال سے ایک سال قبل ہی اپنی رحلت کے حالات و کوائف بیان فرمانے لگے تھے، آپ اپنے وصال کی کیفیت بیان کرتے اور فرمایا کرتے تھے: زبان سرکار کے درود و سلام اور ذکر میں مشغول ہوگی روح قرب و وصال کے چھلکتے ہوئے کیف و سرور کے جام سے محفوظ ہوگی۔

۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۴۳ء دوران نماز عشاء عالم تشہد میں آپ کا وصال ہوا، نماز جنازہ آپ کے تلمیذ ارشد محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد صاحب لائل پوری نے پڑھائی۔

**مزار پر انوار :-** حضور حجۃ الاسلام کا مزار مقدس روضہ اعلیٰ حضرت کے مغرب جانب ”گنبد رضا“ میں واقع زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کا عرس ہر سال ۱۷ جمادی الاولیٰ کو ”عرس حامی“ کے نام سے ہوتا ہے اسی موقع پر جامعہ رضویہ منظر اسلام کے طلباء کی دستار بندی بھی کی جاتی ہے۔

**یادگاریں :-** خانقاہ اعلیٰ حضرت آپ کی یادگاروں میں سے مخصوص یادگار ہے آپ نے اس کی تعمیر کرائی آپ کی تصانیف و تبرکات بھی آپ کی یادگار ہیں بیشتر تبرکات علامہ سردار احمد صاحب کے مدرسہ مظہر اسلام لائلپور پاکستان میں محفوظ ہیں۔

عبدالنعیم عزیز

# تقریب

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نائب رسول اکرم جانشین اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام قطب عالم حضرت العلامة مفتی محمد حامد رضا خان صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہ جن کے فتاویٰ کا مجموعہ آپ کے ہاتھ میں ہے دنیائے اسلام میں انکا ایک عظیم مقام ہے صورت ایسی نورانی تھی کہ غیر بھی دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہو جاتے تھے اور سیرت ایسی کہ بیگانے بھی آپ کے گرویدہ اور دیوانے ہو جاتے۔

آپ کے افتاء اور تفقہ کی عظمت کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ آپ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا کے معتمد خاص تھے اور ان کے دست و بازو بنے رہے۔

افتاء کا لغوی معنی ہے ”جواب دینا“ اسی معنی کے اعتبار سے بادشاہ حصہ کا یہ قول قرآن عظیم میں منقول ہے:

”يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ الْأَقْتُونِي فِي رِيَايَ لِعِثَىٰ أَعْدَائِي“

میرے خواب کا جواب دو“

اور اصطلاح میں ”شرعی فیصلہ سے آگاہ کرنے“ کو افتاء کہتے ہیں۔

احکام شرعیہ کے علم حاصل کرنے کو تفقہ فی الدین کہتے ہیں خدائے تعالیٰ نے اس کے بارے میں یوں حکم فرمایا ہے:

”فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا  
فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ  
يَحْذَرُونَ“ یعنی تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں  
سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور  
واپس اپنی قوم کو ڈر سنا لیں اس امید پر کہ وہ بچیں“

اور خدائے تعالیٰ اس دولت بے بہا سے اسے سرفراز فرماتا ہے جس کے ساتھ  
بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے حدیث پاک میں ہے:

”من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین یعنی اللہ  
تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے  
تفقہ فی الدین عطا فرماتا ہے“

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت حجۃ الاسلام نور اللہ مرقدہ کو اس دولتِ عظمیٰ سے  
بھر پور سرفراز فرمایا تھا آپ کی جلالت کو علمی دیکھ کر یہ کہنا صد فیصد درست ہے کہ خدانے  
آپ کے ضمیر، آپ کے ضمیر اور آپ کی شرشت و فطرت کو تفقہ فی الدین کے سانچے  
میں ڈھال کر اس دنیا میں ارسال فرمایا تھا۔



چودھوی صدی ہجری میں صاحب فتاویٰ رضویہ امام اہلسنت شیخ الاسلام و  
 المسلمین حجۃ اللہ فی الارضین مولانا شاہ محمد احمد رضا خان صاحب قبلہ رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی  
 رحلت کے بعد باقاعدہ طور پر فتویٰ نویسی کا یہ اہم منصب ان کے خلف اکبر حجۃ الاسلام شیخ  
 الاسلام قائد اسلام علامہ شاہ محمد حامد رضا خان صاحب قبلہ اور ان کے برادر اصغر قطب عالم  
 تاجدار اہلسنت نور الاسلام و المسلمین مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں قادری کے سپرد ہوا۔

پیش نظر ”فتاویٰ حامدیہ“ ان ہی فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو حضرت حجۃ الاسلام مولانا  
 محمد حامد رضا خان صاحب رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ نے سائلین کے جواب میں تحریر فرمائے۔  
 ”فتاویٰ حامدیہ“ کا مطالعہ کرنے کے بعد حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے  
 تبحر علمی فقیہانہ بالغ نگاہی طرز استدلال اور طریق استناد کی داد دینی پڑتی ہے آپ  
 جزئیات کے استنباط اور طریق استدلال میں ان تمام جہات اور اصول کو پیش نظر رکھتے  
 ہیں جو ایک بالغ نظر فقیہ کیلئے ضروری ہے اور یہ مقام رفیع آپ کو اپنے والد محترم اعلیٰ  
 حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے فیض صحبت سے حاصل ہوا۔

آپ مسئلہ ”مسئلہ“ کے جواب میں وہی طرز استدلال اختیار کرتے ہیں اور متون  
 مشہورہ سے جواب اخذ کرتے ہیں جو آپ کے فقیہ بے مثال والد محترم کا تھا مسئلہ کے  
 جواب میں تفصیلی استدلال اور متون فقہ کے حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی نظر فقہ  
 حنفیہ کے تمام اہم متون پر تھی اور وہ آپ کو مستحضر تھے آپ جواب کو اس وقت تک ختم  
 نہیں کرتے جب تک کہ مسئلہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ نہ لے لیتے۔

”فتاویٰ حامدیہ“ اس دور میں ہمارے فقہی اور دینی معلومات کے حصول کے لئے ایک اہم سرمایہ ہے مولیٰ تعالیٰ ہم کو اس عظیم سرمایہ دینی سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کا موقع عنایت فرمائے۔

مقامِ خوشی ہے کہ ”فتاویٰ حامدیہ“ کتابی شکل میں پہلی بار زیور طباعت سے مزین ہو کر آپ تک پہنچ رہی ہے اور اس کی طباعت کا سہرا ”ارادہ اشاعت تصنیفات رضا“ بریلی شریف کے سرجاتا ہے یہ ادارہ قطب عالم مرشد برحق حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ المولیٰ تعالیٰ عنہ نے قائم فرمایا تھا، ماضی میں اس کے ذریعہ بہت ساری کتب منظر عام پر آچکی ہیں اس کے بعد یہ ادارہ نظر بد کا شکار ہو گیا تھا الحمد للہ اس سال اس کی نشاۃ ثانیہ حجۃ اسلام کے پرپوتے اہل علم کے قدرداں عزیز گرامی مولانا محمد عمران رضا خان قادری رضوی برکاتی کے جدوجہد سے ہوئی موصوف اس کی ترقی میں مسلسل کوشاں ہیں مولیٰ تعالیٰ ان کے علم و عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے آمین۔

محمد عزیز الرحمن منانی رضوی بریلوی

وائس پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

# تقدیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم  
عمید العنماء، وحید الفقہاء، شیخ الانام، حجة الاسلام، حضرة العلام، الحاج الشاہ  
المفتی محمد حامد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ القوی ایک صاحب نظر مفکر،  
عظیم المرتبت محدث جلیل القدر مدرس، مایہ ناز معنی اور نکتہ رس فقیہ و مفتی تھے، آپ  
امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ العزیز کے خلف  
اکبر اور ان کے تمام ترملی و مذہبی علوم و فضل کے وارث و امین تھے۔

آپ کی شخصیت حقانیت اسلام کی منہ بولتی تصویر تھی یہی وجہ تھی کہ اکثر غیر مسلم  
اور بیشتر گم گشتگان راہ آپ کے چہرہ انور کی تابشوں کو دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے  
حسن ظاہری کا یہ عالم تھا کہ دیکھنے والا ایک ہی نظر میں پکاراٹھتا تھا کہ.....  
”ہذا حجة الاسلام یعنی یہ اسلام کی دلیل ہیں“

حجة الاسلام اپنے عہد کے لاثانی مدرس، بے نظیر محدث اور بے مثال مفسر تھے، تفسیر  
و حدیث، اصول فقہ و کلام، منطق و فلسفہ، ہیأت و ریاضی و غیر ہائون میں تو آپ کو ید طولیٰ  
حاصل تھا ہی آپ کا درس ”تفسیر بیضاوی، شرح عقائد اور شرح چمنی“ بھی بہت مشہور تھا۔

آپ کے اس درس میں دور دور سے فارغ التحصیل علماء و فضلاء بھی حاضر ہوتے اور آپ سے اکتساب علم کرتے تھے، آپ کو عربی ادب میں مہارت تامہ حاصل تھی یہی وجہ تھی کہ جب آپ عربی میں گفتگو فرماتے تو سامعین اور مخاطب کو یہ گمان ہوتا کہ کوئی عربی النسل محو تکلم ہے چنانچہ علمائے حرمین طیبین نے ان الفاظ میں آپ کے علم و فضل اور خداداد صلاحیت کا اعتراف کیا:

ہم نے ہندوستان کے اکناف اطراف میں حجۃ الاسلام  
جیسا صحیح و بلیغ نہیں دیکھا (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ ۴۸۳)

چونکہ اعلیٰ حضرت نے آپ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی تھی لہذا آپ زمانہ طالب علمی ہی میں درسیات کی امہات الکتب خیالی، توضیح و تلویح، ہدایہ آخرین تفسیر بیضاوی صحیح بخاری اور ملا جلال وغیرہ پر حواشی لکھ کر اپنے والد ذیشان کے تعلیمی دور کی یاد تازہ فرمادی۔

۱۳۱۱ھ تا ۱۸۹۴ء میں فراغت کے بعد آپ نے دارالعلوم منظر اسلام میں باقاعدہ درس و تدریس کا آغاز فرمایا اور تفسیر و حدیث کے علاوہ معقولات و منقولات میں اعلیٰ درجے کی کتابیں اس شان سے پڑھائیں کہ شاید و باید ہی کوئی ایسا پڑھائے۔

آپ اپنی درسی مصروفیت کا ذکر اپنے ایک مکتوب میں یوں فرماتے ہیں:

”اس سال بوجہ حدیث شریف پڑھانے کے فقیر کو قطعاً

فرصت نہ ملی درمیان سال میں مدرس اول دارالعلوم

منظر اسلام بعض احباب کے اصرار سے میرٹھ بھیج دئے  
گئے درس فقیر کے سر رہا“ (تذکرہ جمیل ۱۸۱)

حجۃ الاسلام درس و تدریس کے علاوہ فتاویٰ نویسی میں اپنے والد فاضل بریلوی  
کا بھی ہاتھ بٹاتے ان کے لئے حوالوں کی عبارتیں کتابوں سے تلاش کرتے کبھی کبھی  
آپ کے فتاویٰ نقل کرتے نیز آپ کی تصنیفات و تالیفات کی تہیض بھی کرتے تھے جیسا  
کہ ”الدولة المکیة“ سے متعلق خود اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

”اسی حالت تپ میں رسالہ تصنیف کرتا اور حامد رضا  
تہیض کرتے“ (السلفو ظ جلد ۲ ص ۱۱)

یہی وجہ ہے کہ آپ کے فتاویٰ میں فاضل بریلوی کے فتاویٰ کا رنگ و آہنگ  
بدرجہ اتم موجود ہے آپ کے مضامین تصنیفات و تالیفات، تصدیقات و تقریظات،  
تمہیدات و تقدیمات کا طرز تحریر انداز بیان فاضل بریلوی ہی کی طرح محققانہ و منصفانہ  
ہے فتاویٰ ہوں یا دیگر تصنیفات آپ اس پر تمہید و تقریظ اردو میں نہیں بلکہ شستہ اور رواں  
عربی میں وہ بھی نظم و نثر دونوں میں ایسی قلم بند فرماتے کہ فصحاء عرب و عجم عیش کر  
اٹھتے اور اسے عربی کا ایک شاہکار قرار دیتے۔

ملاحظہ ہو ”الدولة المکیة“ پر حجۃ الاسلام کی تمہید کا ایک اقتباس جو تمہید کے  
ساتھ ساتھ کتاب کا نہایت ہی جامع اور مختصر تعارف و خلاصہ بھی ہے، اس کا اردو ترجمہ  
بھی آپ ہی نے فرمایا ہے:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

الحمد لله العلام الغيوب غفار الذنوب ، ستار  
 العيوب ، المظهر من ارتضى من رسول على السر  
 المحجوب و افضل الصلاة و اكمل السلام على  
 ارضى من ارتضى و احب محبوب سيد المطلقين  
 على الغيوب ، الذى علمه ربه تعليما و كان فضل  
 الله عليه عظيما ، فهو على كل غائب امين و هو  
 على الغيب بضنين و لا هو بنعمة ربه بمجنون  
 مستور عنه ما كان او يكون فهو شاهد الملك و  
 الملكوت و شاهد الجبار و الجبروت مازاغ  
 البصر و ما طغى افتخروا به على ما يرى نزل عليه  
 القرآن تبيان الكل شئى فانحاط لعلوم الاولين  
 و الآخرين و بعلوم لا تنحصر بحدود ينحسر دونها  
 العدو لا يعلمها احد من الغلمين فعلوم آدم و علوم  
 العالم و علوم اللوح و علوم القلم كلها قطرة من  
 بحار علوم حبيبنا صلى الله تعالى عليه و سلم لان

علوم ما يدريك علومه عليه صلوات الله و تسليمه  
 هي اعظم رشحة و اكبر غرفة من ذلك البحر  
 الغير المتناهي اعنى العلم الازلى الالهى فهو  
 يستمد من ربه و الخلق يستمدون منه فماعدتهم  
 من العلوم انما هي له و به و منه و عنه ۛ

و كلهم من رسول الله ملتصق  
 غرقا من البحر او رشفنا من الدميم  
 و واقفون لديه عند حدهم  
 من نقطة العلم او من شكلة الحكم  
 صلى الله تعالى عليه و سلم و على آله و صحبه  
 و بارك و كرم آمين.

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده و نصلى على رسوله الكريم  
 ترجمہ: سب خوبیاں اللہ کو جو جمیع غیوب کا کمال چننے والا  
 ہے، گناہوں کا بڑا بخشنے والا، عیبوں کو بہت چھپانے والا،  
 پوشیدہ راز پر اپنے پسندیدہ رسولوں کو مسلط کرنے والا اور

۱۔ مظہر کا ترجمہ ”مسلط کرنے والا“ اس لئے کیا گیا کہ ”ظہور“ یا ”اظہار“ کے صلہ میں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

سب سے افضل درود اور سب سے کامل تر سلام ان پر جو  
 ہر پسندیدہ سے زیادہ پسندیدہ اور ہر پیارے سے بڑھ کر  
 پیارے ہیں غیبوں پر اطلاع پانے والوں کے سردار جن کو  
 ان کے رب نے خوب سکھایا اور اللہ کا ان پر فضل بہت  
 بڑا ہے اور وہ ہر غیب پر امین اور غیب کے بتانے میں بخیل  
 نہیں اور نہ وہ اپنے رب کے احسان سے کچھ پوشیدگی  
 میں ہیں کہ جو ہو گذرایا آنے والا ہوا ان سے چھپا ہو تو وہ  
 ملک اور ملکوت کے مشاہدہ فرمانے والے ہیں اور اللہ عز  
 وجل کی ذات و صفات کے ایسے دیکھنے والے ہیں کہ نہ  
 آنکھ کج ہوئی اور نہ حد سے بڑھی، تو کیا تم جو کچھ دیکھ رہے  
 ہو اس میں ان سے جھگڑتے ہو اللہ نے ان پر قرآن اتارا  
 ہر چیز کا روشن بیان کر دینے کو تو حضور نے تمام اگلے پچھلے  
 علوم پر احاطہ فرمایا اور ایسے علموں پر جو کسی حد پر نہ رکھیں اور  
 گنتی ان تک پہنچنے سے تھک رہے اور تمام جہاں میں ان  
 کو کوئی نہیں جانتا تو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم اور

(بقیہ ص ۸۸ کا حاشیہ) کے صلہ میں "علی" آئے تو اس کے معنی "چیرہ شدن" یا "چیرہ گردانیدن" ہو جاتے ہیں یعنی  
 مسلط کر دینا یا قبضہ میں دینا کما بقال ظہر علیہ ای غلب علیہ کذا فی الصراح ۱۲ / حامد رضا غفرلہ



تمام عالم کے علم اور لوح و قلم کے علم یہ سب مل کر ہمارے  
 محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علموں کے سمندروں  
 سے ایک بوند ہیں، اس واسطے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم کے علوم (اور تو نے کیا جانا کہ حضور کے علم کیا ہیں؟ ان  
 پر اللہ تعالیٰ کے درود و سلام) سب سے بڑا چھینٹا اور عظیم تر  
 چلو ہیں، ان غیر متناہی سمندر یعنی علم قدیم الہی سے تو حضور  
 اپنے رب سے مدد لیتے ہیں اور تمام جہان حضور سے مدد  
 لیتا ہے تو اہل عالم کے پاس جو کچھ علوم ہیں وہ سب حضور  
 کے علم ہیں اور حضور کے سبب ہیں اور حضور کی سرکار سے  
 آئے اور حضور سے اخذ کئے گئے ہیں۔

رسول اللہ تجھ سے مانگتا ہے ہر چھوٹا بڑا  
 تیرے دریا سے چلو یا ترے باراں سے اک چھینٹا  
 ترے آگے کھڑے ہیں اپنی حد پر تیرے علموں سے  
 کوئی نقطہ ہی پر ٹھہرے کوئی اعراب پر ٹھکا  
 اللہ تعالیٰ ان پر درود و سلام بھیجے اور ان کے آل و اصحاب  
 پر برکتیں اور اعزاز نازل فرمائے! الہی ایسا ہی کر۔

(الدولة المکیة بالمادة الغیبیة ص)

اس کے علاوہ اس امر پر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی کی کتب ”الكفل الفقيه الفاهم، الوظيفة الكريمة، الاجازات المتينه اور دوسرے افاضل علمائے کرام کی وہ تصنیفات جن پر حجۃ الاسلام کی تصدیقات و تمہیدات ہیں شاہد عدل ہیں۔

حضور حجۃ الاسلام ایک عظیم دقیقہ رس بالغ النظر مفتی و فقیہ تھے آپ فقہ کے اصول و معانی اس کے جزئیات و مبادیات پر ملکہِ راسخ رکھتے تھے فقہ حنفی کا شاید ہی کوئی ایسا باب ہو جس کے جزئیات و مبادیات، دلائل و براہین آپ کو مستحضر نہ ہوں۔

افتاء:- افتاء کا لغوی معنی ”جواب دینے“ کے ہیں اور اصطلاح شرع میں ”احکام شرعیہ بیان کرنے“ کو افتاء کہتے ہیں علامہ سید شریف جرجانی قدس سرہ ”التعريفات“ صفحہ ۲۶ پر فرماتے ہیں:

”الافتاء بیان حکم المسئلة یعنی حکم مسئلہ بیان کرنے

کو ”افتاء“ کہتے ہیں“

اللہ رب العزة نے افتاء کی نسبت اپنی طرف یوں فرمائی:

”بَسْتَفْتُونَكَ قُلُوبُ اللَّهِ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ“ یعنی اے محبوب

تم سے (اوگ) فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ اللہ تمہیں کلالہ

کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے“

مفتی:- لغت میں ”جواب دینے والے“ کو مفتی کہتے ہیں اور اصطلاح شرع

میں ”احکام شرعیہ بیان کرنے والے“ کو مفتی کہتے ہیں۔

علم فقہ و افتاء اپنے اندر بے پناہ گہرائی و گیرائی اور وسعت و جامعیت رکھتا ہے ہر کس و ناکس کو یہ حق نہیں کہ وہ فقیہ و مفتی بن جائے الا ماشاء اللہ کہ یہ اسی کے فضل و کرم سے ہے وہ جس پر بارش رحم و کرم کرنا چاہتا ہے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے چنانچہ وجہ وجود کائنات فخر موجودات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین یعنی اللہ جس

کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے دین کا فقیہ بناتا ہے

“(مشکوٰۃ شریف)

محض درسی کتب پڑھ لینے سے علم فقہ و فتویٰ حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ اکثر علماء اور بیشتر اہل مدرسہ یہ سمجھتے ہیں کہ درس نظامیہ کا ہر وہ فارغ التحصیل جو قدرے صلاحیت رکھتا ہو فتویٰ دے سکتا ہے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی قدس سرہ القوی فرماتے ہیں:

”آج کل درسی کتابیں پڑھنے پڑھانے سے آدمی فقہ

کے دروازے میں بھی داخل نہیں ہوتا“ (فتاویٰ ج ۳ ص ۵۶۵)

دوسری جگہ یوں رقمطراز ہیں:

”علم الفتویٰ پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا جب کہ مدتہا

کسی طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو“ (فتاویٰ جلد ۱۰ ص ۲۳۱)

صحابہ کرام، تبع تابعین عظام اور ائمہ اسلام جو منصب افتاء پر فائز ہوئے سب مجتہد اور مفتی مطلق تھے لیکن حضرت امام شافعی کے بعد کوئی بھی مفتی مطلق نہیں ہوا سب مفتی منتسب ہیں جیسا کہ ”ردالمحتار“ جلد ۱ ص ۶۹ پر ہے:

”و قد اسقر رأی الاصولیین عنی ان المفتی هو  
 المجتہد فاما غیر المجتہد ممن یحفظ اقوال  
 المجتہد فلیس بمفتی و الواجب علیہ ادا سئل  
 ان یدکر قول المجتہد کالامام علی وجه  
 الحکایة فعرفت ان ما یکون فی زماننا من  
 فتویٰ الموجودین لیس بفتویٰ بل هو نقل کلام  
 المفتی لیاخذ بہا لمستفتی یعنی اصولیین کی رائے  
 اس امر پر متفق ہے کہ مفتی مجتہد ہی ہوتا ہے، رہے غیر  
 مجتہدین جو اقوال مجتہد حفظ کر لیتے ہیں تو وہ حقیقتہً مفتی  
 نہیں اور ان پر واجب ہے کہ جب ان سے سوال کیا  
 جائے تو وہ اقوال مجتہد بطریق حکایت بیان کریں جیسے  
 امام پس تم نے جان لیا کہ موجودین کا فتویٰ جو ہمارے  
 زمانے میں ہے فتویٰ نہیں بلکہ مفتی کے کلام کی نقل ہے  
 جسے مستفتی کے لئے نقل کیا گیا ہے“

مگر خداوند قدوس نے انہیں بھی ایک اعتبار سے حسب درجہ قوت اجتهاد عطا فرمائی ہے کیوں کہ اس کے بغیر وہ نوزائندہ مسائل حل ہی نہیں کر سکتے جیسا کہ علامہ شامی قدس سرہ السامی "رد المحتار" جلد ثانی ص ۳۹۸ پر فرماتے ہیں:

"التحقیق ان المفتی فی الوقائع لا بد له من ضرب اجتهاد و معرفة باحوال الناس یعنی مسائل جدیدہ کو حل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مفتی اجتهادی قوت کا حامل اور لوگوں کے حالات کا عالم ہو"

فقہ و افتاء کا میدان اس قدر سنگلاخ اور دشوار گزار ہونے کے باوجود حجۃ الاسلام کے فتاویٰ کا مطالعہ کرنے سے یہ امر اظہر من الشمس و ابیض من الالمس ہو جاتا ہے کہ آپ اس خاردار اور پر پیچ و پتھر پلے میدان کے بھی شہسوارِ یگانہ روزگار تھے اور کیوں نہ ہوں کہ آپ "حجۃ الاسلام" تھے۔

حجۃ الاسلام کے نام کی مہر میں درج تاریخ ۱۳۱۲ھ سے پتہ چلتا ہے کہ امام اہل سنت نے اسی سال اپنے اس لائق و فائق بیٹے کو کارِ افتاء کیلئے تیار کر دیا تھا تو گویا حجۃ الاسلام نے ۱۳۱۲ھ تا ۱۳۶۲ھ فتاویٰ نویسی فرمائی، آپ کی اس پچاس سالہ فتاویٰ نویسی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس فن میں بھی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی کی کما حقہ نیابت کی ہے لیکن افسوس کہ آپ کے سارے فتاویٰ محفوظ نہ رہ سکے، کاش فقہ و افتاء اور علوم و معارف کے اس بحرِ ذخار کے تمام فتوؤں کا

ریکارڈ محفوظ و موجود ہوتا تو یقیناً علم دوست اور اہل ذوق خصوصاً ”ارباب افتاء“ کے لئے ایک عظیم علمی و فقہی سرمایہ فراہم ہو جاتا۔

تاہم آپ کے وہ فتاویٰ جو زمانے کے دست برد سے کسی طرح محفوظ رہ سکے نذر قارئین ہیں جو آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اصول فقہیہ اور فقہائے احناف کے محقق، مرجع و مؤفق اور مختار و مفتی بہ اقوال و ارشادات سے منور و مزین ہیں۔

اس مجموعے میں حجۃ الاسلام کے ۱۳ اتریرہ فتاویٰ شامل ہیں جن میں دو مستقل رسالے ”اجتناب العمال عن فتاویٰ الجہال“ اور ”الصارم الربانی علی اسراف القادیانی“ درج ہیں۔

”اجتناب العمال“ قنوت نازلہ عند الطاعون و آفات و بلیات کے ساتھ غلبہ کفار کی تخصیص پر ایک اجہل الجہلاً کی ہفتوات و خرافات کا چھوڑتی چٹہ ”ضروری سوال“ کا نہایت ہی فاضلانہ اور محققانہ رد ہے جس میں حجۃ الاسلام نے مصنف ”ضروری سوال“ کی تیس جہالتیں اور تین فریب دیہیاں اور لاتعداد کج فہمیاں شمار کرائیں ہیں۔ اس فتوے میں آپ نے ہر مصیبت مثل طاعون وغیرہ کے دفع کے لئے کتب فقہیہ معتبرہ سے قنوت پڑھنے کا اثبات فرماتے ہوئے فتنہ و فساد اور غلبہ کفار کی تخصیص کا سخت رد کیا ہے۔

چنانچہ حجۃ الاسلام نے ”غنیۃ شرح منیہ، شرح نقایہ بر جندی، بحر الرائق، منہ الخالق، اشباہ والنظائر، مراقی الفلاح، فتح اللہ المعین، طحطاوی، در مختار“ اور مرقاۃ وغیرہ سے اپنا

مسلك ثابت کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”اولاً ان سب عبارات میں ”نازلہ“ بلیہ حادثہ سب لفظ  
مطلق ہیں کسی میں فتنہ و غلبہ کفار کی تخصیص نہیں نازلہ ہر سختی  
زمانہ کو کہتے ہیں جو لوگوں پر نازل ہو ”اشباہ“ میں ہے: قال  
فی المصباح النازلة المصيبة الشديدة تنزل بالناس  
انتھی و فی القاموس النازلة الشديدة انتھی و فی  
الصحاح النازلة الشديدة من شدائد الدهر تنزل  
بالناس انتھی خود مصنف ”ضروری سوال“ کو اقرار ہے  
کہ ”عند النازلہ کی قید سے ہر سختی سمجھی جاتی ہے“ بایں ہمہ بر  
خلاف اطلاقات علماء اپنی طرف سے خاص فتنہ و فساد و غلبہ  
کفار کی قید لگانا اور کہنا کہ ”ہر ایک نازلہ نہیں“ کلام علماء  
میں تصرف بیجا ہے“

آگے آپ نے مصنف ”ضروری سوال“ کی ۳۰ جہالتوں اور بے شمار صریح

غلط بیانیوں اور گستاخیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

”ضروری سوال کی ساری محنت و جانکاہی اپنے اس ادعائے  
باطل کے اثبات کو تھی کہ فتنہ و غلبہ کفار کے سوا طاعون و غیرہ  
نوازل کی قنوت کذب باطل و بہتان بے ثبوت و گناہ و

بدعت و ضلالت و فی النار ہے جو اسے ثابت مانے اس پر  
 حکم تعجیل توبہ و استغفار ہے ساڑھے پانچ ورق کی تحریر میں  
 دس صفحے اسی مضمون میں سیاہ کئے یہ سب کچھ لکھ لکھا کر اب  
 چلتے وقت حاشیے پر ایک فائدے کا نشان دیا "ف" زمانہ  
 طاعون میں نماز پڑھنے کی "ترکیب" اور متن میں لکھا: هذه  
 کیفیة لصلوة الطاعون پہلے دل میں نیت کر کے زبان  
 سے کہے: نوبت ان اصلی لله تعالیٰ رکعتین صلوة  
 النفل لدفع الطاعون متوجها الی جهة الشریفة الله  
 اکبر پھر دوسری رکعت کے آخر رکوع میں جو قنوت ماثورہ  
 ہو پڑھے کہ مشتمل ہو اوپر طاعون کے اور اگر ایسی قنوت  
 اس کو یاد ہی نہ ہو تو رُبْنَا آتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِی  
 الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھے یہ آیه وافی ہدایہ  
 جامع و جمیع ادعیہ کی ہے اللہ تعالیٰ دلوں کے ارادے سب  
 جانتا ہے "چلئے وہ اگلا پچھلا لکھا لکھایا بھولنا درکنار یہی یاد  
 نہ رہا کہ "ضروری سوال" کی تحریر کس غرض کے لئے تھی کس  
 بات کا دعویٰ کا ہے کا انکار تھا اپنے زعم میں کیا جنت کا راستہ  
 کیا طریق نار تھا خود ہی کذب و بہتان بنانے لگے ضلالت و



فی النار کی ترکیبیں بتانے لگے یا رب مگر اسے اختلال حواس کے سوا کیا کہئے طرفہ یہ کہ اوپر سوال قائم کیا تھا ”بارادہ دفع طاعون یا دبا کون سی قنوت ہے“ اور جواب دیا تھا ”کہیں پتا نہیں“ اب حکم ہوتا ہے کہ ”قنوت ماثورہ پڑھے کہ مشتمل ہو اوپر طاعون کے“ اب خدا جانے کہاں سے اس کا پتا لگ گیا“

مصنف ”ضروری سوال“ نے اس میں تغلیط روایت اور تصحیف عبارت کے ذریعہ عوام کو گمراہ کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے حجۃ الاسلام نے اپنے جواب میں اس کی ساری قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔

اس فتوے پر امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی اور محدث سورتی قدس سرہما کے علاوہ ۳۰ دیگر علمائے بریلی شریف ۸ فضلائے رامپور ۶ مشتیان لکھنؤ ۳ علمائے عظیم آباد ۳ فضلائے بہار شریف کی تصدیقات و مواہیر ثبت ہیں جس سے اس فتوے کی اہمیت و افادیت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

”الصارم الربانی“ مرزا غلام احمد قادیانی کی تردید میں پہلی علمی کوشش تھی حجۃ الاسلام کا یہ معرکہ الآثار فتویٰ ماہنامہ ”تحفہ حنفیہ“ عظیم آباد پٹنہ رجب المرجب ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء میں بعنوان ”فتویٰ عالم ربانی برمزخرقات قادیانی“ شائع ہوا جس نے قصر قادیانیت میں زلزلہ برپا کر دیا، اس وقت آپ کی عمر صرف ۲۳ سال کی تھی، مرزا غلام احمد قادیانی اس وقت زندہ تھا اور اپنے علمی جنازہ پر محض مرثیہ خوانی کر رہا تھا بعد

میں حجۃ الاسلام کا یہ تاریخی فتویٰ ”الصارم الربانی علی اسراف قادیانی“ کے نام سے کتابی شکل میں رضوی پریس بریلی شریف سے شائع ہوا۔

اس سلسلے میں خود اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

”پہلے اس ادعائے کاذب کی نسبت سہارنپور سے سوال آیا تھا جس کا مبسوط جواب ولد اعز فاضل نوجوان مولوی محمد حامد رضا خاں حفظہ اللہ تعالیٰ نے لکھا اور بنام تاریخی ”الصارم الربانی علی اسراف القادیانی“ مسمیٰ کیا یہ رسالہ حامی سنن ماجی فتن ندوی فگن مکرنا قاضی عبدالوحید صاحب فردوسی حین عن التفتن نے اپنے رسالہ مبارکہ ”تحفہ حنفیہ“ میں کہ عظیم آباد سے ماہوار شائع میں طبع فرمادیا“

حجۃ الاسلام سے مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک خلیفہ کے اس قول کے بارے میں پوچھا گیا کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بحسدہ العنصری ذی حیات آسمان پر اٹھائے گئے اسے آیت قطعیۃ الدلالت سے ثابت کریں ہم کو صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہئے کہ جس کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں“

اس سلسلے میں حجۃ الاسلام نے تحریر فرمایا:

”ضروریات دین میں بھی بہت باتیں ضروریات دین سے ہیں جن کا منکر یقیناً کافر مگر بالتصریح ان کا ذکر آیات

واحدیث میں نہیں مثلاً باری عزوجل کا جہل انہال ہونا قرآن  
 وحدیث میں اللہ عزوجل کے علم واحاطہ نام کالا کھ جگہ ذکر  
 ہے مگر امکان وامتناع کی بحث کہیں نہیں پھر کیا جو شخص کہے  
 کہ: واقع میں تو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے عالم  
 الغیب والشہادۃ ہے کوئی ذرہ اس کے علم سے چھپا نہیں مگر  
 ممکن ہے کہ جاہل ہو جائے، تو کیا وہ کافر نہ ہوگا؟ کہ اس  
 امکان کا سلب صریح قرآن میں مذکور نہیں، حاشا للہ ضرور  
 کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے نہ دیکھتا، تو جب ضروریات  
 دین ہی کے ہر جزئیہ کی تصریح صریح قرآن وحدیث میں  
 نہیں تو ان سے اتر کر اور کسی درجے کی بات پر یہ مڑ چڑاپن  
 کہ ہمیں تو قرآن ہی میں دکھاؤ ورنہ ہم نہ مانیں گے، نری  
 جہالت ہے یا صریح ضلالت۔

اس کی نظیریوں سمجھنی چاہئے کہ: کوئی کہے فلاں  
 بیگ کا باپ قوم کا مرزا تھا زید کہے کہ اس کا ثبوت کیا ہے؟  
 ہمیں قرآن میں لکھا دکھاؤ کہ مرزا تھا ورنہ ہم نہ مانیں گے  
 کہ قرآن کے تو اتر کے برابر کوئی تو اتر نہیں ہے ایسے سفیہ کو  
 مجنون سے بہتر اور کیا لقب دیا جاسکتا ہے؟“

حجۃ الاسلام نے قرآن عظیم سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذی حیات آسمان پر تشریف لے جانا ثابت کرنے کے بعد ۲۳ احادیث کریمہ سے آپ کا قرب قیامت نزول فرمانا، دجال کو قتل کرنا اور چالیس سال تک اس دنیا میں قیام فرمانے کے بعد آپ کی وفات اور عامۃ مسلمین کا آپ کی نماز جنازہ پڑھنا ثابت کیا ہے۔  
چند صفحات کے بعد یوں فرماتے ہیں:

”قرآن مجید سے اتنا ثابت اور مسلمان کا ایمان کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہود عنود کے مکرو کیود سے بچکر آسمان پر تشریف لے گئے، رہا یہ کہ تشریف لے جانے سے پہلے زمین پر ان کی روح قبض کی گئی اور جسم یہیں چھوڑ کر صرف روح آسمان پر اٹھائی گئی اس کا آیت میں کوئی ذکر نہیں یہ دعویٰ زائد ہے جو مدعی ہو ثبوت پیش کرے ورنہ بے ثبوت محض مردود ہے“

حجۃ الاسلام سے فارسی میں ایک سوال ہوا کہ ایک شخص نے بلا وجہ شرعی ایک مسلمان کو حرام زادہ کہا اور ایک پاکباز و محسنہ عورت پر زنا کا الزام لگایا اس پر استفتاء کیا گیا تو اس نے فتویٰ کی توہین کرتے ہوئے کہا کہ ”میں نے شریعت کے ایسے فتوے کو پھاڑ کر دریا برد کر دیا“ تو ایسے شخص کے لئے حکم شرع کیا ہے؟  
حضور حجۃ الاسلام ارشاد فرماتے ہیں:

”الجواب: سب و شتم مسلم بے وجہ شرعی سخت کبیرہ است  
 حرام قطعی قال رسول الله صلى الله تعالى عليه و  
 سلم سب المسلم الفسوق و شتم دادن مسلمان را  
 معصیت ست کبیرہ..... ومی فرماید صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم سب المسلم کالمشرف علی الهلکة مسلم  
 را دشنام دہندہ گویا در ہلاکت زتندہ..... نیز می فرماید  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اذی مسلماً فقد اذانی و  
 من اذانی فقد اذی اللہ کے کہ مسلمان را ایذا دادا  
 بدولت را ایذا داد (سرت گردم و قربانت شوم) و ہر کہ ما  
 بدولت را ایذا داد منتقم حقیقی را ایذا داد (عز و جل و صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) و تعالیٰ شانہ می فرماید وَ الَّذِينَ  
 يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَنُيْمَ عَذَابٍ أَلِيمٍ ومی فرماید جل  
 جلالہ: إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي  
 الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا لاریب کسانیکہ  
 اللہ و رسول را ایذا می دہند ایشان را لعنت کرد در دنیا و  
 آخرت مہیا کردہ است مرا ایشان را عذاب دردناک و  
 خوار کنندہ، پس از فرمان حضور برورد و جہاں علیہ التحیۃ

والثناء کہ بروفق شکل اولست نتیجہ کہ حاصل شد من اذی  
 مسلما فقد اذی اللہ صغری کنیم و آیت کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ  
 یُؤْذُوْنَ الْاَیَّہِ الرَّکِبِیْنَ پنداریم نتیجہ ہیچہ برمی خیزد کہ برناحق  
 شاتم مسلم بلاہائی ریزد و حین است حکم قذف محصنہ کہ بے  
 حجت شرعیہ معصیت ست کبیرہ سزایش ہستاد درہ و نامقبول  
 شہادت ابدیت بر آن طرہ، پس در صورت مستفسرہ این  
 کس ناکس فاسق ست و بر فسقش خود قرآن ناطق وَالَّذِیْنَ  
 یَرْمُوْنَ الْمُحْصِنَاتِ ثُمَّ لَمْ یَأْتُوا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ  
 فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَہَادَةً اَبَدًا  
 وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

ان فتاویٰ میں حجۃ الاسلام کا تحریری اسلوب صاف و سلیس اور شستہ و شگفتہ ہے  
 بعض فتاویٰ اگرچہ مختصر ہیں مگر اختصار و جامعیت کا نادر نمونہ ہیں اور جہاں تفصیل فرمائی  
 ہے دلائل و براہین کے موتی بکھیر کر تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔

راقم تلاش بسیار کے بعد ان فتاویٰ کو ”خدا بخش لائبریری“ پٹنہ ”رضالائبریری“  
 رامپور کے علاوہ بعض علم دوست حضرات کی ذاتی لائبریریوں سے جمع کرنے میں بمشکل  
 تمام کامیاب ہو سکا اس سلسلے میں حضرت علامہ سید شاہد علی رضوی سربراہ اعلیٰ الجامعہ

الاسلامیہ راپور کا خصوصی تعاون رہا جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔  
ان فتاویٰ میں بعض تو بالکل ہی پڑھنے میں نہیں آ رہے ہیں، بعض کہیں کہیں  
سے کرم خوردہ ہیں اور بعض کے صفحات اس قدر بوسیدہ کہ ہاتھ لگتے ہی جھڑ جاتے ہیں  
یہی وجہ تھی کہ ان کی تہیض نہایت ہی دقت و دشوار طلب اور وقت طلب رہی۔

ایک ایک فتوے کی تہیض، حوالوں اور سندوں کا ان کے مآخذ سے مقابلہ کرنے  
اور کرم خوردہ جگہوں پر مرقوم عبارتوں کی تحقیق (کہ یہاں کون سی عبارت ہو سکتی ہے)  
میں ہفتہ اور پندرہ دن تک صرف ہو جاتے چونکہ سیدی و مرشدی و استاذی حضور  
تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ المفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی  
متعنا اللہ بطول حیاتہ کے فتاویٰ کی ترتیب بھی راقم ہی کے سپرد ہے اس کے علاوہ چند  
دیگر مصروفیات بھی ہیں جس کی وجہ سے چند فتاویٰ تہیض سے رہ گئے۔

ہر چند کہ یہ چھوٹا سا مجموعہ ”فتاویٰ حامدیہ“ حجۃ الاسلام جیسی عظیم اور عبقری شخصیت  
کے شایان شان نہیں تاہم مالا بدرد ککلاہ لا یترو ککلاہ کے تحت وقت پر  
جس قدر فتاویٰ فراہم اور تہیض ہو سکے انہیں محض اس ارادے سے شائع کیا جا رہا ہے  
کہ اس راہ میں حجۃ الاسلام کے نشان قدم مٹنے سے محفوظ ہو جائیں۔

قارئین کرام سے ہم ملتزم ہیں کہ کتاب میں ترتیب و تہیض، کمپوزنگ یا اور کسی  
قسم کی شرعی خامی رہ گئی ہو تو مصنف کی ذات کو اس سے مبرا سمجھتے ہوئے اسے ہماری  
بے بضاعتی و کم علمی پر محمول کریں اور ہمیں اس غلطی سے مطلع فرمائیں ان شاء اللہ العزیز  
انگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔

ہم نے آپ کے فتاویٰ کی مزید تلاش جاری رکھی ہے اور ہمیں اللہ رب العزت اور ماہتاب رسالت ﷺ کے صدقے ان آقاؤں سے امید قوی ہے کہ تلاش و جستجو کی اس راہ پر خار میں ان کے فیوض و برکات دائمی شامل حال رہیں گے اور ان شاء اللہ الرحمن مستقبل قریب میں ہم ”فتاویٰ حامدیہ“ مکمل ترتیب و تہذیب کے ساتھ نذر قارئین کر سکیں گے اگر کسی صاحب کے پاس حجۃ الاسلام کا آئی فتویٰ ہو تو برائے کرم ”ادارہ اشاعت تہذیبات رضا“ یا براہ راست راقم کو ارسال فرمائیں تاکہ آپ کا یہ علمی و فقہی سرمایہ یکجا ہو کر منظر عام پر آسکے۔

”فتاویٰ حامدیہ“ کی ترتیب و تہذیب اور اس کی پروف ریڈنگ میں جن احباب نے ہمارا ساتھ دیا ہم ان کے دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہیں خصوصاً برادر گرامی حضرت مولانا مفتی محمد محبوب عالم صاحب مولانا احتشام الدین صاحب منظری مولانا محمد یونس رضا صاحب اویسی، مولانا احسن رضوی، مولانا عاصم رضا، مولانا مطیع الرحمن، مولانا محمد جمیل خاں بریلوی، حافظ وقاری محمد ضیاء الحق رضوی و حافظ شاہد رضا و حافظ وقاری غلام مرتضیٰ وغیر ہم کے جنہوں نے از اول تا آخر مکمل ہمارا تعاون کیا رب قدیر ان کو ان کے اس خلوص و محبت کا اجر عظیم عطا فرمائے اور ہمارے لئے اس کتاب کو نجات اخروی کا ذریعہ بنائے!

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ السلام و آلہم

محمد عبدالرحیم المعروف بنشتر فاروقی

بکے از خدام حضور ناج الشریعت و مرکزی دار الافتاء



فتاویٰ حامد پورہ



JANNATI KAUN?

کتاب

العقائد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ  
 زید ایک کافرہ کو جامع مسجد میں امام مسجد کی خدمت میں جو مولوی اور مفتی بھی  
 ہیں مسلمان کرنے کی غرض سے لایا اور مسلمان کرنے کو کہا امام صاحب نے فرمایا بعد  
 جمعہ مسلمان کروں گا۔

حالانکہ جمعہ کی نماز میں اتنی تاخیر تھی کہ امام صاحب نے کچھ دیر بیٹھ کر بعدہ  
 سنتیں پڑھیں اور نصف گھنٹہ وعظ فرمایا پھر خطبہ پڑھا زید نے کہا کہ کافرہ کو نہلا کر لایا  
 ہوں ابھی مسلمان کر دیجئے تو وہ جمعہ بھی پڑھ لے امام صاحب نے فرمایا اسلام لانے  
 کے بعد غسل اس پر فرض ہے لہذا بعد جمعہ بہتر ہوگا۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بعد اسلام تجدید غسل فرض ہے یا نہیں نیز  
 امام صاحب اس تاخیر کرنے میں حق بجانب ہیں یا نہیں بینوا تو جروا۔

(الجواب :- زید اور اس مولوی پر توبہ و تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم، عورت نے  
 زید سے جس وقت کہا تھا کہ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں اسی وقت زید پر لازم تھا کہ وہ  
 اسے مسلمان کرتا، تفصیل سے تلقین اسلام پر اگر وہ قادر نہ تھا تو ”کلمہ طیبہ“ تو پڑھا سکتا  
 تھا، اللہ عزوجل کی توحید اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی رسالت کا اقرار تو لے سکتا تھا،  
 یہ ایمان مجمل کی تلقین اس کے اسلام کو کافی تھی اتنا کرنے کے بعد پھر عالم کے پاس لے  
 جاتا کہ وہ مفصل تلقین کرتا۔

جتنی دیر اس نے اسے غسل کرایا پھر عالم کے پاس لے گیا اتنی دیر کا اس کے ذمہ ”رضا بقاء الکفر“ کا الزام ہے، عالم کے پاس جب وہ پہنچی تھی عالم پر فرض تھا کہ فوراً اسے مسلمان کرتا، زید نے تو ایک وجہ سے یہ تاخیر کی تھی مگر اس عالم نے بالکل بے وجہ تاخیر کی، اس پر اس زید سے زائد الزام ہے، زید پر تو حکم مختلف فیہ ہے مگر اس عالم پر حکم میں کوئی اختلاف نہیں معلوم ہوتا اور عقلاً بھی اس پر الزام بشدت ہے کہ جاہل کے لئے جہل اگرچہ شرعاً عذر نہ ہو مگر عقلاً عذر ہو سکتا ہے۔

نماز اگر قائم ہوتی جب بھی قطع صلاۃ کی اس اہم کام کے لئے شرعاً اجازت تھی۔  
 ”خلاصہ“ پھر ”شرح فقہ اکبر“ علی قاری میں ہے:

”کافر قال لمسلم اعرض علی الاسلام فقال اذهب  
 الی فلان العالم کفر“ یعنی اگر کسی کافر نے مسلمان  
 سے کہا: مجھ پر اسلام پیش کر تو اس نے کہا فلاں عالم کے  
 پاس جا، کافر ہو گیا۔ (فاروقی)

”شرح فقہ اکبر“ میں اس کی وجہ یہ لکھی:

”لانه رضی ببقائه فی الکفر الی حین ملازمة العالم  
 ولقائه او لجهله بتحقیق الایمان لمجرد اقراره  
 بکلمتی الشهادة فان الایمان الاجمالی صحیح

اجماعاً وقال ابو الليث ان بعثه الى عالم لا يكفر  
لان العالم ربما يحسن مالا يحسن الجاهل فلم  
يكن راضياً بكفره ساعة بل كان راضياً باسلامه اتم  
واكمل“ یعنی اس لئے کہ وہ اس کے کفر میں باقی رہنے  
پر راضی رہا عالم سے ملازمت و ملاقات ہونے تک یا  
حقیقت ایمان سے جاہل ہونے کے سبب کہ وہ تو محض  
شہادت کے دو کلموں کا اقرار کرنا ہے، بے شک ایمان  
اجمالی اجماعاً صحیح ہے اور فقیہ ابواللیث نے کہا کہ اگر عالم  
کے پاس بھیجا تو کافر نہ ہو اس لئے کہ عالم بہتر طریقہ  
اپناتا ہے جو جاہل نہیں کر سکتا تو گویا وہ راضی نہیں ہو ایک  
ساعت کے لئے بھی اس کے کفر پر بلکہ وہ راضی ہے اس  
کے ایمان کے تمام و کمال پر۔ (أفاروقی)

”مجمع الانہر شرح ملتقى الأبحر“ میں ہے:

”کافر جاء الى رجل وقال اعرض على الاسلام  
فقال اذهب الى فلان بكفر وقيل لا بكفر“ یعنی  
کوئی کافر ایک شخص کے پاس آیا اور کہا: مجھ پر اسلام پیش

کر تو اس شخص نے کہا فلاں کے پاس جا، تو کفر کیا اور  
بعض نے کہا کفر نہیں کیا۔ (فاروقی)

”نور ایضاح“ اور اس کی ”شرح مراقی الفلاح“ میں ہے:

”یحوز قطعها بسرقة ما یساوی درهما او طلب  
منہ کافر عرض الاسلام علیہ“ یعنی جائز ہے اس  
کا ہاتھ کاٹنا چوری کے سبب اگرچہ ایک ہی درہم کے برابر  
ہو یا اس سے کافر کے مطالبے کے سبب کہ اس پر اسلام  
پیش کرے۔ (فاروقی)

JANNATI KAUN?

حاشیہ علامہ ”طحطاوی علی المراقی“ میں ہے:

”انما ابیح له البقاء فی الصلاة لتعارض عبادتین  
ولا یعد بذلك راضیا ببقائه علی الکفر بخلاف  
ما اذا اخره عن الاسلام وهو فی غیر الصلوة“ یعنی  
مباح ہے اس کے لئے نماز میں قائم رہنا دو عبادتوں کے  
معارض ہونے کی وجہ سے اور اس پر الزام نہیں عائد ہوگا  
اس کے بقا علی الکفر پر راضی ہونے کا، بخلاف اس کے  
کہ وہ تاخیر کرے اس پر اسلام پیش کرنے میں درآں

حالے کہ وہ نماز میں نہ ہو۔ (فاروقی)

امام ابن حجر مکی "اعلام الاعلام بقواطع الاسلام" میں فرماتے ہیں:

"ومن المكفرات ايضا ان يرضى بالكفر ولو

ضمنا كان يسأله كافر يريد الاسلام ان يلقيه كلمة

الاسلام فلم يفعل او يقول له اصبر حتى أفرغ من شغلي

او خطبتي لو كان خطيباً" یعنی کفریات میں سے یہ بھی

ہے کہ وہ راضی رہے کفر پر اگرچہ سوال ہی کہ ضمن میں ہو،

(مثلاً) کافر نے سوال کیا کہ وہ اسلام لانے کا ارادہ رکھتا

ہے تو وہ اسے کلمہ اسلام تلقین کرے، تو اس نے

ایسا نہیں کیا یا اس نے یہ کہا کہ تو صبر کر یہاں تک

کہ میں اپنے کام سے یا خطبے سے فارغ ہو جاؤں

اگر خطیب ہو۔ (فاروقی)

اسی میں ہے:

"لو قال كافر لمسلم اعرض علي الاسلام فقال

حتى اري او اصبر الي الغد او طلب عرض

الاسلام من واعظ فقال اجلس الي اخر المجلس

کفر وقد حکین۔ انظیرھا عن المتولی "یعنی  
 اگر کافر نے مسلم سے کہا: مجھ پر اسلام پیش کر تو اس نے  
 کہا دیکھ لینا یا کل تک انتظار کر، یا کافر نے مطالبہ کیا اسلام  
 پیش کرنے کا واعظ سے تو اس نے کہا بیٹھا رہا اختتام مجلس  
 تک تو کافر ہو گیا۔ (فاروقی)

اسی میں ہے:

"قال له کافر اعرض علی الاسلام فقال لا ادری  
 صفة الایمان او قال اذهب الی فلان الفقیه (الی  
 قوله) ما ذکره فی المسئلتین الاولیئین هو المعتمد  
 کما قد متہ بمافیہ لما مرانہ متضربین ببقائہ علی  
 الکفر ولو لحظبة والرضا بالکفر کفر " یعنی اس سے  
 کافر نے کہا مجھ پر اسلام پیش کر تو اس نے کہا: میں صفت  
 ایمان نہیں جانتا یا یہ کہا کہ فلاں فقیہ کے پاس جا تو یہ شامل  
 ہوگا اس کے بقا علی الکفر پر رضا کو اگرچہ ایک ہی لمحہ کے لئے  
 ہو اور رضا بالکفر کفر ہے۔ (فاروقی)

دونوں پر توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح فرض ہے کہ کفر متفق علیہ و مختلف فیہ کا اس بارے میں ایک ہی حکم ہے۔  
 ”مجمع الانہر“ میں فرمایا:

”ماکان فی کونہ کفر اختلاف یؤمر قائلہ بتجدید  
 النکاح و بالتوبة الرجوع عن ذلك احتیاطاً واللہ  
 تعالیٰ اعلم“ یعنی ہر وہ بات جس کے کفر ہونے میں ائمہ  
 کا اختلاف ہے احتیاطاً اس کے قائل کو تجدید نکاح اور توبہ  
 و رجوع کا حکم دیا جائے گا۔ (فاروقی)

کافر غیر جنبی اگر اسلام لائے تو بعد اسلام اسے غسل مندوب ہے اس پر واجب  
 نہیں اور اگر جنبی تھا اور اسلام لایا تو بعد اسلام اس پر وجوب غسل نہیں اختلاف روایت  
 ہے، ایک روایت میں واجب اور ایک میں واجب نہیں۔  
 ”ملتی الا بحر“ اور اس کی شرح ”مجمع الانہر“ میں ہے:

”یجب علی من اسلم جنباً فی روایة عن الامام  
 یجب علیہ الغسل اذا اسلم جنباً و وجوبه بارادة  
 الصلوة وهو عندها مکلف فصار كالوضوء ولان



الجنابة صفة مستدامة ودوامها بعد الاسلام  
 كانشائها فيجب الغسل والاندب اي ان اسلم  
 ولم يكن جنبا فان الغسل مندوب له "يعني واجب  
 ہے اس پر غسل جو حالت جب میں اسلام لائے اور ایک  
 روایت میں امام سے ہے کہ اس پر غسل واجب ہے جبکہ  
 وہ حالت جب میں اسلام لایا اور یہ وجوب ارادہ نماز کی  
 وجہ سے ہے اس لئے وہ شرعاً مکلف ہے یہ وضو ہی کی  
 طرح ہو گیا اس لئے کہ جنابت صفت مستدامہ ہے اور  
 اس کی بیشکلی بعد اسلام اس کے انشاء کی طرح ہے تو غسل  
 واجب ہے ورنہ مستحب یعنی اگر اسلام لایا اور جنبی نہیں  
 ہے تو غسل اس کے لئے مندوب ہے۔ (فاروقی)

اور یہاں تو وہ عورت نہلا دھلا کر لائی گئی تھی اب اس کے بعد بھی اس پر غسل  
 فرض بتانا عجیب ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اس عالم پر کتنے ہی الزام ہیں سب  
 سے توبہ و رجوع لازم واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جواب حق و صواب و مجیب مصیب و مثاب ہے بلاشبہ و صورت مستفسرہ میں جب کہ زید سے صاف کہہ دیا تھا کہ عورت کو نہلا کر مسلمان کرانے لایا ہے کہ نماز جمعہ بھی ادا کر لے پھر کون وجہ سے اسلام سے روکنے محروم رکھنے کی تھی؟

آہ! مفتی نے اتنی دیر سے کفر پر رکھا اور کفر پر راضی رہا و العیاذ باللہ تعالیٰ موت کا وقت معلوم نہیں کوئی حادثہ ہا لکہ پیش آجاتا اور عورت مر جاتی یا شیطان خناس کوئی دسواں اس کے دل میں پیدا کر دیتا تو عورت جہنمیہ ابدیہ ہو کر مرتی اور نعمت اسلام سے محروم ہو جاتی اور یہ کفر زید اور مفتی صاحب کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا۔

ان مفت کے مفتی صاحب کو بفرض غلط اگر تلقین اسانہم سے بھی کوئی اشد واہم کام تھا تو کلمہ توحید کے دو حرف پڑھاتے کیا چھین پہر لگتے تھے؟ کسی کے خواہش اسلام کے وقت تو نماز جیسی افضل واہم عبادت کا توڑ دینا اور اسے مسلمان کرنا حسب تصریحات فقہائے کرام جائز ہے۔

پھر مسجد میں معطل بیٹھے رہنا اور سنتیں پڑھنا آدھ گھنٹہ خطبہ جمعہ سے پہلے وعظ گوئی میں گزارنا کون اہم فریضہ تھا کہ دو حرف کلمہ شہادت کے نہ پڑھائے گئے اور پھر عذر بھی کتنا معقول کہ اسلام لانے کے بعد غسل اس پر فرض ہے لہذا بعد جمعہ بہتر ہے

سبحان اللہ اسلام بعد جمعہ بہتر ہے قبل جمعہ اچھا نہیں؟

اعوذ باللہ من ہمزات  
یعنی اللہ کی پناہ شیطان کے وسوسوں  
الشیاطین وان یحضرین۔  
سے اور اس سے کہ وہ پاس آئیں۔

یہ عجیب منطق الطیر ہے ع

بریں عقل و دانش باید گریست

غسل بالفرض اگر فرض تھا تو نماز کے لئے نہ اسلام لانے کے لئے، بغیر غسل  
اتنا ہی تھا کہ نماز ترک ہوتی کیا کلمہ پڑھنا بھی بے غسل کفر و حرام تھا؟ اور بعد اسلام اگر  
اس پر غسل فرض بھی ہو جاتا تو وہ فرض غسل ادا کرتی یا نہ کرتی مفتی صاحب پر تو اس تاخیر  
تلقین اسلام سے کفر لازم نہ آتا اور نجاست کفر سے تو وہ پاک ہو جاتی پھر اتنا وقت بھی  
تھا کہ وہ فریضہ غسل بھی ادا کر لیتی!

لطف یہ کہ یہ مسئلہ ہی غلط کہ پاک ہو کر بھی کوئی اسلام لائے تو اس پر بھی غسل  
فرض، وہ عورت نہا کر پاک ہو کر قبول اسلام کے لئے بقصد نماز آئی تھی اس پر کون  
حدث حکمی باقی تھا جس پر فرضیت غسل کا جبروتی حکم جڑ دیا گیا۔

عامہ کتب فقہ میں تصریح ہے کہ اسلام لانے سے پہلے اگر نہا لیا اور پاک ہو کر  
قبول اسلام کیا تو دوبارہ نہانا ہرگز فرض نہیں صرف نظافت کے لئے نہالے تو اچھا ہے  
محبوب و مندوب ہے فرض نہیں۔

”درمختار“ میں ہے:

”ان اسلم طاهر او بلغ بالسن فمندوب“ یعنی  
اگر اسلام لایا یا پاکی میں یا بالغ ہوا تو اسے غسل  
مندوب ہے۔ (فاروقی)

علامہ شامی نے فرمایا:

”ای من الجنابة والحیض والنفاس بان كان  
اغتسل او اسلم صغیراً فتامل“ یعنی جنابت اور  
حیض و نفاس سے پاک ہو کر بعد غسل اسلام لایا، یا نا  
بالغی کی حالت میں اسلام لایا تو اس پر غسل مندوب  
ہے۔ (فاروقی)

پھر علامہ عبدالغنی نابلسی نے تصریح نقل فرمائی در بارہٴ اغتسالات اربعہ مذکورہ

میں فرمایا:

”حاصله انهم صرحوا بان هذه الاغتسالات  
الاربعه للنظافة لا للطهارة یعنی نہا کر اسلام لانے اور  
پورے پندرہ برس کا ہو کر بالغ ہونے اور نماز جمعہ و نماز  
عیدین کے لئے غسل بتصریح ائمہ محض نظافت کے لئے

نہ بضرورت طہارت“

علمائے کرام نے سولہ چیزیں گنائیں جن کے بعد غسل مستحب فرمایا، ایک انہیں میں سے یہی قبول اسلام بطہارت ہے اور تصریح فرمادی کہ یہ سب غسل بغرض نظافت ہیں نہ بضرورت طہارت۔

”مراقی الفلاح“ اور ”نور الایضاح“ میں ہے:

”ویندب الاغتسال فی ستة عشر شیئاً لمن  
اسلم طاهراً الخ“ یعنی غسل مندوب ہے سولہ  
چیزوں میں انہیں میں سے یہ قبول اسلام بطہارت کے  
بعد غسل ہے۔ (فاروقی)

اس پر علامہ شرنبلالی نے فرمایا:

”لمن اسلم طاهراً ای عن جنابة و حیض و  
نفاس للتطیف عن اثر ما کان منه“ یعنی جو پاک  
ہو کر اسلام لایا یعنی جنابت سے اور حیض و نفاس سے  
پاک ہو کر مزید پاکیزگی کے لئے۔ (فاروقی)

طہارت تو اسے حاصل تھی پھر کیوں اسے کلمہ نہ پڑھا کر جھوٹے حیلہ بہانوں  
سے شریک عبادت نہ ہونے دیا گیا، بہ نیت اسلام جو غسل ہو اس سے ازالہ حدت حکمی

نہیں ہوتا جنابت و حیض و نفاس سے پاک نہیں ہوتا طہارت نہیں ہوتی نماز اس سے حرام ہے؟ لاحول ولاقوة الا باللہ العلی العظیم۔

باجملہ ظاہراً قبول اسلام کے بعد ہرگز غسل فرض نہیں مفتی و مغطی امام ہر تکب حرام اور مستحق آثام اس پر اور زید پر توبہ و تجدید نکاح و تجدید اسلام کا حکم ضرور صحیح و صواب بلا شک و بلا کلام واللہ الموفق المنعم واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد جامد رضا غفرلہ قادری نوری



JANNATI KAUN?

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
العظیم

رساله

الصَّارِمِ الرَّبَّانِيِّ

عَلِيِّ

أَسْرَافِ الْقَادِيَانِيِّ

مسئلہ از: سرساوہ ضلع سہارنپور، مرسلہ یعقوب علی خاں کلارک پولیس

۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ

قبلہ و کعبہ ام مدظلہ بعد آداب فدویانہ کے معروض خدمت کے اس قصبہ  
سرساوہ میں ایک شخص جو اپنے آپ کو ”نائب مسیح“ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی مسیح  
موعود کا خلیفہ بتلاتا ہے۔

پرسوں اس نے ایک عبارت پیش کی جس کا مضمون ذیل میں تحریر کرتا ہوں  
ایک دوسرے صاحب نے وہی عبارت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو بھیجی ہے  
مگر میں خدمت والا میں پیش کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ بہت جلد جواب سے  
مشرف ہوں گا اور در صورت تاخیر کئی مسلمانوں کا ایمان جاتا رہے گا اور وہ اپنی راہ  
پر لے آئے گا زیادہ حد ادب!

تحریر یہ ہے

”ایک مدت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات  
وحیات میں ہر جگہ گفتگو ہوتی ہے اور اس میں دو گروہ  
ہیں ایک وہ گروہ ہے جو مدعی حیات ہے اور ایک وہ  
گروہ ہے جو منکر حیات ہے اور ان دونوں فریق کی



طرف سے کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

اب آپ کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ ان دونوں فریق میں سے کون حق پر ہے؟ بس اس بارے میں ایک آیت قطعیت الدلالة اور صریحہ الدلالة یا کوئی حدیث مرفوع متصل اس مضمون کی عنایت فرمائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحسدہ العنصری ذی حیات جسمانی آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور کسی وقت میں بعد حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آسمان سے رجوع کریں گے اور اس دوبارہ رجوع میں وہ نبی نہ رہیں گے اور وہ نبوت یا رسالت سے خود مستعفی ہوں گے یا ان کو خدا تعالیٰ اس عہدہ جلیلہ سے معزول کر دے گا؟ تو پہلے تو کوئی آیت بشرط متذکرہ بالا ہونی چاہئے اور بعد اس کے کوئی حدیث، تاکہ ہم اس حالت تذبذب سے بچیں اور جو آیت ہو اس میں لفظ ”حیات“ ہو خواہ وہ کسی صیغے سے

ہو یہاں کئی صاحب ایسے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ  
 السلام کی حیات پر گفتگو کرتے ہیں اور ”متسوفیک  
 و فلما توفیتی“ دو آیت پیش کرتے ہیں اور ان دونوں  
 آیتوں کا ترجمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم و ابن عباس سے پیش کرتے ہیں اور سند  
 میں صحیح بخاری اور اجتہاد بخاری موجود کرتے ہیں۔  
 اب آپ ان آیتوں کے ترجمے جو کسی صحابی  
 یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہوں  
 اور صحیح بخاری میں موجود ہوں عنایت فرمائیے اور  
 دونوں طرف روایتیں ہر قسم کی موجود ہیں ہم کو  
 صرف ”قرآن شریف“ سے ثبوت چاہئے جس  
 تو اتر کے برابر کوئی تو اتر نہیں ہے اور دوسرا سوال یہ  
 ہے کہ حضرت امام مہدی اور دجال کا ہونا قرآن  
 شریف میں ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کی آیت  
 اور نہیں ہے تو وجہ فقط بیوا تو جروا۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ان الذین کذبوا بآیاتنا  
 واستکبروا عنها لا تفتح  
 لهم ابواب السماء  
 الحمد لله الذی خلق  
 عبده وابن امته عیسی  
 ابن مریم رسول اللہ  
 بکلمة منه وجعله فی  
 البدء مبشراً برسول یاتی  
 من بعده اسمه احمد  
 فی الختم ناصرراً لملته  
 اماماً من امته نائباً عنه  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وعلى سائر انبیائه وکل  
 محبوب لادیہ وعلینابہم

یعنی بے شک وہ جو ہماری نشانیوں  
 کو جھٹلاتے ہیں اور اکڑتے ہیں ان  
 کے لئے آسمان کے دروازے نہیں  
 کھولے جائیں گے اور تمام تعریفیں  
 اس کے لئے جو اپنے بندے اور اس  
 کی امت کا بیٹا عیسیٰ ابن مریم علیہما  
 الصلوٰۃ والسلام اللہ کے رسول کو پیدا  
 فرمایا بولتا ہوا اور ان کو خوشخبری سنانے  
 والا اپنے بعد اگلا رسول کی آمد کی جن  
 کا نام نامی اسم گرامی ”محمد“ (صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم) ہے اور آخر میں ان  
 کے ملت کی مدد کرتے ہوئے ان کی  
 امت کی امامت کرتے ہوئے رسول  
 اللہ کی نیابت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ  
 درود بھیجے ان پر اور تمام نبیوں پر اور ہر

الی یوم الدین آمین آمین  
 یارب العلمین قال الفقیر  
 محمد المدعو بحامد  
 رضا القادری البریلوی  
 غفر له اللہ تعالیٰ له  
 واورده من مناہل المنی  
 کل مورد روی۔  
 اس پر جوان کا پیارا ہے اور ان کے  
 طفیل ہم پر بھی قیامت تک آمین  
 آمین اے! سارے جہاں کے مالک  
 اے کہا محمد نے جسے حامد رضا قادری  
 بریلوی کہا جاتا ہے اللہ اے بخشے اور  
 اسے تمناؤں کی ان گھاٹوں پر اتارے  
 جہاں سے وہ سیراب ہو۔ (فاروقی)

## الجبور اللہم ہدینہ الی الحق والصواب

برادران مسلمین حفظکم اللہ تعالیٰ عن شرور المفسدین حفظنا موس و حفظ  
 بان و حفظ جسم و حفظ مال میں سب مؤمن و کافر ہمیشہ ساعی و سرگرم رہتے ہیں،  
 اللہ عز و جل کو یاد کر کے اپنے وقت عزیز کا ایک حصہ اپنے حفظ دین بھی صرف  
 کیجئے کہ یہ سب سے اہم یعنی بگوش ہوش یہ چند کلمے سن لیجئے اور انہیں میزان  
 عقل و انصاف میں تول کر حق و ناحق کی تمیز کیجئے فضل الہی عز و جل سے امید  
 واثق ہے کہ دم کے دم میں صبح حق تجلی فرمائے گی اور شب ضلالت کی ظلمت  
 دھواں ہو کر اڑ جائے گی۔

مخالفین اگر برسر انصاف آئیں فہو المراد ورنہ آپ تو بعنایت الہی راہ حق پر

ثابت قدم ہو جائیں گے وباللہ التوفیق میں پیش از جواب چند مقدمات نافعہ ذکر کرتا ہوں جن سے بعونہ تعالیٰ حق واضح ہو اور صواب لارح:

واللہ المعین وبہ یعنی اللہ ہی مددگار ہے اور ہم اسی سے

نستعین . مدد کے طلب گار ہیں۔ (فاروقی)

مقدمہ اولیٰ :- مسلمانو! میں پہلے تمہیں ایک سہل پہچان گمراہوں کی بتاتا ہوں جو خود قرآن مجید و حدیث حمید میں ارشاد ہوئی۔

اللہ عزوجل نے قرآن عظیم اتارا:

”يَبَيِّنَا لِكُلِّ شَيْءٍ (یعنی) جس میں ہر چیز کا روشن بیان“

تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں نہ ہو مگر ساتھ ہی فرمادیا:

”وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَلِيمُونَ (یعنی) اس کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو“

اس لئے فرماتا ہے:

”فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (یعنی) علم

والوں سے پوچھو اگر تم نہ جانتے ہو“

اور پھر یہی نہیں کہ علم والے آپ سے آپ کتاب اللہ کے سمجھ لینے پر قادر ہوں،

نہیں بلکہ اس کے متصل ہی فرمادیا:

”وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (یعنی)

اے نبی ہم نے یہ قرآن تیری طرف بس لئے اتارا کہ تو

لوگوں سے (اس کی) شرح بیان فرمادے اس چیز کی جو ان  
کی طرف اتاری گئی“

اللہ اللہ قرآن عظیم کے لطائف و نکات منتہی نہ ہوں گے، ان دو آیتوں کے اتصال  
سے رب العالمین نے ترتیب وار سلسلہ فہم کلام الہی کا منتظم فرمادیا کہ: اے جاہلو تم کلام  
علماء کی طرف رجوع کرو اور اے عالمو تم ہمارے رسول کا کلام دیکھو تو ہمارا کلام سمجھ میں  
آئے غرض ہم پر تقلید ائمہ واجب فرمائی اور ائمہ پر تقلید رسول اور رسول پر تقلید قرآن:

وللہ الحجة البالغة اللہ ہی کے لئے حجت بالغہ ہے اور اللہ

والحمد لله رب العلمین . . . ہی کے لئے حمد ہے جو رب العالمین ہے

امام عارف باللہ عبدالوہاب شمرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب ”میزان  
الشريعة الكبرى“ میں اس معنی کو جا بجا تفصیل تام بیان فرمایا ازاں جملہ فرماتے ہیں:

”لو ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فصل

بشريعة ما اجمل في قرآن بقى على عهدنا له كما ان

الائمة المجتهدين لو لم يفصلوا ما اجزل في السنة

لبقيت على اجمالها وهكذا الى عصرنا هذا پس اگر

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی شریعت سے مجملات

قرآن کی تفصیل نہ فرماتے تو قرآن یونہی مجمل رہتا اور

اگر ائمہ مجتہدین مجملات حدیث کی تفصیل نہ کرتے تو حدیث

یونہی مجمل رہتی اور اسی طرح ہمارے زمانے تک کہ اگر کلام  
ائمہ کی علمائے مابعد شرح نہ فرماتے تو ہم اسے سمجھنے کی لیاقت  
نہ رکھتے“

تو یہ سلسلہ ہدایت رب العزت کا قائم فرمایا ہوا ہے جو اسے توڑنا چاہے وہ  
ہدایت نہیں چاہتا بلکہ صریح ضلالت کی راہ چل رہا ہے اسی لئے قرآن عظیم کی  
نسبت ارشاد فرمایا:

”يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا اللَّهُ تَعَالَى اِسِي قَرَأَن سَ  
بہتیروں کو گمراہ کرتا اور بہتیروں کو سیدھی راہ عطا فرماتا ہے“

جو سلسلے سے چلتے ہیں بفضلہ تعالیٰ ہدایت پاتے ہیں اور جو سلسلہ توڑ کر اپنی ناقص  
اوندھی سمجھ کے بھروسے قرآن عظیم سے بذات خود مطلب نکالنا چاہتے ہیں چاہے ضلالت  
میں گرے۔ نے ہیں اسی لئے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سبأتی ناس یجادلونکم بشبہات القرآن فخذوہم  
بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ  
(یعنی) قریب ہے کہ کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو تم سے  
قرآن عظیم کے مشتبہ کلمات سے جھگڑیں گے تم انہیں  
حدیثوں سے پکڑو کہ حدیث والے قرآن کو خوب جانتے  
ہیں رواہ الدارمی ونصر المقدسی فی الحجۃ

واللالکائی فی السنة وبن عبدالبرفی العلم و ابن ابی  
 زمنین فی اصل السنة ولداری و الدارقطنی و  
 الاصبہانی فی الحجۃ ابن النجار (یعنی دارمی نے اور  
 نصر مقدسی نے ”حجۃ“ میں اور لاکائی نے ”سنۃ“ میں اور ابن  
 عبدالبر نے ”العلم“ میں اور ابن ابوزمین نے ”اصول السنۃ“  
 میں اور دارقطنی اور اصبہانی نے ”حجۃ“ میں اور ابن نجار نے  
 اس حدیث پاک کو روایت کی۔ (فاروقی)

اسی لئے امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”الحدیث مضلۃ الا للفقہاء (یعنی) حدیث گمراہ کر دینے

والی ہے مگر ائمہ مجتہدین کو“

توجہ وہی ہے کہ قرآن مجمل ہے جس کی توضیح حدیث نے فرمائی اور حدیث  
 مجمل ہے جس کی تشریح ائمہ مجتہدین نے کر دکھائی تو جو ائمہ کا دامن چھوڑ کر قرآن و  
 حدیث سے اخذ کرنا چاہے بہکے گا اور جو حدیث چھوڑ کر قرآن مجید سے لینا چاہے وادی  
 ضلالت میں پیاسا مرے گا تو خوب کان کھول کر سن لو اور لوح دل پر نقش کر رکھو کہ جسے  
 کہتا سنو ہم اماموں کا قول نہیں جانتے ہمیں تو قرآن و حدیث چاہئے جان لو یہ گمراہ  
 ہے اور جسے کہتا سنو کہ ہم حدیث نہیں جانتے ہمیں تو قرآن درکار ہے سمجھ لو کہ یہ بددین



دین خدا کا بد خواہ ہے، پہلا فرقہ قرآن عظیم کی پہلی آیت ”فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ“ (یعنی اے لوگو! علم والوں سے پوچھو) کا مخالف مستکبر اور دوسرا طاغفہ قرآن عظیم کی دوسری آیت ”لَتَبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نَزَّلَ إِلَيْهِمْ“ (یعنی لوگوں کو اس کی شرح بیان فرمادیں جو ان کی طرف اترا) کا منکر ہے۔

رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے فرقہ مخزولہ کا رد اس حدیث میں فرمایا کہ  
ارشاد فرماتے ہیں:

”الاسألو اذا لم يعلموا فانما شفاء العی السؤال کیوں نہ

پوچھا جب نہ جانتے تھے کہ تھینے کی دوا تو پوچھنا ہے رواہ

ابوداؤد عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما“

(یعنی اس حدیث پاک کو امام ابوداؤد نے حضرت جابر

ابن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ فاروقی)

اور دوسرے طاغفہ ملعونہ کا رد اس حدیث میں فرمایا کہ ارشاد فرماتے ہیں:

”الانسی او تیت القرآن و مثله معه الا یوشک رجل

شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بہذا القرآن فما و

جدتم فیہ من حلال فاحلوہ و ما وجدتم فیہ من

حرام فحرموہ و ان ما حرم رسول اللہ (صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم) کما حرم اللہ (یعنی) سن لو مجھے

قرآن عطا ہوا اور قرآن کے ساتھ اس کا مثل خبردار نزدیک ہے کہ کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر پڑا کہے یہی قرآن لئے رہو اس میں حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جو حرام پاؤ اسے حرام مانو حالانکہ جو چیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرام کی وہ اسی کے مثل ہے جو اللہ نے حرام فرمائی رواہ

الائمة احمد والدارمی و ابو داؤد و الترمذی و ابن ماجہ عن المقدم بن معدیکرب و نحوه عندهم ما خلا الدارمی و عند البیهقی فی الدلائل عن ابی رافع و عند ابی داؤد عن العرباض بن ساریة رضی اللہ تعالیٰ عنہم“ (یعنی اس حدیث پاک کو امام احمد، امام دارمی، امام ابو داؤد، امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے حضرت مقدم ابن معدیکرب سے روایت کیا اور ایسے ہی ان کے نزدیک سوائے دارمی کے اور امام بیہقی کے نزدیک ”دلائل“ میں حضرت ابورافع سے اور ابو داؤد کے نزدیک عرباض ابن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔ اُ فاروقی)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کے مطابق اس زمانہ فساد میں

ایک تو پیٹ بھرے بے فکرے نیچری حضرات تھے جنہوں نے خدیشوں کو یکسر ردی کر دیا

اور بزور زبان صرف قرآن عظیم پر دار و مدار رکھا حالانکہ واللہ وہ قرآن کے دشمن اور قرآن ان کا دشمن وہ قرآن کو بدلنا چاہتے ہیں اور مراد الہی کے خلاف اپنی ہوائے نفس کے موافق اس کے معنی گڑھنا۔

اب دوسرے یہ حضرات نئے فیشن کے مسیحی اس انوکھی آن والے پیدا ہوئے کہ ہم کو صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہئے جس کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے تو بات کیا ہے کہ یہ دونوں گمراہ طائفے دل میں خوب جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں ان کا ٹھکانا نہیں ہے۔ در کی روشن حدیثیں ان کے مرد و خیالات کے صاف پرزے پارچے بکھیر رہی ہیں اسی لئے اپنی بگڑی بنانے کو پہلے ہی دروازے بند کرتے ہیں کہ ہمیں صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہیے جس میں عوام بیچاروں کے سامنے اپنے سے لگتے لگانے کی گنجائش ہو۔

مسلمانو! تم ان گمراہوں کی ایک نہ سناؤ اور جب تمہیں قرآن میں شبہ ڈالیں تم حدیث کی پناہ لو اگر اس میں این و آں نکالیں تم ائمہ کا دامن پکڑو اس تیسرے درجے پر آ کر حق و باطل صاف کھل جائے گا اور ان گمراہوں کا اڑا بیا ہوا سارا غبار حق کے برستے ہوئے بادلوں سے دھل جائے گا، اس وقت یہ ضال مضل طائفے بھاگتے نظر آئیں گے:

”كَانَهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ  
یعنی گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے۔

ہوں کہ شیر سے بھاگے ہوں (کنز)

مِنْ قَسْوَرَةٍ“

اول تو حدیثوں ہی کے آگے انھیں کچھ نہ بنے گی صاف منکر ہو بیٹھیں گے اور وہاں کچھ چوں و چرا کی تو ارشادات ائمہ معانی حدیث کو ایسا روشن کر دیں گے کہ پھر انھیں یہی کہتے بن آئے گی کہ ہم حدیث کو نہیں جانتے یا اماموں کو نہیں مانتے اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ ان کا امام ابلیس لعین ہے جو انھیں لئے پھرتا ہے اور قرآن و حدیث و ائمہ کے ارشادات پر نہیں جمنے دیتا و لا حول و لا قوة الا باللہ العلی العظیم .

یہ نفیس و جلیل فائدہ ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھو ہر جگہ کام آئے گا اور باذن اللہ تعالیٰ ہزار گمراہیوں سے بچائے گا۔

### JANNATI KAUN?

یعنی کیوں نہیں کہ وہ سیدنا والد العلام	کیف لا وانہ من زواہر
مقدم المحققین الاعلام مدظلہ العالی الی	جواہر افادات سیدنا
یوم القیام کے افادات کے جواہر کی	الوالد العلام مقدم
کلیوں میں سے ہے جو ان کی کتاب	المحققین الاعلام مدظلہ
مستطاب "البنارقة الشارقة"	العالی الی یوم القیام فی
علی مارقة المشارقة" میں ہے اور	کتابہ المستطاب البارقة
اللہ ہی کے لئے حمد ہے جو سارے	الشارقة علی مارقة المشارقة
جہان کا رب ہے۔ (فاروقی)	والحمد لله رب العلمین.

مقدمہ ثانیہ:- مانی ہوئی باتیں چار قسم کی ہوتی ہیں۔

اوّل:- ضروریات دین جن کا منکر کافران کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث

متواتر یا اجماع قطعیات الدلالات واضحہ الافادات سے ہوتا ہے جن میں نہ شبہ کو

گنجائش نہ تاویل کو راہ۔

دوم:- ضروریات مذہب اہل سنت و جماعت جن کا منکر گمراہ بد مذہب ان

کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے اگرچہ باحتمال تاویل باب تکفیر مسدود ہو۔

سوم:- ثابتات محکمہ جن کا منکر بعد وضوح امر خاطر و آثم قرار پاتا ہے ان

کے ثبوت کو دلیل ظنی کافی جبکہ اس کا مفاد اکبر رائے ہو کہ جانب خلاف کو مطروح و مضحک

کردے یہاں حدیث آحاد صحیح یا حسن کافی اور قول سواد اعظم و جمہور علماء سند وانی فسان

ید اللہ علی جماعۃ (یعنی بے شک اس جماعت پر اللہ کا دست قدرت ہے)۔

چہارم:- ظنیات محتملہ جن کے منکر کو صرف مخطی کہا جائے ان کے لئے

ایسی دلیل ظنی بھی کافی جس نے جانب خلاف کے لئے گنجائش بھی رکھی ہو۔

ہر بات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے جو فرق مراتب نہ کرے اور ایک

مرتبے کی بات کو اس سے اعلیٰ درجے کی دلیل مانگے جاہل بیوقوف ہے یا مکار فیلسوف ع

ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد

گرفرق مراتب کنی زندیقی

اور بالخصوص قرآن عظیم بلکہ حدیث ہی میں تصریح صریح ہونے کی تو اصلاً ضرورت نہیں حتیٰ کہ مرتبہ اعلیٰ یعنی ضروریات دین میں بھی بہت باتیں ضروریات دین سے ہیں جن کا منکر یقیناً کافر مگر بالخصوص ان کا ذکر آیات و احادیث میں نہیں۔

مثلاً باری عزوجل کا جہل محال ہونا قرآن و حدیث میں اللہ عزوجل کے علم و احاطہ علم کا لاکھ جگہ ذکر ہے مگر امکان و امتناع کی بحث کہیں نہیں پھر کیا جو شخص کہے کہ:

”واقع میں تو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے عالم الغیب والشہادۃ ہے کوئی ذرہ اس کے علم سے چھپا نہیں مگر ممکن ہے کہ جاہل ہو جائے“

تو کیا وہ کافر نہ ہوگا؟ کہ اس امکان کا سلب صریح قرآن میں مذکور نہیں حاشا للہ ضرور کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے خود کافر تو جب ضروریات دین ہی کے ہر جزئیہ کی تصریح صریح قرآن و حدیث میں نہیں تو ان سے اتر کر اور کسی درجے کی بات پر یہ مڑ چڑاپن کہ ہمیں تو قرآن ہی دکھاؤ ورنہ ہم نہ مانیں گے نری جہالت ہے یا صریح ضلالت؟

اس کی نظیریوں سمجھنا چاہئے کہ: کوئی کہے فلاں بیگ کا باپ قوم کا مرزا تھا زید کہے کہ اس کا ثبوت کیا ہے؟ ہمیں قرآن میں لکھا دکھاؤ کہ مرزا تھا ورنہ ہم نہ مانیں گے کہ قرآن کے تو اتر کے برابر کوئی تو اتر نہیں ہے ایسے سفیہ کو مجنون سے بہتر اور کیا لقب دیا جاسکتا ہے؟

شرع میں نسب شہرت و تسماع سے ثابت ہو جاتا ہے بالخصوص قرآن مجید ہی میں تصریح کیا ضرور؟ یا کہا جائے کہ حضرت سیدنا یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتقال فرمایا زید کہے میں نہیں مانتا ہمیں خاص قرآن میں دکھا دو کہ ان کی رحلت ہو چکی ”سَلَّمَ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ“ فرمایا ہے مات یحییٰ کہیں نہیں آیا تو اس احمق سے یہی کہا جائے گا کہ قرآن مجید میں بالصریح کتنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت و حیات کا ذکر فرمایا جو خاص یحییٰ و عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے انتقال و زندگی کا ذکر ہوتا بلکہ قرآن نے تو انبیاء ہی کتنی کے گنائے اور باقی کو فرما دیا:

”وَمِنْهُمْ مَن لَّمْ نَقْضُصْعَلَيْكَ بِهِمْ انبیاء وہ ہیں جن کا ذکر

ہی ہم نے تمہارے سامنے نہ کیا“

تو عاقل کے نزدیک جس طرح ہزاروں انبیاء کا اصلاً تذکرہ نہ ہونے سے ان کی نبوت معاذ اللہ باطل نہیں ٹھہر سکتی یونہی موت یحییٰ یا حیات عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ فرمانے سے ان کی موت اور ان کی حیات بے ثبوت نہیں ہو سکتی عقل و انصاف ہو تو بات تو اتنے ہی فقرے میں تمام ہو گئی اور جنون و تعصب کا علاج میرے پاس نہیں۔

مقدمہ ثالثہ :- جو شخص کسی بات کا مدعی ہو اس کا بار ثبوت اسی کے ذمے

ہوتا ہے آپ اپنے دعوے کا ثبوت نہ دے اور دوسروں سے الٹا ثبوت مانگتا پھرے وہ

پاگل و مجنون کہلاتا ہے یا مکار پر فنون و ہذا ظاہر جداً۔

مقدمہ رابعہ :- جو جس بات کا بدعی ہو اس سے اس دعوے کے متعلق

بحث کی جائے گی خارج از بحث بات کہ ثابت ہو تو اسے مفید نہیں نہ ثابت ہو تو اس کے  
 خصم کو مضر نہیں ایسی بات میں اس کا بحث چھیڑنا وہی جان بچانا اور مکر کی چال کھیلنا  
 اور عوام ناواقفوں کے آگے اپنے فریب کا ٹھیلنا ہوتا ہے۔

مثلاً زید بدعی ہو کہ میں قطب وقت ہوں اپنی قطبیت کا تو کچھ ثبوت نہ دے اور

بحث چھیڑ دے کہ اس زمانے کے جو قطب تھے ان کا انتقال ہو گیا اس عیار سے یہی کہا  
 جائے گا کہ اگر ان کا انتقال ثابت بھی ہو جائے تو تیرے دعوے کا کیا ثبوت اور تجھے کیا  
 نافع تیرے خصم کو کیا مضر ہوا کیا ان کے انتقال سے یہ ضرور ہے کہ تو ہی قطب ہو جائے  
 تو اپنے دعوے کا ثبوت دے ورنہ گریبان ذلت میں ڈال کر الگ بیٹھ۔

مقدمہ خامسہ :- کسی نبی کا انتقال دوبارہ دنیا میں اس کی تشریف آوری

کو محال نہیں کر سکتا۔

اللہ عزوجل قرآن عظیم میں فرماتا ہے:

”أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا  
 قَالَ أَنِّي يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَآمَنَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ  
 ثُمَّ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ لَبِثْتُمْ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ  
 قَالَ بَلْ لَبِثْتُمْ مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ  
 يَتَسَنَّهْ وَانظُرْ إِلَىٰ جِمْارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ



وَأَنْظُرَ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا الْحَمَاءِ  
 فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ لَقَاءَ أَقْبَالَ أَعْلَمَ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝  
 یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر اور وہ گری ہوئی تھی اپنی  
 چھتوں پر بولا کہاں جلائے گا سے اللہ بعد اس آئی موت کے  
 سوا سے موت دی اللہ نے سو برس پھر اسے زندہ کیا اور فرمایا تو  
 یہاں کتنا ٹھہرا بولا میں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ فرمایا بلکہ تو  
 یہاں ٹھہرا سو برس اب دیکھ اپنے کھانے اور پینے کو (جو دو روز  
 میں بگڑ جانے کی چیز تھے وہ اب تک) نہ بگڑے) اور دیکھ  
 اپنے گدھے کو (جس کی ہڈیاں تک گل گئیں) اور تا کہ ہم  
 تجھے نشانی بنائیں لوگوں کے لئے (کہ اللہ تعالیٰ یوں مردوں  
 کو جلاتا ہے) اور دیکھ ان ہڈیوں کو کہ ہم کیونکر انھیں اٹھاتے  
 پھر گوشت پہناتے ہیں جب یہ سب اس کے لئے ظاہر ہو گیا  
 (اور اس کی آنکھوں کے سامنے ہم نے اس کے گدھے کی گلی  
 ہوئی ہڈیوں کو درست فرما کر گوشت پہنا کر زندہ کر دیا)  
 بولا میں جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے“

اس کے بعد رب جل وعلا نے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ ذکر فرمایا ہے  
 کہ انھوں نے اپنے رب سے عرض کی مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا! حکم

ہوا چار پرندے اپنے اوپر بلا لے پھر انھیں ذبح کر کے متفرق پہاڑوں پر ان کے اجزا رکھ دے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا ہی کیا ان کے پر اور خون اور گوشت قیمہ قیمہ کر کے سب خلط ملط کئے اور اس مجموعہ مخلوط کے حصے کر کے متفرق پہاڑوں پر رکھے، حکم ہوا انھیں بلا تیرے پاس دوڑے چلے آئیں گے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیچ میں کھڑے ہو کر آواز دی، ملاحظہ فرمایا کہ ہر جانور کے گوشت پوست پروں کا ریزہ ریزہ ہر پہاڑ سے اڑ کر ہوا میں باہم ملتا اور پورا پرند بن کر زندہ ہو کر ان کے پاس دوڑتا آ رہا ہے۔

تو جب پرند چرند مر کر دنیا میں پھر پلٹے اور عزیر یا ارمیا علیہما الصلوٰۃ والسلام سو برس موت کے بعد دنیا میں پھر تشریف لا کر ہادی خلق ہوئے تو اگر سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بالفرض انتقال بھی فرمایا ہو تو یہ ان کے دوبارہ تشریف لانے اور ہدایت فرمانے کا کیا مانع ہو سکتا ہے۔

یہاں مسلمانوں سے کلام ہے جو اپنے رب کو قادر مطلق مانتے اور اس کے کلام کو حق یقینی جانتے ہیں نیچری ملحدوں کا ذکر نہیں جن کا معبود ان کے زعم میں نیچر کی زنجیروں میں جکڑا ہے کہ ان کے ساختہ نیچر کے خلاف دم نہیں مار سکتا جو بات ان کی ناقص عقل، معمولی قیاس سے باہر ہے کیا مجال کہ ان کا خدا کر سکے ان کے نزدیک قرآن مجید کے ایسے ارشادات معاذ اللہ بناوٹ کی کہانیاں ہیں کہ گڑھ گڑھ کر من سمجھوتے کو بنائی گئی ہیں۔

اللہ کو برتری سے ان ظالموں کی باتوں  
 سے بڑی برتری ملی، اللہ انھیں مارے  
 کہاں اوندھے جاتے ہیں، بلکہ اللہ  
 نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کے  
 سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے  
 ہیں اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم  
 کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔

تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُقُولُ  
 الظَّالِمُونَ غُلُوًّا كَبِيرًا ۝  
 قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ۝  
 بَلْ لَعْنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ  
 فَقِيلَ مَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَسَيَعْلَمُ  
 الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ  
 يَنْقَلِبُونَ ۝

اب فقیر غفر لہ المولی القدر ان مقدمات خمس سے منکر شمس کے حواس خمسہ  
 درست کر کے بتوفیق اللہ تعالیٰ جانب جواب عطف عمان اور چند تنبیہوں میں حق واضح  
 کو ظاہر و بیان کرتا ہے۔

تنبیہ اول :- سیدنا عیسیٰ بن مریم رسول اللہ و کلمۃ اللہ و روح اللہ صلی اللہ  
 تعالیٰ علی نبینا الکریم و علیہ سائر الانبیاء و بارک و سلم کے بارے میں یہاں تین مسئلے ہیں۔  
 مسئلہ اولی :- یہ کہ نہ وہ قتل کئے گئے نہ سولی دیئے گئے بلکہ ان کے رب جل  
 و علا نے انھیں مکر یہود عنود سے صاف سلامت بچا کر آسمان پر اٹھالیا اور ان کی  
 صورت دوسرے پر ڈال دی کہ یہود ملاعنہ نے ان کے دہ کے میں اسے سولی دی یہ ہم  
 مسلمانوں کا عقیدہ قطعیہ یقینیہ ایمانیہ پہلی قسم کے مسائل یعنی ضروریات دین سے ہے  
 جس کا منکر یقیناً کافر اس کی دلیل قطعی رب العزۃ جل و علا کا ارشاد ہے:

وبكفرهم وقولهم علىٰ مريم بهتانا عظيما وقولهم  
 انا قتلنا المسيح عيسىٰ ابن مريم رسول الله وما قتلوه  
 وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه  
 لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن  
 وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله  
 عزيزا حكيما وان من اهل الكذب الا ليومنن به قبل  
 موته ويوم القيمة يكون عليهم شهيدا اور ہم نے  
 یہود پر لعنت کی بسبب ان کے کفر کرنے اور مریم پر بہتان  
 اٹھانے اور ان کے اس کہنے کے کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ  
 بن مریم خدا کے رسول کو اور انھوں نے نہ اسے قتل کیا نہ  
 اسے سولی دی بلکہ اس کی صورت کا دوسرا بنا دیا گیا ان کے  
 لئے اور بے شک وہ جو اس کے بارے میں مختلف ہوئے  
 (کہ کسی نے کہا کہ اس کا چہرہ تو عیسیٰ کا سا ہے مگر بدن عیسیٰ  
 کا سا نہیں کسی نے کہا نہیں بلکہ وہی ہیں) البتہ اس سے  
 شک میں ہیں انھیں خود بھی اس کے قتل کا یقین نہیں مگر گمان  
 کے پیچھے ہو لینا اور بالیقین انھوں نے اسے قتل نہ کیا بلکہ  
 اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا

ہے اور نہیں اہل کتاب سے کوئی مگر یہ ضرور ایمان لانے  
والا ہے عیسیٰ پر اس کے موت سے پہلے اور قیامت کے دن  
عیسیٰ ان پر گواہی دے گا“

اس مسئلے میں مخالف یہود و نصاریٰ ہیں اور مذہب نیچری کا قیاس چاہتا ہے کہ وہ  
مخالف ہوں یہود تو خلاف کیا ہی چاہیں اور یہ ساختہ نیچری کی سمجھ سے دور ہے کہ آدمی  
سلامت آسمان پر اٹھا لیا جائے اور اس کی صورت کا دوسرا بن جائے اس کے دھوکے  
میں سولی پائے مگر ختم الہی کا ثمرہ کہ نصاریٰ بھی اس عبد اللہ و رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کو معاذ اللہ و ابن اللہ مان کر پھر با بتاع یہود اسی کے قائل ہوئے کہ دشمنوں  
نے انھیں سولی دیدی، قتل کیا نہ ان کی خدائی چلی نہ بیٹھے ہونے نے کام دیا، طرفہ (یہ کہ  
ان کا) خدا (ایسا) جسے آدمی سولی دیں و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسئلہ ثانیہ :- اس جناب رفعت قباب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب قیامت  
آسمان سے اترنا دنیا میں دوبارہ تشریف فرما ہو کر اس عہد کے مطابق جو اللہ عزوجل نے  
تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے لیا دین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی  
مدد کرنا، یہ مسئلہ قسم ثانی یعنی ضروریات مذہب اہل سنت و جماعت سے ہے جس کا منکر  
گمراہ خاسر بد مذہب فاجر اس کی دلیل احادیث متواترہ و اجماع اہل حق ہے ہم یہاں  
بعض احادیث ذکر کرتے ہیں:

**حدیث اول:** صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”کیف انتم اذ انزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم  
(یعنی) کیسا حال ہوگا تمہارا جب تم میں ابن مریم نزول کریں  
گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا“

یعنی اس وقت کی تمہاری خوشی اور تمہارا فخر بیان سے باہر ہوگا کہ روح اللہ تم میں اتریں تم میں رہیں تمہارے معین و یار بنیں اور تمہارے امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں۔

JANNATI KAUN?

**حدیث دوم:** - نیز صحیحین و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں انھیں سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان نزل فیکم ابن مریم  
حکما عدلا فی کسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیة  
و ینبض المال حتی لا یقبلہ احد حتی یكون السجدة  
الواحدة خیرا من الدنیا و ما فیہا تمیقول ابو ہریرة فاقروا ان  
شنتم و ان من اهل الکتاب الالیؤمنن به قبل موته قسم اس  
کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک ضرور نزدیک

آتا ہے کہ ابن مریم تم میں حاکم عادل ہو کر اتریں پس صلیب کو توڑ دیں اور خنزیر کو قتل کریں اور جزیہ کو موقوف کر دیں گے (یعنی کافر سے سوا اسلام کے کچھ قبول نہ فرمائیں گے) اور مال کی کثرت ہوگی یہاں تک کہ کوئی لینے والا نہ ملے گا یہاں تک کہ ایک سجدہ تمام دنیا اور اس کی سب چیزوں سے بہتر ہوگا، یہ حدیث بیان کر کے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں تم چاہو تو اس کی تصدیق قرآن مجید میں دیکھ لو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”عیسیٰ کی موت سے پہلے سب اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے“

حدیث سوم: صحیح مسلم میں انھیں سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں:

”قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ رومی نصاریٰ اعماق یا دابق میں اتریں (کہ ملک شام کے موضع ہیں) ان کی طرف مدینہ طیبہ سے ایک لشکر جائے گا جو اس دن بہترین اہل زمین سے ہوں گے: جب دونوں لشکر مقابل ہوں گے رومی کہیں گے ہمیں ہمارے ہم قوموں سے لڑنے دو جو ہم میں قید ہو کر تمہاری طرف گئے (اور جو مسلمان ہو گئے) ہیں

مسلمان کہیں گے نہیں واللہ ہم اپنے بھائیوں کو تمہارے  
مقابلے میں تہانہ چھوڑیں گے پھر ان سے لڑائی ہوگی لشکر اسلام  
سے ایک تہائی بھاگ جائیں گے اللہ تعالیٰ کبھی انھیں توبہ  
نصیب نہ کرے گا اور ایک تہائی مارے جائیں گے وہ اللہ  
کے نزدیک بہترین شہداء ہوں گے اور ایک تہائی کو فتح ملے  
گی یہ کبھی فتنے میں نہ پڑیں گے پھر یہ مسلمان قسطنطنیہ کو (کہ  
اس سے پہلے نصاریٰ کے قبضے میں آچکا ہوگا) فتح کریں گے وہ  
غنیمتیں تقسیم ہی کرتے ہوں گے اپنی تلواریں درختان زیتون  
پر لٹکا دیں ہوں گی کہ ناگاہ شیطان پکار دے گا کہ تمہارے  
گھروں میں دجال آگیا مسلمان پلٹیں گے اور یہ خبر جھوٹی  
ہوگی جب شام میں آئیں گے دجال نکل آئے گا: فبینما ہم  
یعدون للقتال یسورن الصفوف اذ اقمیت الصلوۃ  
فینزل عیسیٰ بن مریم فامہم فاذا راہ عدو اللہ ذاب  
کما ینذوب الملح فی الماء فلو ترکہ لانذاب حتی  
ینسک ولکن یقتلہ اللہ بیدہ فیریبہم دمہ فی حربتہ اسی  
اثنا میں کہ مسلمان دجال سے قتال کی تیاریاں کرتے صفیں  
سنوارتے ہوں گے کہ نماز کی تکبیر ہوگی عیسیٰ بن مریم نزول



فرمائیں گے ان کی امامت کریں گے، وہ خدا کا دشمن جال  
جب انھیں دیکھے گا ایسا گلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گل جاتا  
ہے اگر عیسیٰ رسول اللہ سے نہ ماریں جب بھی گل گل کر  
ہلاک ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ سے اسے قتل کرے گا  
سیح مسلمانوں کو اس کا خون اپنے نیزے میں دکھائیں گے“

حدیث چہارم :- نیز صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و جامع ترمذی و سنن نسائی

و سنن ابن ماجہ میں حضرت حذیفہ بن اسد غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

JANNATI KAUN?

”انہالں تقوم حتیٰ تر و اقبلہا عشر آیات ف ذکر  
الدخان و الدابة و طلوع الشمس من مغربہا و نزول  
عیسیٰ بن مریم و یاجوج و ماجوج الحدیث بے  
شک قیامت نہ آئے گی جب تک تم اس سے پہلے دس  
نشانیوں نہ دیکھ لو ازاں جملہ ایک دھواں اور دجال اور دابۃ  
الارض اور آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا اور عیسیٰ بن  
مریم کا اترنا اور یاجوج ماجوج کا نکلنا“

حدیث پنجم :- مسند امام احمد و صحیح مسلم میں حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دجال کے ذکر میں فرمایا:

”ياتى بالشام مدينة بفسطين بباب لدفينزل عيسى  
 عليه الصلاة والسلام فيقتله ويمكث عيسى في  
 الارض اربعين سنة اماما عدلا و حكما مقسطا وه  
 ملك شام في شهر فلسطين دروازه شهر لد كو جائے گا عيسى عليه  
 الصلوة والسلام اتر كر اسے قتل كريں گے عيسى عليه الصلوة و  
 السلام زمين ميں چاليس برس رهين گے امام عادل و حاكم  
 منصف هو كر“

حدیث ششم :- نیز مسند صحیح مذکور ہے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”لاتزال طائفة من امتي يقاتلون علي الحق  
 ظاهرين الي يوم القيامة فينزل عيسى بن مريم  
 فيقول اميرهم تعال صل لنا فيقول لان بعضكم  
 علي بعض اميرتكم الله تعالي لهذه الامة هميشه  
 ميري امت كا ايك گروه حق پر قتال كرتا قيا مت تك غالب  
 رهے گا عيسى بن مريم عليها الصلاة والسلام اترين گے  
 امير المؤمنين ان سے کہے گا آئیے ہمیں نماز پڑھائیے وہ  
 فرمائیں گے نہ! تم ميں بعض بعض پر سردار هين بسبب اس

امت کی بزرگی کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے“

حدیث ہفتم :- نیز مسند احمد صحیح مسلم و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں مطولاً اور سنن ابی داؤد میں مختصراً حضرت نو اس بن سمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا کہ:

”وہ شام و عراق کے درمیان سے نکلے گا چالیس دن رہے گا پہلا ایک دن ایک سال کا ہوگا اور دوسرا ایک مہینے کا تیسرا ایک ہفتہ کا باقی دن جیسے ہوتے ہیں اس قدر جلد ایک شہر سے دوسرے شہر میں پہنچے گا جیسے بادل کو ہوا اڑائے لئے جاتی ہو جو اسے مانیں گے ان کے لئے بادل کو حکم دے گا برسنے لگے گا زمین کو حکم دے گا کھیتی جم اٹھے گی جو نہ مانیں گے ان کے پاس سے چلائے جائے گا ان پر قحط ہو جائے گا تہی دست رہ جائیں گے ویرانے پر کھڑا ہو کر کہے گا اپنے خزانے نکال خزانے نکل کر شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے ہو لیں گے پھر ایک جوان گٹھے ہوئے جسم کو بلا کر تلوار سے دو ٹکڑے کرے گا دونوں ٹکڑے ایک نشانہ تیر کے فاصلے سے رکھ کر مقتول کو آواز دے گا وہ زندہ ہو کر چلا آئے گا دجال لعین اس پر بہت خوش ہوگا پنے گا

فیینما هو كذلك اذ بعث الله المسيح عیسیٰ بن مریم  
 علیه الصلاة والسلام فینزل عند المنارة البيضاء  
 شرقی دمشق بین مهر و دتین و اضعا کفیه علی  
 اجنحة ملکین اذا طأ طأ رأسه قطرو اذا رفعه تحدر منه  
 جمان كاللؤلؤ فلا یحل لکافر یجد ریح نفسه  
 الامات و نفسه ینتهی حیث ینتهی طرفه فیطلبه  
 حتی یدر که بباب لدیفقتله دجال لعین اسی حال میں  
 ہوگا کہ اللہ عزوجل مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو  
 بھیجے گا وہ دمشق کی شرقی جانب منارة سپید کے پاس نزول  
 فرمائیں گے دو کپڑے ورس و زعفران سے رنگے ہوئے  
 پہنے دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے جب اپنا سر  
 جھکائیں گے بالوں سے پانی ٹپکے گا اور جب سر اٹھائیں  
 گے موتی سے جھڑنے لگیں گے کسی کافر کو حلال نہ ہوگا کہ  
 ان کے سانس کی خوشبو پائے اور مرنے جائے اور ان کا  
 سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نگاہ پہنچے گی وہ  
 دجال لعین کو تلاش کر کے بیت المقدس کے قریب جو شہر لد  
 ہے اس کے دروازے کے پاس اسے قتل فرمائیں گے

اس کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے زمانے میں یا جوج ماجوج کا نکلنا پھر اس کا ہلاک ہونا بیان فرمایا پھر ان کے زمانے میں برکت کی افراط یہاں تک کہ انار اتنے بڑے بڑے پیدا ہوں گے کہ ایک انار سے ایک جماعت کا پیٹ بھرے گا چھلکے کے سایہ میں ایک جماعت آجائے گی، ایک اونٹنی کا دودھ آدمیوں کے گروہ کو کافی ہوگا ایک گائے کا دودھ سے ایک قبیلے ایک بکری کے دودھ سے ایک قبیلے کی شاخ کا پیٹ بھر جائے گا۔

**حدیث ہشتم :-** نیز مسند احمد صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”يُخْرِجُ الدَّجَالَ فِي أُمَّتِي فِيمَكْتِ اَرْبَعِينَ فَيَبْعَثُ

الله عيسى بن مريم فيطلبه فيهلك الحديث دجال

میری امت میں نکلے گا ایک چلہ ٹھہرے گا پھر اللہ عزوجل

عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا وہ اسے ڈھونڈھ کر قتل کریں گے“

**حدیث نہم :-** سنن ابی داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”ليس بيني وبينه نبي يعني عيسى عليه السلام وانه

نازل فاذا رايتموه فاعرفوه رجل موبوع الى

الحمرة والبياض بين مصرتين كان رأسه يقطرو

ان لم یصبہ بلل فیقاتل الناس علی الاسلام فیدق  
 الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویهلك الله  
 فی زمانه الملل کلها الا الاسلام ویهلك المسیح و  
 یهلك المسیح الدجال فیمکت فی الارض  
 اربعین سنة ثم یتوفی فیصلی علیہ المسلمون  
 میرے اور عیسیٰ کے بیچ کوئی نبی نہیں اور بے شک وہ  
 اترنے والے ہیں جب تم انھیں دیکھنا پہچان لینا وہ میانہ  
 قد ہیں رنگ سرخ و سپید دو کپڑے ہلکے زرد رنگ کے  
 پہنے ہوئے گویا ان کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہے  
 اگرچہ انھیں تری نہ پہنچی ہو وہ اسلام پر کافروں سے جہاد  
 فرمائیں گے صلیب توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے جزیہ  
 اٹھادیں گے ان کے زمانے میں اللہ عزوجل اسلام کے  
 سوا سب مذہبوں کو فنا کر دے گا وہ مسیح دجال کو ہلاک  
 کریں گے دنیا میں چالیس برس رہ کر وفات پائیں گے  
 مسلمان ان کے جنازے کی نماز پڑھیں گے“

حدیث دہم:- جامع ترمذی میں حضرت مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ سے ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”یقْتل ابن مریم الدجال بیاب لد عیسیٰ بن مریم علیہ

الصلوٰۃ والسلام دجال کو دروازہ شہر لڈ پر قتل فرمائیں گے“

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے اور اس باب میں حدیثیں وارد ہیں

حضرت عمران بن حصین و نافع بن عتبہ و ابو برزہ و حذیفہ بن اسید و ابو ہریرہ و کیسان و

عثمان بن ابی العاص و جابر و ابوامامہ و ابن مسعود و عبداللہ بن عمر و سمرہ بن جندب و نواس

بن سمعان و عمرو بن عوف و حذیفہ بن الیمان سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حدیث یازوہم :- سنن ابن ماجہ و صحیح ابن خزیمہ و مستدرک حاکم و صحیح مختارہ

میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل جلیل ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بالتفصیل عجائب احوال اعمور دجال اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ بیان

فرمائے پھر فرمایا:

اہل عرب اس زمانے میں سب کے سب بیت المقدس

میں ہوں گے اور ان کا امام ایک مرد صالح ہوگا (یعنی

حضرت امام مہدی) فیینما امامہم قد تقدم یصلی

بہم النصبح اذ نزل علیہم عیسیٰ بن مریم الصبح

اس اثنا میں کہ ان کا امام نماز صبح پڑھانے کو بڑھے گا ناگاہ

عیسیٰ بن مریم علیہا الصلاۃ والسلام وقت صبح نزول

فرمائیں گے مسلمانوں کا امام اٹنے قدموں پھرے گا

کہ عیسیٰ (علیہ الصلاہ والسلام) امامت کریں عیسیٰ اپنا ہاتھ اس کی پشت پر رکھ کر کہیں گے آگے بڑھو نماز کہ تکبیر تمہارے ہی لئے ہوئی تھی ان کا امام ماز پڑھائے گا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پھیر کر دروازہ کھلوائیں گے اس طرف دجال ہوگا جس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہتھیار بند ہوں گے جب دجال کی نظر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑے گی پانی میں نمک کی طرح گلنے لگے گا بھاگے گا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے میرے پاس تجھ پر ایک وار ہے جس سے تونج کر نہیں جاسکتا پھر شہر لد کے شرقی دروازے پر اسے قتل فرمائیں گے“

اس کے بعد یہود کے قتل وغیرہ کے احوال ارشاد ہوئے۔

**حدیث دوازدهم:** - نیز سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے شب اسرار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ملے باہم قیامت کا چرچہ ہوا انبیاء نے پہلے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کا حال پوچھا انھیں خبر نہ تھی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا انھیں بھی معلوم نہ تھا انھوں نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر رکھا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:



”قیامت جس وقت آکر گرے گی اسے تو اللہ کے سوا  
کوئی نہیں جانتا ہاں اس کے گرنے سے پہلے کے باب  
میں مجھے رب العزۃ نے ایک اطلاع دی ہے پھر خروج  
دجال ذکر کر کے فرمایا: فانزل فاقنله میں اتر کر اسے قتل  
کروں گا پھر ماجوج ماجوج نکلیں گے میری دعا سے ہلاک  
ہوں گے فعهدالی متی کان ذلك كانت الساعة من  
الناس كالحامل التي لا يدري اهلها متی تفجؤهم  
بولادة یعنی مجھے رب العزۃ نے اطلاع دی ہے کہ جب یہ  
سب ہو لے گا تو اس وقت قیامت کا حال لوگوں پر ایسا ہوگا  
جیسے کوئی عورت پورے دنوں پیٹ سے ہو گھر والے نہیں  
جانتے کہ کس وقت اس کے بچہ ہو پڑے“

حدیث سینر دہاتم:- امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور رویانی مسند اور ضیا  
صحیح مختارہ میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زاوی رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر دجال بیان کر کے فرمایا:

”ثم یجئ عیسیٰ بن مریم من بل المغرب  
مصدقاً بمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی  
ملته فیقتل الدجال ثم انما هو قیام الساعة اس کے

بعد عیسیٰ بن مریم علیہا الصلاۃ والسلام جانب مغرب سے  
آئیں گے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے  
ہوئے اور انھیں کی ملت پر، پس دجال کو قتل کریں گے  
پھر آگے قیامت ہی قائم ہونا ہے“

**حدیث چہار و ہام:**۔ مجتم کبیر میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ  
عندہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد ذکر دجال فرمایا:

”یلبث فیکم ماشاء اللہ ثم ینزل عیسیٰ بن مریم  
مصداقاً ب محمد علیٰ منته اماماً مہدیاً و حکماً  
عدلاً فیقتل الدجال و تم میں رہے گا جب تک اللہ  
چاہے پھر عیسیٰ بن مریم علیہا الصلاۃ والسلام اتریں گے  
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے حضور کی ملت  
پر امام راہ پائے ہوئے اور حاکم عدل کرنے والے وہ  
دجال کو قتل کریں گے“

**حدیث پانز و ہام:**۔ سند احمد صحیح ابن خزیمہ و مسند ابی یعلیٰ و مستدرک  
حاکم و مختارہ مقدسی میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث طویل ذکر دجال میں فرمایا:

”مسلمان ملک شام میں ایک پہاڑ کی طرف بھاگ جائیں گے وہ وہاں جا کر ان کا حصار کرے گا اور سخت مشقت و بلا میں ڈالے گا تم ینزل عیسیٰ فینادی السبحر فیقول یا ایہا الناس ما یمنعکم ان تخرجوا الی الکذاب الخبیث فیقولون ہذا رجل حتی فینطقون فاذا ہم بعیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے بعد عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اتریں گے پچھلی رات مسلمانوں کو پکاریں گے لوگو اس کذاب خبیث کے مقابلے کو کیوں نہیں نکلتے مسلمان کہیں گے یہ کوئی مرد زندہ ہے (یعنی گمان میں یہ ہوگا کہ جتنے مسلمان یہاں محصور ہیں ان کے سوا کوئی نہ بچا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سن کر کہیں گے یہ مرد زندہ ہے) جواب دیں گے دیکھیں تو وہ عیسیٰ ہیں علیہ الصلوٰۃ والسلام“

اس کے بعد نماز صبح میں امام مسلمین کی امامت پھر دجال لعین کے قتل کا

ذکر فرمایا۔

حدیث شانزدهم:- نعیم بن حماد ”کتاب الفتن“ میں حضرت حذیفہ بن

الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

”قلت يا رسول الله الدجال قبل او عيسى بن مريم

قال الدجال ثم عيسى بن مريم الحديث میں عرض

کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بالبع دجال نکلے

گایا عیسیٰ بن مریم فرمایا دجال پھر عیسیٰ بن مریم“

حدیث ہفتم :- طبرانی کبیر میں اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”ینزل عیسیٰ بن مريم عند المنارة البيضاء شرقی

دمشق عیسیٰ بن مریم دمشق کی شرقی جانب منارة سپید کے

پاس نزول فرمائیں گے“

حدیث ہمیشہ و ہم :- مستدرک حاکم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”لیهبطن عیسیٰ بن مريم حکما و اماما مقسطا و

لیسلکن فجا فجا حاجا او معتمرا و لیأتین قبری

حتی یسلم علی و لاردن علیہ خدا کی قسم ضرور عیسیٰ

ابن مریم حاکم و امام عادل ہو کر اتریں گے اور ضرور شارع

عام کے رستے رستے حج یا عمرے کو جائیں گے اور ضرور

میرے سلام کے لئے میرے مزار اقدس پر حاضر آئیں

گے اور ضرور میں ان کے سلام کا جواب دوں گا صلی اللہ

تعالیٰ علیک وعلیہ وعلیٰ جمیع اخوانکما من

الانبياء والمرسلین و آک و الہم وبارک وسلم“

حدیث نوز و ہام: صحیح ابن خزیمہ و مستدرک حاکم میں حضرت انس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سیدرک رجلان من امتی عیسیٰ بن مریم

ویشہدان قتال الدجال عنقریب میری امت سے دو

مرد عیسیٰ بن مریم کا زمانہ پائیں گے اور دجال سے قتال

میں حاضر ہوں گے“

اقول ظاہر امت سے مراد امت موجودہ زمانہ رسالت ہے علیہ افضل

الصلوة والتحیة ورنہ امت حضور سے تو لاکھوں مرد زمانہ کلمۃ اللہ علیہ صلوات اللہ پائیں

گے اور قتال لعین دجال میں حاضر ہوں گے اس تقدیر پر دونوں مرد سیدنا الیاس و سیدنا

خضر علیہما الصلاۃ والسلام ہیں کہ اب تک زندہ ہیں اور اس وقت تک زندہ رہیں گے۔

جیسا کہ وار ہے ہمارے سردار والد

محقق دام ظلہ کے افادہ کی اس گفتگو

میں جو ”تیسیر شرح جامع صغیر“

کے ہامش پر موجود ہے۔ (فاروقی)

کماورد فی حدیث افادہ

سیدنا الوالد المحقق دام

ظلہ علی ہامش التیسیر

شرح الجامع الصغیر

حدیث بستم :- امام حکیم ترمذی نوادر الاصول اور حاکم مستدرک میں حضرت  
جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”لن یخزی اللہ تعالیٰ امة انا ولہا وعبہ ان بن مریم

آخرھا اللہ عزوجل ہرگز رسوا نہ فرمائے گا اس امت کو جس

کا اول میں ہوں اور آخر عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام“

حدیث بست ویکم :- ابوداؤد طیالسی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”لم یسلط علی دجال الاعیسیٰ بن مریم وجال

لعین کے قتل پر کسی کو قدرت نہ دی گئی سوا عیسیٰ بن مریم

علیہما الصلاۃ والسلام کے“

حدیث بست وروم :- مسند احمد و سنن نسائی و صحیح مختارہ میں حضرت  
ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”عصابتان من اتی احرزہما اللہ تعالیٰ من النار

عصابتہ تغزو النہد و عصابتہ تکون مع عیسیٰ بن مریم

میری امت کے دو گروہ وہوں کو اللہ عزوجل نے نار سے

محفوظ رکھا ہے ایک گروہ وہ جو کفار ہند پر جہاد کرے گا

دوسرا وہ جو عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام کے ساتھ ہوگا“

حدیث بست و سوم :- ابو نعیم حلیہ اور ابو سعید نقاش "فوائد العراقین" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زاوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"طوبی لعیش بعد المسیح یؤذن للسماء فی القطر ویؤذن للارض فی النبات حتی لو بذرت حبک علی الصفا لنبت و حتی یمر الرجل علی الاسد فلا یضره و یطأ علی الحبة فلا تضره و لا تشاحح و لا تحاسد و لا تباغض خوشی اور شادمانی ہے اس عیش کے لئے جو بعد نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوگا آسمان کو اذن ہوگا کہ بر سے اور زمین کو حکم ہوگا کہ اگے یہاں تک کہ اگر تو اپنا دانہ پتھر کی چٹان پر ڈال دے تو وہ بھی جم اٹھے گا اور یہاں تک کہ آدمی شیر پر گزرے گا اور وہ اسے نقصان نہ پہنچائے گا اور سانپ پر پاؤں رکھ دے گا اور وہ اسے مضرت نہ دے گا نہ آپس میں مال کا لالچ رہے گا نہ حسد نہ کینہ فی التیسیر شرح الجامع الصغیر طوبی لعیش بعد المسیح ای بعد نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام الی الارض فی اخر الزمان"

حدیث بست و چہارم :- مسند الفردوس میں انہیں سے ہے رسول اللہ

ﷺ فرماتے ہیں:

”ینزل عیسیٰ بن مریم علی ثمان مائة رجل  
واربع مائة امرأة اخیرا من علی الارس الحدیث  
عیسیٰ بن مریم ایسے آٹھ سو مردوں اور چار سو عورتوں پر  
آسمان سے نزول فرمائیں گے جو تمام روئے زمین پر  
سب سے بہتر ہوں گے“

حدیث بست و پنجم :- امام رازی و ابن عساکر بطریق عبدالرحمن بن ایوب

بن نافع بن کیسان عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

”ینزل عیسیٰ بن مریم عند باب دمشق عند المنارة  
البيضاء لست ساعات من النهار فی ثوبین ممشوئین  
کانما ینحد من راسه اللؤلؤ عیسیٰ بن مریم علیہا  
الصلاة والسلام دروازة دمشق کے نزدیک سپید منارے  
کے پاس چھ گھڑی دن چڑھے دو رنگین کپڑے پہنے اتریں  
گے گویا ان کے بالوں سے موتی جھڑتے ہیں“

حدیث بست و ششم :- صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

عنه سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:



”انسی لا رجوان طال بی عمرا ان القی عیسیٰ بن  
 مریم فان عجل بی موت فمن لقیہ منکم فلیقرأہ  
 منی السلام میں امید کرتا ہوں کہ اگر میری عمر دراز ہوئی  
 تو عیسیٰ بن مریم سے ملوں اور اگر میرا دنیا سے تشریف  
 لے جانا جلد ہو جائے تو تم میں جو انہیں پائے ان کو میرا  
 سلام پہنچائے“

حدیث بست و ہفتتم :- ابن الجوزی کتاب الوفا میں حضرت عبداللہ بن

عمر و بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :

ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوالح ویولد  
 له ویمکث خمساً واربعمین سنة ثم یموت فیدفن  
 معی فی قبری فاقوم انا و عیسیٰ بن مریم من  
 قبر واحد بین ابی بکر و عمر عیسیٰ بن مریم علیہا الصلاۃ  
 والسلام زمین پر اتریں گے یہاں شادی کریں گے ان  
 کے اولاد ہوگی پینتالیس برس رہیں گے اس کے بعد ان  
 کی وفات ہوگی میرے ساتھ میرے مقبرہ پاک میں دفن  
 ہوں گے روز قیامت، میں اور وہ ایک ہی مقبرے سے  
 اس طرح اٹھیں گے کہ ابو بکر و عمر ہم دونوں کے

داہنے بائیں ہوں گے رضی اللہ تعالیٰ عنہما“

**حدیث بست و ہشتم :-** بغوی شرح السنہ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث طویل ابن صیاد میں راوی (جس پر دجال ہونے کا شبہ کیا جاتا تھا):

”امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا

رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے اجازت دیجئے

کہ اسے قتل کر دوں فرمایا ان یکن ہو فلسبت صاحبہ

انما صاحبہ عیسیٰ بن مریم والایکن ہو فلیس

لك ان تقتل رجلا من اهل العهد اگر یہ دجال ہے تو

اس کے قاتل تم نہیں دجال کے قاتل تو عیسیٰ بن مریم

ہوں گے اور اگر یہ وہ نہیں تو تمہیں نہیں پہنچتا کہ کسی ذمی

کو قتل کرو“

**حدیث بست و نہم :-** ابن جریر حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ

عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

”اول الآیات الدجال و نزول عیسیٰ و یاجوج

و ماجوج یسیرون الی حزاب الدنیا حتی یأتوا

بیت المقدس و عیسیٰ و المسلمون بجبل طور

سینین فیوحی اللہ الی عیسیٰ ان احرز عبادی

بالطور و مايلي ايلة ثم ان عيسى يرفع يديه الى  
 السماء ويؤمن المسلمون فيبعت الله عليهم دابة  
 يقال لها النغف تدخل في مناخرهم فيصبحون  
 موتى هذا مختصر قیامت کی بڑی نشانیوں میں پہلی  
 نشانی دجال کا نکلنا اور عیسیٰ بن مریم کا اترنا اور یاجوج و  
 ماجوج کا پھیلنا (وہ گروہ کے گروہ ہیں ہر گروہ میں چار  
 لاکھ گروہ ان میں کا مرد نہیں مرتا جب تک خاص اپنے  
 نطفے سے ہزار شخص نہ دیکھ لے، بنی آدم سے) وہ دنیا  
 ویران کرنے چلیں گے (دجلہ و فرات و بحیرہ طبریہ کو پی  
 جائیں گے) یہاں تک کہ بیت المقدس تک پہنچیں گے  
 اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام و اہل اسلام اس دن کوہ طور  
 سینا میں ہوں گے اللہ عزوجل عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو  
 وحی بھیجے گا کہ میرے بندوں کو طور اور ایلہ کے قریب محفوظ  
 جگہ میں رکھ پھر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہاتھ اٹھا کر دعا  
 کریں گے اور مسلمان آمین کہیں گے اللہ عزوجل یاجوج  
 و ماجوج پر ایک کیرا بھیجے گا نغف نام وہ ان کے نتھنوں  
 میں گھس جائے گا صبح سب مرے پڑے ہوں گے“

حدیث سیم :- حاکم وابن عساکر تاریخ اور ابو نعیم کتاب ”اخبار المہدی“ میں  
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

”کیف تہلک امة انا فی اولہا و عیسیٰ بن مریم فی

آخرہا و المہدی من اہل بیتی فی وسطہا کیوں کر

ہلاک ہو وہ امت جس کی ابتدا میں ہوں اور اہل بیت میں عیسیٰ

بن مریم اور بیچ میں میرے اہل بیت سے مہدی“

حدیث سی و یکم :- نیز اسی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

”منا الذی یصلی عیسیٰ بن مریم خلفہ میرے

اہل بیت میں وہ شخص ہے جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم

نماز پڑھیں گے“

حدیث سی و دوم :- ابو نعیم ”حلیۃ الاولیاء“ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

”یا عم النبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان اللہ ابتداء

الاسلام بی و سینختمہ بغلام من ولدک و هو الذی

یتقدم عیسیٰ بن مریم اے نبی کے چچا بیشک اللہ تعالیٰ نے

اسلام کی ابتدا مجھ سے کی اور قریب ہے کہ اے ختم تیری اولاد

سے ایک لڑکے پر کرے گا وہی جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے، حضرت امام مہدی کی نسبت متعدد احادیث سے ثابت کہ وہ عمرت رسالت و بنی فاطمہ سے ہیں اور متعدد احادیث میں ان کا علاقہ نسب حضرت عباسؓ مہرم سید عالم ﷺ سے بھی بتایا گیا اور اس میں کچھ بعد نہیں وہ نسباً سید حسنی ہوں گے اور مادری رشتوں میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اتصال رکھیں گے جیسے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رافضیوں کے رد میں فرمایا کہ کیا کوئی شخص اپنے باپ کو بھی برا کہتا ہے ابو بکر صدیق دو بار میرے باپ ہوئے یعنی دو طرح سے میرا نسب مادری حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے“

**حدیث سی و سوم:-** اسحاق بن بشر و ابن عساکر حدیث طویل ذکر دجال

میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَعِنْدَ ذَلِكَ يَنْزِلُ اخِي عَيْسَى بْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ  
عَلَى مَجْبَلٍ أَفِيقٍ أَمَّا مَا هَا دِيَا وَحَكْمَا عَادِلَا عَلَيْهِ  
بِرْنَسٍ لَهُ مَرْبُوعُ الْخَلْقِ أَصْلَتِ سَبْطُ الشَّعْرِبِيدِ  
حَرْبَةً يَقْتُلُ الدَّجَالَ تَضَعُ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا وَكَانَ

المسلم فيلقى الرجل الاسد فلا يهيجه وياخذ  
 الحية فلا تضره و تنبت الارض كنباتها على عهد  
 آدم ويؤمن به اهل الارض ويكون الناس اهل ملة  
 واحدة یعنی جب دجال نکلے گا اور سب سے پہلے ستر ہزار  
 یہودی طیلسان پوش اس کے ساتھ ہو لیں گے اور لوگ  
 اس کے سبب بلائے عظیم میں ہونگے مسلمان سمٹ کر  
 بیت المقدس میں جمع ہونگے اس وقت میرے بھائی عیسیٰ  
 بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام آسمان سے کوہ ایتق پر اتریں  
 گے امام راہ نما و حاکم عادل ہو کر ایک اونچی ٹوپی پہنے میانہ  
 قد کشادہ پیشانی موئے سر سیدھے ہاتھ میں نیزہ جس  
 سے دجال کو قتل کریں گے اس وقت لڑائی اپنے ہتھیار رکھ  
 دے گی اور سب جہان میں امن و امان ہو جائے گا آدمی  
 شیر سے ملے تو وہ جوش میں نہ آئے گا اور سانپ کو پکڑے  
 تو وہ نقصان نہ پہنچائے گا کھیتیاں اس رنگ پر اگیں گی  
 جیسے زمانہ آدم علیہ الصلاۃ والسلام میں اگا کرتی تھیں تمام  
 اہل زمین ان پر ایمان لے آئیں گے اور سارے جہان  
 میں صرف ایک دین اسلام ہوگا

حدیث سی و چہارم :- ابن النجار انہیں سے راوی رسول اللہ ﷺ نے مجھ

سے فرمایا:

”و اذا سكن بنوك السواد ولبسوا السواد و كان  
شيعتهم اهل خراسان لم يزل هذا الامر فيهم  
حتى يدفعوه الي عيسى بن مريم جب تمہاری اولاد  
دیہات میں بے اور سیاہ لباس پہنے اور ان کے گروہ اہل  
خراسان ہوں جب سے خلافت ہمیشہ ان میں رہے گی  
یہاں تک کہ وہ اسے عیسیٰ بن مریم کو سپرد کریں گے“

حدیث سی و پنجم :- ابن عساکر ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

راوی میں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں حضور کے پہلو میں دفن کی

جاؤں فرمایا:

وانى لى بذلك الموضع مافيه الاموضع قبرى و قبر  
ابى بكر و عمر و عيسى بن مريم بھلا اس کی اجازت  
میں کیونکر دوں وہاں تو صرف میری قبر کی جگہ ہے اور ابو بکر  
و عمر و عیسیٰ بن مریم کی علیہم الصلوٰۃ والسلام“

حدیث سی و ششم :- ابو نعیم ”کتاب الفتن“ میں حضرت عبد اللہ بن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

”المحاصرون ببیت المقدس اذ داک مائة الف  
امرأة واثنان و عشرون النامقاتلون اذ غشبتهم  
ضبابة من غمام اذ تنكشف عنهم مع الصبح فاذا  
عیسیٰ بین ظهر انیہم اس وقت بیت المقدس میں  
ایک لاکھ عورتیں اور بائیس ہزار مرد جنگی محصور ہوں گے نا  
گاہ ایک ابر کی گھٹا ان پر چھائے گی صبح ہوتے کھلے گی تو  
دیکھیں گے کہ عیسیٰ ان میں تشریف فرما ہیں“

حدیث سی و ہشتم :- مسند ابی یعلیٰ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

”والذی نفسی بیدہ لینزلن عیسیٰ بن مریم ثم لنن  
قام علیٰ قبری فقال یا محمد لا جینہ قسم اس کی جس  
کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بیشک عیسیٰ بن مریم  
اتریں گے پھر اگر میری قبر پر کھڑے ہو کر مجھے پکاریں تو  
ضرور میں انہیں جواب دوں گا“

حدیث سی و ہشتم :- ابو نعیم ”حلیہ“ میں عروہ بن رویم سے مرسل راوی  
رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:



”خبر هذه الامة اولها و اخرها فيهم رسول الله  
ﷺ و اخرها فيهم عيسى بن مريم الحديث اس  
امت کے بہتر اول و آخر کے لوگ ہیں اول کے لوگوں  
میں رسول اللہ ﷺ و آخر کے لوگوں میں  
عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام تشریف فرما ہوں گے“

حدیث سی و نہم :- جامع ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے ہے:

”مکتوب فی التوراة صفة محمد صلی اللہ تعالیٰ  
JANNATI KAUN?  
علیہ وسلم و عیسیٰ یدفن معہ رب العزرة تبارک و  
تعالیٰ نے توریت مقدس میں حضور سید عالم ﷺ کی صفت  
میں ارشاد فرمایا ہے کہ عیسیٰ ان کے پاس دفن کئے جائیں  
گے علیہ الصلاۃ والسلام“ فی المرقاة ای و مکتوب  
فیہا ایضاً ان عیسیٰ یدفن معہ قال الطیبی هذا

هو المکتوب فی التوراة“

حدیث چہلم :- ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

”یہبط عیسیٰ بن مریم فیصلی الصلوات و یجمع

الجمع و یزید فی الحلال کانی بہ تجدبہ رواحلہ

بیطن الروحاء حاجاً او معتمراً عیسیٰ بن مریم  
 اتریں گے نمازیں پڑھیں گے جمعے قائم کریں گے مال  
 حلال کی افراط کر دیں گے گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں ان  
 کی سواریاں انھیں تیز لئے جاتی ہیں وطن وادی و حواء میں  
 حج یا عمرے کے لئے“

حدیث چہل و یکم :- وہی حضرت ترجمان القرآن رضی اللہ تعالیٰ

عنه سے راوی:

”لا تقوم الساعة حتى ينزل عيسى بن مريم على  
 ذروة افيق بيده حربة يقتل الدجال قیامت قائم نہ  
 ہوگی یہاں تک کہ عیسیٰ بن مریم علیہا الصلاۃ والسلام کوہ  
 ایتق کی چوٹی پر نزول فرمائیں ہاتھ میں نیزہ لئے جس  
 سے دجال کو قتل کریں گے“

حدیث چہل و دوم :- وہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ

عنه سے راوی:

”ان المسيح بن مريم خارج قبل يوم القيمة و  
 ليستغن به الناس عن سواه بیشک مسیح بن مریم علیہا  
 الصلاۃ والسلام قیامت سے پہلے ظہور فرمائیں گے

آدمیوں کو ان کے سبب اور سب سے بے نیازی چاہئے  
 یہ امر بمعنی اختیار ہے زمانہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں  
 نہ کوئی قاضی ہوگا نہ کوئی مفتی نہ کوئی بادشاہ انھیں کی طرف  
 سب کاموں میں رجوع ہوگی“

حدیث چہل و سوم :- وہی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

سے ایک حدیث طویل ذکر مغیبات آئندہ میں راوی کہ:

”چنین و چناں ہوگا پھر مسلمان قسطنطنیہ و رومیہ کو فتح

کریں گے پھر دجال نکلتے گا اس کے زمانہ میں قحط شدید

ہوگا فبینما ہم کذا لک اذ سمعوا صوتا من السماء

ابشروا فقد اتاکم الغوث فیقولون نزل غیسی بن

مریم فیستبشرون ویستبشر بہم ویقولون صل

یاروح اللہ فیقول ان اللہ اکرم هذه الامة فلا

ینبغی لا حدان یؤمنہم الا منہم فیصلی امیر

المؤمنین بالناس ویصلی عیسیٰ خلفہ لوگ اسی

ضیق و پریشانی میں ہوں گے ناگاہ آسمان سے ایک آواز

سنیں گے خوش ہو کہ فریاد رس تمہارے پاس آیا مسلمان

کہیں گے کہ عیسیٰ بن مریم اترے خوشیاں کریں گے اور

عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام انہیں دیکھ کر خوش ہوں گے  
 مسلمان عرض کریں گے یا روح اللہ نماز پڑھائیے فرمائیں  
 گے اللہ عزوجل نے اس امت کو عزت دی ہے اس کا امام  
 اسی میں سے چاہئے امیر المؤمنین نماز پڑھائیں گے اور  
 عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے  
 سلام پھیر کر اپنا نیزہ لے کر دجال کے پاس آجا کر فرمائیں  
 گے ٹھہراے دجال اے کذاب، جب وہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ و  
 السلام کو دیکھے گا اور ان کی آواز پہچانے گا ایسا گلے لگے گا  
 جیسے آگ میں رائگ یا دھوپ میں چربی اگر روح اللہ نے  
 ٹھہر نہ فرما دیا ہوتا تو گل کر فنا ہو جاتا پس عیسیٰ علیہ الصلاۃ و  
 السلام اسکی چھاتی پر نیزہ مار کر واصل جہنم کریں گے پھر اس  
 کے لشکر کو کہ یہود و منافقین ہوں گے قتل فرمائیں گے  
 صلیب توڑیں گے خنزیر کو نیست و نابود کریں گے اب لڑائی  
 موقوف اور امن چین کے دن آئیں گے یہاں تک کہ  
 بھینرے کے پہلو میں بکری بیٹھے گی اور وہ آنکھ اٹھا کر نہ  
 دیکھے گا بچے سانپ سے کھلیں گے وہ نہ کانٹے گا ساری  
 زمین عدل سے بھر جائے گی“

پھر خروج یا جوج و ما جوج اور ان کی فنا وغیرہ کا حال بیان کر کے فرمایا:

”ویقبض عیسیٰ بن مریم و ولیہ المسلمون و

غسلہ و حنطوہ و کفنوہ و صلوا علیہ و حضر و ا

لہ و دفنوہ الحدیث“

ان سب وقائع کے بعد عیسیٰ بن مریم علیہا الصلاۃ والسلام وفات پائیں گے  
مسلمان ان کی تجہیز کریں گے نہلائیں گے خوشبو لگائیں گے کفن دیں گے نماز پڑھیں  
گے قبر کھود کر دفن کریں گے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ سب بے قصد استیعاب تینتالیس حدیثیں ہیں جن میں ایک چہل حدیث  
پوری حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے۔

ثمانیۃ و ثلاثون نصابا و اثنان	یعنی اڑتیس حدیثیں نص کے اعتبار
او ثلاثة حکما اما عبد اللہ	سے ہوئیں اور دو یا تین حکم کے اعتبار
بن عمر و فکثیر اما یاخذ	سے، بہر حال عبد اللہ ابن عمر و تو وہ
عن الا وائل.	زیادہ لے لیتے ہیں اوائل سے (فاروقی)

اور ایک حدیث میں تو کلام اللہ تورات مقدس کا ارشاد ہے اور خود قرآن عظیم

میں بھی اس کا اشعار موجود۔

قال اللہ عزوجل:

”ولما ضرب ابن مریم مثلا الی قولہ تعالیٰ وانه لعلم

للساعة بیشک مریم کا بیٹا علم ہے قیامت کا یعنی ان کے

نزول سے معلوم ہو جائے گا کہ قیامت اب آئی

حضرت ابو ہریرہ و حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قرأت وانہ

لعلم للساعة بیشک ابن مریم نشانی ہیں قیامت کے لئے۔

”معالم التنزیل“ میں ہے:

”وانہ یعنی عیسیٰ لعلم للساعة یعنی نزولہ من اشراط

الساعة یعلم بہ قریبھا و قرأ ابن عباس و ابو ہریرہ

وقتادہ وانہ لعلم للساعة بفتح اللام و العین امارۃ و

علامة“ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام قیامت کے

لئے علم ہیں یعنی ان کا نزول قیامت کی نشانیوں میں سے

ہے اس سے جان لیا جائے گا کہ قیامت قریب تر ہے اور

ابن عباس، ابو ہریرہ اور قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسے ”انہ

لعلم للساعة“ پڑھا یعنی بے شک وہ قیامت کے لئے نشانی

ہیں، لام اور عین کے زبر کے ساتھ یعنی ان کا نزول قریب

قیامت کی امارت و علامت ہے۔ (فاروقی)

”مدارک التنزیل“ میں ہے:

”وانه لعلم للساعة وان عيسى عليه الصلاة والسلام  
 مما يعلم به مجئى الساعة وقرأ ابن عباس رضى الله  
 تعالى عنهما العلم وهو العلامة اى وان نزوله علم  
 الساعة“ يعنى بے شک عيسى عليه الصلاة والسلام قیامت  
 کے لئے علامت ہیں جس سے جان لیا جائے گا کہ اب  
 قیامت آنے والی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ نے ”انه لعلم للساعة.....“ پڑھا یعنی ان کا نزول  
 قرب قیامت کی علامت ہے۔ (فاروقی)

امام جلال الدین محلی ”تفسیر جلالین“ میں فرماتے ہیں:

”وانه اى عيسى لعلم للساعة تعلم بنزوله“ یعنی  
 بے شک حضرت عيسى علیہ السلام قیامت کے لئے علم ہیں  
 جو ان کے نزول سے پہچان لی جائے گی۔ (فاروقی)

بالجملہ یہ مسئلہ قطعیہ یقینیہ عقائد اہل سنت و جماعت سے ہے جس طرح اس کا  
 راسا منکر گمراہ بالیقین یو ہیں اس کا بدلنے والا اور نزول عيسى بن مریم رسول اللہ علیہ الصلاة  
 والسلام کو کسی زید و عمرو کے خروج ڈھالنے والا بھی ضال مضل بددین کہ ارشادات حضور سید  
 عالم بشریت کی دونوں نے تکذیب کی:

یعنی ارباب جاننا چاہتے ہیں ظالم

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ

مُنْقَلَبٌ يُنْقَلِبُونَ ۝ کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔

مسئلہ ثالثہ :- سیدنا روح اللہ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کی حیات! اقوال اس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ وہ اب زندہ ہیں یہ بھی مسائل قسم ثانی سے ہے جس میں خلاف نہ کرے گا مگر گمراہ کہ اہلسنت کے نزدیک تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام بحیات حقیقی زندہ ہیں انکی موت صرف تصدیق وعدہ الہیہ کے لئے ایک آن کو ہوتی ہے پھر ہمیشہ حیات حقیقی ابدی ہے ائمہ کرام نے اس مسئلہ کو محقق فرمادیا ہے:

وقد فصلها سيدنا الوالد یعنی سیدنا الوالد المحقق دام ظلہ نے

المحقق دام ظلہ فی کتابہ اپنی کتاب "سلطنة المصطفى

سلطنة المصطفى فی فی ملکوت کل الوری "میں

ملکوت کل الوری . اس کی تفصیل فرمائی۔ (فاروقی)

دوسرے یہ کہ اب تک ان پر موت طاری نہ ہوئی زندہ ہی آسمان پر اٹھائے گئے اور بعد نزول دنیا میں ساہا سال تشریف رکھ کر اتمام نصرت اسلام وفات پائیں گے یہ مسائل قسم اخیرین سے ہے اس کے ثبوت کو اولاً اسی قدر کافی و دانی کہ رب جل وعلا نے فرمایا:

”وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ“ یعنی کوئی

کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے۔

جس کی تفسیر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضور سید عالم ﷺ سے



گزری مخالف نے اپنی جہالت سے صرف صحیح بخاری کی تخصیص کی تھی یہ تفسیر نہ صرف  
اس میں بلکہ صحیح بخاری و مسلم دونوں میں موجود۔  
شرح ”مشکوٰۃ شریف“ للعلامة الطیبی میں ہے:

”استدل بأية على نزول عيسى عليه الصلوة  
والسلام في آخر الزمان مصدقاً للحديث و تحريره  
ان الضميرين في به وقبل موته لعيسى والمعنى  
وان من اهل الكتب الا ليؤمنن بعيسى قبل موت  
عيسى وهم اهل الكتب. انهن يكون في زمان  
نزوله فتكون الملة واحدة وهي ملة الاسلام  
خلاصہ یہ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت  
سے تصدیق حدیث کے لئے نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ  
والسلام پر استدلال فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
ہر کتابی عیسیٰ کی موت سے پہلے ضرور اس پر ایمان لانے  
والا ہے اور وہ یہود و نصاریٰ ہیں جو بعد نزول عیسیٰ علیہ  
الصلوٰۃ والسلام ان کے زمانے میں ہوں گے تو تمام  
روئے زمین پر صرف ایک دین ہوگا ”دین اسلام“ و بس  
نقلہ عنہ الملا علی بن القاری فی المرقاة“.

ثانیاً یہی تفسیر بسند صحیح دوسرے صحابی جلیل الشان ”ترجمان القرآن“ حضرت  
 عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی جن سے صحیح بخاری میں قول موت  
 منقول ہونے کا مخالف نے ادعا کیا تھا۔  
 ”صحیح بخاری وارشاد الساری“ میں ہے:

”ثم يقول ابو هريرة بالاسناد السابق مستدلا على  
 نزول عيسى في اخر الزمان تصديقا للحديث  
 (واقرؤان شئتم) وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به  
 قبل موته اى وان من اهل الكتب احد الا ليؤمنن به  
 قبل موته عيسى وهم اهل الكتب الذين يكو نون  
 فى زمانه فتكون الملة واجدة ودين ملة الاسلام  
 ولهذا جزم ابن عباس رضى الله تعالى عنهما فيما  
 رواه ابن جرير من طريق سعيد بن جبير عنه  
 باسناد صحيح يعنى اس حديث كوروايت كركه ابو هريره  
 رضى الله تعالى عنه آخر زمانه فى عيسى عليه الصلاة والسلام  
 كى نزول پر دليل لانے حديث كى تصديق قرآن مجيد  
 سے بتانے كے لئے فرماتے: تم چاہو تو یہ آيت پڑھو وان  
 من اهل الكتب الا ليؤمنن الا یہ اس آيت كے

معنی یہ ہیں کہ ہر کتابی ضرور ایمان لانے والا ہے عیسیٰ پر  
ان کی موت سے پہلے اور وہ، وہ کتابی ہیں جو اس وقت  
ان کے زمانے میں ہوں گے سارے جہاں میں صرف  
ایک دین اسلام ہوگا اور اسی پر جزم کیا حضرت ابن عباس  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس حدیث میں جو ان سے ابن  
جریر نے ان کے شاگرد رشید سعید بن جبیر کے واسطے سے  
بسن صحیح روایت کی، انتہی“

اور یہی تفسیر امام حسن بصری سے مروی ہوئی کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔  
مثالاً تصریحات کثیرہ ائمہ کرام و مفسرین عظام و علمائے اعلام امام جلال الملتہ  
والدین سیوطی ”تفسیر جلالین“ میں فرماتے ہیں:

”انی متوفیک قابضک ورافعک الی من الدنیا من  
غیر موت یعنی اللہ عزوجل نے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام  
سے فرمایا میں تجھے اپنے پاس لے لوں گا اور دنیا سے بغیر  
موت دے اٹھا لوں گا“

تفسیر ”امام ابوالبقاعکبری“ میں ہے:

”انہ رفع الی السماء ثم یتوفی بعد ذلك عیسیٰ علیہ  
الصلاۃ والسلام آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور اس کے

بعد وفات دیئے جائیں گے“

تفسیر ”سمین و تفسیر فتوحات الہیہ“ میں ہے:

”انہ الی السماء ثم یتوفی بعد ذلك بعد نزولہ الی

الارض و حکمہ بشریۃ محمد ﷺ وہ آسمان پر

اٹھائے گئے اور اس کے بعد زمین پر اتر کر شریعت محمدیہ

ﷺ پر حکم کر کے وفات پائیں گے“

امام بغوی تفسیر ”معالم التنزیل“ میں فرماتے ہیں:

”قال الحسن و الكلبي و ابن جریج انی قابضك

ورافعك من الدنيا الی من غیر موت بذلك یعنی

امام حسن بصری نے کہ اجلہ ائمہ تابعین و تلامذہ امیر

المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ہیں اور

محمد بن السائب کلبی اور امام عبد الملک بن عبد العزیز بن

جرج نے کہ اجلہ و اکابر ائمہ تبع تابعین سے اور حسب

روایت ائمہ تابعین سے ہیں آیہ کریمہ کی تفسیر کی، کہ

اے عیسیٰ میں تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا بغیر اس کے کہ

تیرے جسم کو موت لاحق ہو“

امام فخر الدین رازی "تفسیر کبیر" میں فرماتے ہیں:

"قد ثبت الدلیل انه حی وورد الخبر عن النبی ﷺ  
انه سینزل ویقتل الدجال ثم انه تعالیٰ یتوفاه بعد  
ذالك دلیل سے ثابت ہو چکا ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ و  
السلام زندہ ہیں اور سید عالم ﷺ سے حدیث آئی ہے کہ  
وہ عنقریب اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے پھر اس  
کے بعد اللہ عزوجل انہیں وفات دے گا"

اسی میں ہے:

"التوفی أخذ الشیء وافیاً ولما علم اللہ تعالیٰ ان  
من الناس من یخطر بباله ان الذی رفع اللہ هو  
روحہ لا جسدہ ذکر ہذا الکلام لیدل انه علیہ  
الصلاة والسلام رفع بتمامہ الی السماء بروحہ و  
جسدہ توفی کہتے ہیں کسی چیز کے پورا لینے کو جبکہ اللہ عز  
وجل کے علم میں تھا کہ کچھ لوگوں کو یہ وہم گزرے گا کہ  
عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح آسمان پر گئی نہ بدن  
لہذا یہ کلام فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ وہ تمام وکمال مع  
روح و بدن آسمان پر اٹھائے گئے"

”تفسیر عنلیہ القاضی وکفلیہ الراضی“ للعلامة شهاب الدین الحفاجی میں ہے:

”سبق انه عليه الصلاة والسلام لم يصلب ولم يميت  
او پر گزرا کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نہ سولی دیئے گئے نہ  
انتقال فرمایا“

امام بدرالدین محمود یعنی ”عمدة القاری شرح صحیح بخاری“ میں فرماتے ہیں:

”كذاروی من طریق ابی رجاء عن الحسن قال قبل  
موت عيسى والله لحي ولکن اذا نزل آمنوا به  
اجمعون وذهب اليه اكثر اهل العلم یعنی آیه کریمہ  
وان من اهل الكتب الآیه کی جو تفسیر حضرت سیدنا  
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی امام حسن بصری سے  
بطریق ابی رجاء مروی ہوئی کہ انہوں نے فرمایا معنی آیت  
یہ ہیں کہ تمام کتابی موت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے  
پہلے ایمان لانے والے ہیں اور فرمایا خدا کی قسم عیسیٰ علیہ  
الصلاۃ والسلام زندہ ہیں اور اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے“

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد ذہبی نے ”تجرید الصحابہ“ اور امام تاج الدین سبکی نے  
”کتاب القواعد“ اور امام ابن حجر عسقلانی نے ”اصابہ“ میں سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو  
ہمارے نبی اکرم سید عالم ﷺ کے صحابیوں میں شمار کیا کہ وہ شب معراج حضور اقدس ﷺ

کے دیدار سے بہرہ اندوز ہوئے ظاہر ہے کہ ان کی تخصیص اسی بنا پر ہے کہ انھیں یہ دولت قبل طریان موت نصیب ہوئی ورنہ شب معراج حضور کی زیارت کسی نبی نے نہ کی امام سبکی نے اس مضمون کو ایک چیتاں میں ادا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی امت سے وہ کونسا جوان ہے جو باتفاق تمام جہاں کے حضرت افضل الصحابہ صدیق اکبر و فاروق اعظم و عثمان غنی و علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سب سے افضل ہے یعنی سیدنا عیسیٰ نلیہ الصلاۃ والسلام۔

”اصابہ فی تمیز الصحابہ“ میں ہے:

”عیسیٰ المسیح بن مریم الصدیقة رسول لله و کلمته  
القائما لہالی مریم ذکرہ الذہبی فی التجرید مستدر کا  
علی من قبلہ فقال عیسیٰ بن مریم رسول لله رأی  
النبی ﷺ لیلۃ الا سراء فہو نبی و صحابی و هو آخر من  
یموت من الصحابة والغزہ القاضی تاج الدین السبکی  
فی قصیدتہ الی فی او اخر القواعد لہ فقال ے

من: باتفاق جمیع الخلق افضل من  
خیر الصحاب ابی بکرو من عمر  
ومن علی ومن عثمان و هو فتی  
من امة المصطفی المختار من مضر

یعنی مسیح ابن مریم اللہ کے رسول ہیں اور وہ اللہ کا کلمہ

ہیں جنہیں اس نے حضرت مریم کی طرف الیہ فرمایا، اسے امام ذہبی نے ”تجريد الصحابة“ میں اپنے اگلوں سے استدراک کرتے ہوئے ذکر کیا تو فرمایا: اللہ کے رسول عیسیٰ ابن مریم نے شب معراج میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کی تو وہ نبی اور صحابی ہیں اور وہ ایسے صحابی ہیں جن کا وصال سارے صحابہ کے بعد ہوگا اور قاضی تاج الدین سبکی نے اسے اپنے قصیدے میں رکھا جو کہ ”کتاب القواعد“ کے اواخر میں ہے کہ: وہ کون سا جوان ہے جو با تفاق تمام جہاں افضل الصحابہ ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے بھی افضل ہے وہ جوان امت مصطفیٰ کا قبیلہ مضر سے ہے۔ (فاروقی)

امام ذہبی کی اس عبارت میں یہ بھی تصریح ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے صحابی ہیں جن کا انتقال سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد ہوگا یہاں کلمات ائمہ دین و علمائے معتمدین کی کثرت اس حد پر نہیں کہ ان کے احاطہ و استیعاب کی طمع ہو سکے اور اہل حق کے لئے اس قدر بھی کافی اور مخالف متعسف کہ اپنی ناقص عقل کے آگے ائمہ کو کچھ نہیں گنتے ان کے لئے ہزار دفتر ناوانی لہذا اسی قدر پر بس کریں۔

رابعاً یہی قول جمہور ہے اور قول جمہور ہی معتمد و منظور ابھی شرح ”صحیح بخاری شریف“ سے گزرا ذہب الیہ اکثر اہل العلم (یعنی اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے)۔



خامساً یہی قول صحیح و مرئح اور قول صحیح کا مقابل ساقط و نامعتبر امام قرطبی صاحب "مفہم شرح صحیح مسلم" پھر علامۃ الوجود امام ابوالسعود "تفسیر ارشاد العقل السلیم" میں فرماتے ہیں:

"الصحيح ان الله تعالى رفعه من غير وفاة ولا نوم  
كما قال الحسن وابن زيد هو اختيار الطبري و  
هو الصحيح عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما  
صحيح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ بیدار اٹھا لیا نہ ان کا  
انتقال ہوا نہ اس وقت سوتے تھے جیسا کہ امام حسن بصری  
و ابن زید نے تصریح فرمائی اور اس کو امام طبری نے اختیار  
کیا اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے  
بھی صحیح روایت یہی ہے"

"عمدة القاری شرح صحیح بخاری" میں ہے:

"القول الصحيح انه رفع وهو حي صحيح قول یہ ہے

کہ وہ زندہ اٹھائے گئے"

اقول یہ تو بالیقین ثابت کہ وہ دنیا میں عنقریب نزول فرمانے والے ہیں اور

اس کے بعد وفات پانا قطعاً ضرور تو اگر آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے بھی وفات

ہوئی ہوتی تو دوبار ان کی موت لازم آئے گی کیوں کہ امید کی جائے کہ اللہ عزوجل اپنے

ایسے محبوب جمیل ایسے رسول عظیم و جلیل پر (کہ ان پانچ مرسلین اولی العزم صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم سے ہیں جو باقی تمام انبیاء و مرسلین و خلق اللہ جمعین سے افضل اور زیادہ محبوب رب عزوجل ہیں) دو بار مصیبت مرگ بھیجے گا۔

جب حضور پر نور سید یوم النشور ﷺ کا وصال شریف ہوا اور امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سخت صدمے کی دہشت میں تلوار کھینچ کر کہنے لگے خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ نے انتقال نہ فرمایا اور انتقال نہ فرمائیں گے یہاں تک کہ منافقوں کی زبانیں اور ہاتھ پاؤں کاٹیں اور ان کے قتل کا حکم دیں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعش اقدس پر حاضر ہوئے جھک کر روئے انور پر بوسہ دیا پھر روئے اور عرض کی:

”بابی انت وامی واللہ لا یجمع اللہ علیک موتین اما  
الموتۃ الّتی کنت علیک فقد متھا میرے ماں باپ حضور  
پر قربان خدا کی قسم اللہ تعالیٰ حضور پر دو موتیں جمع نہ فرمائے  
گا وہ جو مقدر تھی ہو چکی بابی انت وامی طبت حیا و میتاً  
والذی نفسی بیدہ لا ینذیک اللہ الموتین ابدأ  
میرے ماں باپ حضور پر قربان حضور زندگی میں بھی پاکیزہ  
اور بعد انتقال بھی پاکیزہ قسم اس کی جس کے قبضہ قدرت  
میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ کبھی حضور کو دو موتیں نہ  
چکھائے گارواہ البخاری والنسائی و ابن ماجہ

عن ام المؤمنین الصديقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا "یعنی  
اس حدیث پاک کو بخاری، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت  
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ (فاروقی)

تو ایسی بات جب تک نص صریح سے ثابت نہ ہو انبیاء اللہ خصوصاً ایسے رسول  
جلیل کے حق میں ہرگز نہ مانی جائے گی خصوصاً روح اللہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کی  
دعا یہ تھی کہ الہی اگر تو یہ پیالہ یعنی جام مرگ کسی سے پھیرنے والا ہے تو مجھ سے پھیر  
دے بارگاہ عزت میں رسول اللہ کی جو عزت ہے اس پر ایمان لانے والا بے دلیل صریح  
واضح تصریح کے کیوں کر مان سکتا ہے کہ وہ یہ دعا کرے اور رب عزوجل اس کے  
بدلے ان پر موت پر موت نازل فرمائے یہ ہرگز قابل قبول نہیں انصاف کیجئے تو ایک  
یہی دلیل ان کے زندہ اٹھالئے جانے پر کافی دوانی ہے وباللہ التوفیق۔

تنبیہ دوم:- اقول قرآن مجید سے اتنا ثابت اور مسلمان کا ایمان کہ سیدنا  
عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہود عنود کے مکرو کیود سے بچکر آسمان پر تشریف لے گئے، رہا یہ  
کہ تشریف لے جانے سے پہلے زمین پر ان کی روح قبض کی گئی اور جسم یہیں چھوڑ کر  
صرف روح آسمان پر اٹھائی گئی اس کا آیت میں کہیں ذکر نہیں یہ دعویٰ زائد ہے جو مدعی  
ہو ثبوت پیش کرے ورنہ قول بے ثبوت محض مردود ہے۔

مخالف نے جو کچھ ثبوت میں پیش کیا سب بیہودہ ہے وہ یا تو نزاع افتراء اس کے  
اپنے دل کا اختراع ہے یا مطلب سے محض بیگانہ جس میں مقصود کی بوجہ نہیں یا مراد میں

غیر نص جو مدعی کے لئے ہرگز بکار آمد و کافی نہیں۔

## سب کا بیان سنئے!

ایک افتراء: تو اس کا وہ کہنا ہے کہ سید عالم ﷺ نے ان آیات کی تفسیر میں ثابت فرمادیا کہ عیسیٰ الصلاۃ والسلام بعد قبض روح آسمان پر اٹھائے گئے۔

دوسرا افتراء: - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر کہ انہوں نے ایسا فرمایا حالانکہ ہم ابھی ثابت کر آئے کہ ان سے بسند صحیح اس کا خلاف ثابت ہے وہ اسی کے قائل ہیں کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے ابھی وفات نہ پائی ان کی موت سے پہلے یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لائیں گے امام قرطبی سے گزرا کہ یہی روایت ابن عباس سے صحیح ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

JANNATI KAUN?

تیسرا افتراء: - صحیح بخاری شریف پر کہ اس میں یہ تفسیر سید عالم ﷺ و ابن عباس سے مروی ہے حالانکہ اس میں بروایت حضرت ابن عباس صرف اس قدر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”انکم محشورون وان ناسا یؤخذ بہم ذات  
اشمال فا قول کما قال العبد الصالح و کنت  
علیہم شہیدا مادمت فیہم الی قولہ العزیز  
الحکیم یعنی تمہارا حشر ہوگا اور کچھ بائیں طرف معاذ  
اللہ جانب جہنم لے جائے جائیں گے میں وہ عرض کروں

گا جو بندہ صالح عیسیٰ بن مریم نے عرض کیا کہ میں ان پر گواہ تھا جب تک ان میں موجود رہا جب تو نے مجھے وفات دی تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو تو ہی ہے غالب حکمت والا“

اس حدیث میں مدعی کے اس دعوے کا کہاں پتا ہے کہ آسمان پر جانے سے پہلے وفات ہوئی اور صرف روح اٹھائی گئی اور بے گانہ و بے علاقہ اس آئیہ کریمہ:

فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ط

کا ذکر ہے یہاں اگر وفات بمعنی موت ہو بھی تو یہ تو روز قیامت کا مکالمہ ہے۔

رب العزّة جل جلالہ فرماتا ہے:

”يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ ط قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا ط إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ اذْ قَالَ اللَّهُ يَعْيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْ كُرْنَا نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَى الْوَالِدَاتِ إِذْ أَيَّدْتُنَا بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِأَذْنِي فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي وَتُبْرِئُ

الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي وَإِذْ أَخْرَجُ الْمَوْتَى  
 بِإِذْنِي وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنْكَ إِذْ جِئْتَهُمْ  
 بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَذَا إِلَّا أَسْحَرُ  
 مُبِينٌ ۝ وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي  
 وَبِرَسُولِي قَالُوا آمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝ إِذْ قَالَ  
 الْحَوَارِيُّونَ يَعْيسَى ابْنُ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ  
 أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ ۖ قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ إِنْ  
 كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ قَالُوا نَرِيدُ أَنْ نَأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ  
 قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ أَنْ قَدْ صَدَّقْتَنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ  
 الشَّاهِدِينَ ۝ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ  
 عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عَيْدًا لِأَوْلِيَانَا  
 وَأَجْرِنَا وَآيَةً مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّزُقِينَ ۝ قَالَ  
 اللَّهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدَ مِنْكُمْ فَإِنِّي  
 أَعْدِبُهَا عَذَابًا لَآ أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ وَإِذْ قَالَ  
 اللَّهُ يَعْيسَى ابْنُ مَرْيَمَ أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوا نِي  
 وَأُمَّيَ إِلَهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا  
 يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ بِمَا لَيْسَ لِي بِحَقِّ ۖ إِنْ كُنْتُ

قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعَلَّمَ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ  
 مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ مَا قُلْتُ  
 لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۝  
 وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۝ فَلَمَّا  
 تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۝ وَأَنْتَ عَلَى  
 كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عَبَادُكَ ۝  
 وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ قَالَ  
 اللَّهُ هَذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ ۝ جَمَعَ  
 فرمائے گا اللہ تعالیٰ رسولوں کو فرمائے گا تمہیں کیا جواب  
 ملا؟ بولے ہمیں کچھ خبر نہیں بیشک تو ہی خوب جانتا ہے  
 سب چھپی باتیں جب فرمایا اللہ نے اے مریم کے  
 بیٹے عیسیٰ یاد کر میرے احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں  
 پر جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی، تو لوگوں  
 سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر ہو کر اور سب میں  
 نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل  
 اور جب تو مٹی سے پرند کی سی صورت میرے حکم سے  
 بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے

لگتی اور تو مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے  
 حکم سے شفا دیتا اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے  
 زندہ نکالتا اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا  
 جب تو ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر آیا تو ان میں  
 کے کافر بولے کہ یہ تو نہیں مگر کھلا جادو اور جب میں  
 نے حواریوں کے دل میں ڈالا کہ مجھ پر اور میرے  
 رسول پر ایمان لاؤ بولے ہم ایمان لائے اور گواہ رہے کہ  
 ہم مسلمان ہیں، جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن  
 مریم کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے  
 ایک خوان اتارے؟ کہا اللہ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے  
 ہو بولے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور  
 ہمارے دل ٹھہریں اور ہم آنکھوں دیکھ لیں کہ آپ نے  
 ہم سے سچ فرمایا اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں، عیسیٰ بن  
 مریم نے عرض کی اے اللہ! اے رب ہمارے ہم پر  
 آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو  
 ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور  
 ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر رزق دے



دینے والا ہے، اللہ نے فرمایا کہ میں اسے تم پر اتارتا ہوں  
 پھر اب جو تم میں کفر کرے گا تو بے شک میں اسے وہ عذاب  
 دوں گا کہ سارے جہان میں کسی پر نہ کہوں گا اور جب  
 فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تو نے کہہ دیا تھا  
 لوگوں سے کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنا لو اللہ کے سوا؟  
 بولا پاکی ہے تجھے مجھے روا نہیں کہ وہ کہوں جو مجھے نہیں پہنچتا  
 اگر میں نے کہا تو تجھے خوب معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو  
 میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا بنو تیرے علم میں ہے  
 بے شک تو ہی جانتا ہے سب چھپی باتیں میں نے نہ کہا ان  
 سے مگر وہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ پوجو اللہ کو جو مالک  
 ہے میرا اور تمہارا اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں  
 تھا جب تو نے مجھے وفات دی تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر  
 چیز پر گواہ ہے اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے  
 ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بیشک تو ہی غالب حکمت  
 والا ہے فرمایا اللہ نے یہ دن ہے جس میں نفع دے گا چھوں

کو ان کا سچ“

اول سے آخر تک یہ ساری گفتگو روز قیامت کی ہے کس نے کہا کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کبھی وفات پائیں گے ہی نہیں کہ روز قیامت بھی اپنی وفات کا ذکر نہ کر سکیں شاید جاہل یہاں ”قَالَ اللَّهُ“ اور ”قَالَ سُبْحٰنَكَ“ میں ماضی کے صیغے دیکھ کر سمجھا کہ یہ تو گزری ہوئی باتیں ہیں اور قیامت کا دن ابھی نہ گزرا حالانکہ وہ نہیں جانتا کہ کلام فصیح میں آئندہ بات کو جو یقینی ہونے والی ہے ہزار جگہ ماضی کے صیغے سے تعبیر کرتے ہیں یعنی وہ ایسی یقینی الوقوع ہے کہ گویا واقع ہوئی۔

قرآن مجید میں بکثرت ایسے محاورات ہیں ”سورۃ اعراف“ میں دیکھئے:

وَنَادَىٰ اصْحٰبُ الْجَنَّةِ اصْحٰبَ النَّارِ جَنَّتِيۡوْنَ  
 دوزخیوں کو پکارا کہ ہم نے تو پایا جو وعدہ دیا ہمیں ہمارے  
 رب نے سچا کیا تم نے بھی پایا جو تمہیں وعدہ دیا تھا سچا  
 قَالُوۡا نَعَمْ وَهٖۡ بَوۡلَہٗ ہاں فَاۡذَنۡ مُّوۡذَنۡ بَیۡنَہُمۡ تَوۡنَدَاۤیِ  
 ان میں ایک ندا دینے والے نے کہ خدا کی پھٹکار تم  
 گاروں پر وَنَادَیۡوْا صْحٰبَ الْجَنَّةِ اِنَّ سَلَامَ عَلَیۡکُمْ  
 اعراف والے پکارے جنت والوں کو سلام تم پر وَنَادَیۡ  
 اصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا یَّعۡرِفُوۡنَہُمۡ بِسَیۡمَتِہُمۡ اور  
 اعراف والے پکارے دوزخیوں کو ان کی علامت سے  
 پہچان کر وَنَادَیۡ اصْحٰبَ النَّارِ اصْحٰبَ الْجَنَّةِ اور

دوزخی پکارے جنتیوں کو کہ ہمیں اپنے پانی وغیرہ سے کچھ  
 دو قالوا ان الله حرمهما على الكافرين بولے اللہ  
 نے یہ نعمتیں کافروں پر حرام کی ہیں۔

اسی طرح ”سورہ صافات“ میں:

وَأَقْبَل بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ (الآیات)

اور ”سورہ ص“ میں:

”قَالُوا بَلْ أَنْتُمْ لَأَمْرُحِبَابُكُمْ سَ إِذْ ذَٰلِكَ لَجَجَبُ

تُخَاصِمُ أَهْلَ النَّارِ“

تک دوزخ میں دوزخیوں کا باہم جھگڑا!

اور ”سورہ زمر“ میں:

”وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَبَقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ

فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ سَ وَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ

الَّذِي صَدَقْنَا“ الآیة۔

تک تمام وقائع روز قیامت صیغہائے ماضی میں ارشاد ہوئے ہیں اور خود اسی

آیت میں دیکھئے جس دن جمع کرے گا اللہ رسولوں کو پھر فرمائے گا تم نے کیا جواب پایا

بولے ہمیں کچھ علم نہیں۔

یہاں بھی ان کا جواب بصیغہ ماضی ارشاد فرمایا اور نا کافی و نا مثبت آئیہ کریرہ :

”اذْقَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى اِنِّى مُتَوَفِّىْكَ وَّرَافِعُكَ اِلٰى

وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الذِّىْنِ كَفَرُوْا“

سے استدلال جس میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

”جب فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے

والا اور اپنی طرف اٹھالینے والا اور کافروں سے دور کر

دینے والا ہوں“

اولاً:- حرف واؤ ترتیب کے لئے نہیں کہ اس میں جو پہلے مذکور ہو اس کا پہلے ہی

واقع ہونا ضرور ہو تو آیت سے صرف اتنا سمجھا گیا کہ وفات و رفع و تطہیر سب کچھ ہونے

والے ہیں اور یہ بلاشبہ حق ہے یہ کہاں سے منہوم ہوا کہ رفع سے پہلے وفات ہو لے گی۔

”تفسیر امام عکبری“ میں ہے:

”مُتَوَفِّىْكَ وَّرَافِعُكَ اِلٰى كِلٰهُمَا لِلْمُسْتَقْبَلِ و

التَّقْدِيْر رَافِعُكَ اِلٰى و مُتَوَفِّىْكَ لِاَنَّهُ رَفَعَ اِلٰى

السَّمٰوٰتِ ثُمَّ يَتَوَفٰى بَعْدَ ذٰلِكَ“ یعنی یہ دونوں کلمے

مستقبل کے لئے ہیں اور رافعك الى و متوفيك مقدر

یعنی تمہیں اپنی طرف اٹھالوں گا اور تمہیں وفات دوں گا

اس لئے کہ انھیں آسمان کی طرف اٹھالیا گیا پھر اس کے

بعد ان کی وفات ہوگی۔ (فاروقی)

”تفسیر سمیٹس و تفسیر جمل و تفسیر مدارک و تفسیر کشاف و تفسیر بیضاوی و تفسیر  
ارشاد لعقل“ میں ہے:

”واللفظ للنسفی او ممیتک فی وقتک بعد النزول  
من السماء و رافعک الان اذالوا ولا یوجب  
الترتیب“ یعنی یہ الفاظ نسفی کے ہیں ”یا تمہیں موت دوں  
گا تمہاری موت کے وقت میں آسمان سے ہارنے کے  
بعد اور اس وقت میں تمہیں اٹھالیتا ہوں“ اس لئے کہ واؤ  
ترتیب کو واجب نہیں کرتا۔ (فاروقی)

JANNATI KAUN?

”تفسیر کبیر“ میں ہے:

”الایة تدل علی انه تعالیٰ یفعل به هذه الا  
فعال فاما کیف یفعل و متی یفعل فالامر فیہ  
موقوف علی الاء لیل وقد ثبت الدلیل انه  
حسی“ یعنی آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے  
کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ یہ افعال کرتا ہے تو رہا یہ کہ  
کس طرح کرتا ہے اور کب کرتا ہے؟ تو یہ معاملہ دلیل  
پر موقوف ہے اور دلیل اس بات قائم ہو چکی ہے کہ وہ  
زندہ ہیں۔ (فاروقی)

ثانیاً:- ”توفی“ خواہ مخواہ معنی موت میں نص نہیں ”توفی“ کہتے ہیں ”تسلم و قبض“ اور پورالے لینے کو ”کبیر“ کی عبارت اور گزری کہ معنی یہ ہیں کہ مع جسم و روح تمام و کمال اٹھالوں گا ”تفسیر جلالین“ سے گزرا متوفیک قابضک و رافعک من غیر موت ”معالم التنزیل“ سے گزرا کہ حسن کلبی و ابن جریج نے کہا انسی قابضک و رافعک من غیر موت .

اسی میں ہے:

”فعلى هذا للتوفى تاويلان احد هما انى رافعك الى  
 وافيالم ينالو امنك شياً من قولهم توفيت من كذا  
 كذا واستوفيته اذا اخذته تاماً والأخرانى متسلمك  
 من قولهم توفيت منه كذاى تسلمته“ یعنی اس بناء پر  
 ”توفی“ کی دو تاویلیں ہیں ان میں سے ایک یہ کہ ”میں تم  
 کو مکمل سلامتی کے ساتھ اٹھالوں گا تو لوگ تمہارا کچھ نہ  
 بگاڑ پائیں گے“ (جیسے) اہل زبان کا قول کہ ”میں نے  
 اسے ایسے ایسے لے لیا جبکہ اس کو پورا پورالے لے“  
 اور دوسری تاویل یہ ہے کہ ”میں تمہیں ان سے لے لوں گا“  
 (جیسے) اہل زبان کا قول کہ ”میں نے اس چیز کو ان  
 سے حاصل کر لیا“۔  
 (فاروقی)

”کشاف وانوار التزیل وتفسیر ابی السعود وتفسیر نسفی“ میں ہے:

”اوقابضک من الارض من توفیہ المال“ یعنی

میں تجھے زمین سے اچک لوں گا (جیسے) اہل زبان کا

قول کہ میرا مال اچک لیا گیا۔ (فاروقی)

”خفاجی علی البیضاوی“ میں ہے:

”ولذا فسر التوفی برفعه واحذہ من الارض کما

یقال توفیت المال اذا قبضتہ“ یعنی اس لئے

”توفی“ کی تفسیر ”زمین سے اٹھائے جانے سے“ کی

جیسے کہا جائے کہ ”میرا مال فوت ہو گیا جب اسے لے

لیا جائے۔ (فاروقی)

مثالاً:- توفی بمعنی استیفاء اجل ہے یعنی تمہیں تمہاری عمر کامل تک پہنچاؤں گا

اور ان کافروں کے قتل سے بچاؤں گا ان کا ارادہ پورا نہ ہوگا تم اپنی عمر مقرر تک پہنچ کر اپنی

موت انتقال کرو گے۔

”تفسیر سمین و تفسیر جمل و تفسیر مدارک و تفسیر کشاف و تفسیر بیضاوی و تفسیر

ارشاد“ میں ہے:

”انی مستوفی اجلك و مؤخرک و عاصمک من ان

یقتلک الکفار الی ان تموت حتف انک“ یعنی میں

پورا کریں گا تمہارے اجل کو اور تمہیں موخر کروں گا اور  
میں تمہیں محفوظ رکھوں گا کفار کے قتل کرنے سے یہاں  
تک کہ تم اپنی طبعی موت پاؤ۔ (فاروقی)  
”تفسیر کبیر“ میں ہے:

”ای متمم عمرک فحینئذ اتوفاک فلا اترکھم  
حتی یقتلوك و هذا تاویل حسن“ یعنی میں تمہاری  
عمر کو مکمل کروں گا تو اس وقت تمہیں وفات دوں گا میں  
نہیں چھوڑوں گا ان کے لئے وہ کہ تمہیں قتل کر دیں  
اور یہ تاویل اچھی ہے۔ (فاروقی)

رابعاً: - وفات بمعنی خواب خود قرآن عظیم میں موجود قال اللہ تعالیٰ:  
”وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ وَاللَّهُ هُوَ جَوَّادٌ وَمَنصُورٌ  
دیتا ہے رات میں یعنی سلاتا ہے“

وقال اللہ تعالیٰ:

”اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي  
مَنَاسِبِهَا اللَّهُ تَعَالَىٰ وَفَاتٌ دِيَتَا هِيَ جَانُودٌ كَوَانِ كِي مَوْتِ  
کے وقت اور جو نہ مرے انہیں ان کے سوتے میں“



تو معنی یہ ہوئے کہ میں تمہیں سلاؤں گا اور سوتے میں آسمان پر اٹھالوں گا کہ  
اٹھائے جانے میں وہشت نہ لاحق ہو یہی قول امام ربیع بن انس کا ہے۔  
”معالم“ میں ہے:

”قال الربيع بن انس المراد بالتوفي النوم و  
كان عيسى قد نام فرغه الله تعالى الى السماء  
ومعناه اني منيمك ورافعك الى“ یعنی ربیع ابن  
انس نے کہا کہ: ”توفی“ سے مراد ”نوم“ ہے کہ عیسیٰ علیہ  
الصلوة والسلام سوتے رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں  
آسمان پر اٹھالیا اور اس کا معنی یہ ہے کہ میں تمہیں سلاؤں  
گا اور تمہیں اپنی طرف اٹھالوں گا۔ (فاروقی)

”مدارک“ میں ہے:

”او متوفى نفسك بالنوم و رافعك وانت نائم  
حتى لا يلحقك خوف و تستيقظ و انت في  
السماء امن مقرب“ یعنی میں تمہیں لے لوں گا  
سوتے میں اور تمہیں اٹھالوں گا اس حال میں کہ تم سو رہے  
ہو گے تاکہ تمہیں خوف نہ ہو اور تم بیدار ہو اس حالت

میں کہ آسمان میں مامون و مقرب ہو۔ (فاروقی)

”کشاف و انوار و ارشاد“ میں ہے:

”او متوفیک نائما اذ روی انه رفع نائما“ یعنی

میں تمہیں خواب میں لے لوں گا اس لئے کہ: مروی

ہے عیسیٰ علیہ السلام سوتے میں اٹھائے گئے۔ (فاروقی)

اور ان کے سوا آیت میں اور بھی بعض وجوہ کلمات علماء میں مذکور، تو وفات کو بمعنی موت لینا اور اسے قبل از رفع ٹھہرا دینا محض بے دلیل ہے جس کا آیت میں اصلاً پتا نہیں۔

### JANNATI KAUN?

اقول بلکہ اگر خدا انصاف دے تو آیت تو اس مزعوم کار دفرما رہی ہے ان کلمات کریمہ میں اپنے بندے عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو تین بشارتیں تھیں۔

”متوفیک رافعک مطہرک“ اگر معنی آیت یہی ہوں کہ میں تمہیں موت دوں گا اور بعد موت تمہاری روح کو آسمان پر اٹھالوں گا تو اس میں سوا اس کے کہ انھیں موت کا پیغام دیا گیا اور کون سی بشارت تازہ ہے مرنے کے بعد ہر مسلمان کی روح آسمان پر بلند ہوتی اور کافروں سے نجات پاتی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ:

”اِنَّ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِآیَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفْتَحُ

لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمٰوٰتِ بِسَبَبِ شَكِّ جَنِّ لَوْكُوْلٍ نَّهَارِی

آیتیں جھٹلائیں اور ان سے تکبر کیا ان کے لئے نہ

کھولے جائیں گے دروازے آسمان کے“

تو کافر کی روح آسمان پر نہیں جاتی ملائکہ عذاب جب لے کر جاتے ہیں درہائے  
(دروازہ ہائے) آسمان بند کر لئے جاتے ہیں کہ یہاں اس ناپاک روح کی جگہ نہیں  
بخلاف مومن کہ اس کی روح بلند ہوتی اور زیر عرش اپنے رب جل و علا کو سجدہ کرتی ہے تو  
چھپلی باتیں ہر مسلمان کی روح کو حاصل۔

آیت میں صرف خبر موت رہ گئی اور ہمارے طور پر ہر ایک بشارت عظیمہ  
مستقلہ ہے کہ میں تمہیں عمر کامل تک پہنچاؤں گا یہ کافر قتل نہ کر سکیں گے اور جیتے جی  
آسمان پر اٹھالوں گا اور کافروں سے ایسا دور و پاک کر دوں گا کہ عمر بھر کسی کافر کو تم پر اصلاً  
دسترس نہ ہوگی جب دوبارہ دنیا میں آؤ گے یہ جو تمہیں قتل کرنا چاہتے ہیں تم خود انہیں قتل  
کرو گے اور انہیں کو بلکہ تمام کافروں سے سارے جہان کو پاک کر دو گے کہ ایک دین  
حق تمہارے نبی محمد ﷺ کا ہوگا اور تم تمام عالم میں اس کے مرجع و ماویٰ معہذا۔

شروع کلام میں فرمایا ہے:

”وَمَكْرُورٌ وَمَكْرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرٌ الْمَا كِرِيَّةِ ۝ إِذْ قَالَ

اللَّهُ يَعْيسِيٰ اِنِّي مُتَوَفِّيكَ الْآيَةَ“

یہاں یہ ارشاد ہوتا ہے کہ:

”کافروں نے عیسیٰ کے ساتھ مکر کیا انھیں قتل کرنا چاہا اور  
اللہ عزوجل نے انہیں ان کے مکر کا بدلہ دیا کہ ان کا مکر انکا  
انھیں پر پڑا جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ میں تیرے  
ساتھ یہ باتیں کرنے والا ہوں“

**انصاف** کیجئے اگر کچھ دشمن کسی بادشاہ ذوالاقتدار کے محبوب کو قتل کرنا  
چاہتے ہوں اور وہ اسے بچائے تو بچانے کے معنی یہ ہوں گے کہ اسے سلامت نکال  
لے جائے ان کا چاہنا نہ ہونے پائے یا یہ کہ ان کے قتل سے یوں محفوظ رکھے کہ خود  
موت دیدے ان کی مراد تو یوں بھی برآئی آخر جو کسی کا قتل چاہے اس کی غرض یہی  
ہوتی ہے کہ جان سے جائے وہ حاصل ہو گیا ان کے ہاتھوں سے نہ سہی اللہ کے ہاتھ  
سے سہی بخلاف اس کے کہ انھیں ان کے قادر ذوالجلال والا کرام نے زندہ اپنے  
پاس اٹھالیا کہ انھیں پھر بھیج کر ان خبیثوں کی شرارتیں انھیں کے دست مبارک سے  
نیست و نابود کرائے تو یہ سچا بدلہ ان ملعونوں کے مکر کا ہے:

وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَا كِرِيْن ۝ یعنی اللہ بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا  
ہنکذا ینبغی التحقیق ہے، ایسی تحقیق ہونی چاہیے اور اللہ  
واللہ ولی التوفیق۔ ہی توفیق دینے والا ہے۔ (فاروقی)

مسلمانو! ان منکروں کا ظلم قابل غور ہے ہم سے تو محض بے ضابطہ وہ جبروتی  
تقاضے تھے کہ ثبوت حیات صرف قرآن سے دو آیت بھی قطعاً الدلالة ہو حدیث ہو بھی

تو خاص صحیح بخاری کی ہو حالاں کہ از روے قواعد علمیہ ہمارے ذمے ثبوت دینا ہی نہ تھا ہماری تقریرات سے روشن ہو چکا کہ مسئلے میں مخالفین مدعی ہیں اور بار ثبوت ذمہ مدعی ہوتا ہے تو ایک تو الثا مطالبہ اور وہ بھی ایسی تنگ قیدوں سے جو عقلاً و نقلاً کسی طرح لازم نہیں اور جب خود ان مدعی صاحبوں کو ثبوت دینے کی نوبت آئی تو وہ گل کترے کہ رسول اللہ ﷺ پر افتراء حضرت عبداللہ بن عباس پر افتراء صحیح بخاری شریف پر افتراء محض بیگانہ و اجنبی سے استناد نہ قرآن پر بس نہ قطعیت کی ہوس اور کیا نا انصافی کے سر پر سینگ ہوتے ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ الظیم۔

تنبیہ سوم:- اس نئے فیشن کے مسخوں کا سچے صحیح رسول اللہ و کلمۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ سوال کہ اس دو بارہ رجوع میں وہ نبی نہ رہیں گے اور وہ نبوت یا رسالت سے خود مستعفی ہوں گے یا ان کو خدائے تعالیٰ اس عہدہ جلیلہ سے معزول کر کے امتی بنا دے گا اگر از راہ نادانی ہے تو محض سفاہت و جہالت ورنہ صریح شرارت و ضلالت۔

حاشا للہ نہ وہ خود مستعفی ہوں گے نہ کوئی نبی نبوت سے استعفا دیتا ہے نہ اللہ عزوجل انہیں معزول فرمائے گا نہ کوئی نبی معزول کیا جاتا ہے وہ ضرور اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور ہمیشہ نبی رہیں گے اور ضرور محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہیں اور ہمیشہ امتی رہیں گے یہ سفیہ اپنی حماقت سے نبی ہونے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہونے میں باہم منافات سمجھا یہ اس کی جہالت اور محمد رسول اللہ ﷺ کی قدر رفیع سے غفلت ہے وہ نہیں

جانتا کہ ایک عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلاۃ والسلام پر موقوف نہیں ابراہیم خلیل اللہ و موسیٰ کلیم اللہ و نوح نجی اللہ و آدم صغی اللہ و تمام انبیاء اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہم و سلم سب کے سب ہمارے نبی اکرم سید عالم ﷺ کے امتی ہیں حضور کا نام پاک نبی الانبیاء ہے۔  
حدیث میں ہے حضور نبی الانبیاء ﷺ فرماتے ہیں:

”لو کان موسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعی اگر موسیٰ زندہ

ہوتے انھیں میری پیروی کے سوا کچھ گنجائش نہ ہوتی

رواہ احمد و البیہقی فی الشعب عن جابر بن

عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما“ (یعنی احمد اور

بیہقی نے ”شعب الایمان“ میں حضرت جابر بن عبد اللہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (فاروقی)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

”والذی نفس محمد بیدہ لو یدالکم موسیٰ

فاتبہ تموہ وترکتموننی لضللتکم عن سواء السبیل

ولو کان حیاً و ادرك نبوتی لاتبعنی قسم اس کی

جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان پاک ہے

اگر موسیٰ تمہارے لئے ظاہر ہوں اور تم مجھے چھوڑ کر ان

کی پیروی کرو تو سیدھی راہ سے بہک جاؤ گے اور اگر  
وہ زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو ضرور  
میرا اتباع کرتے“

اس وقت تو ریت شریف کا ذکر تھا لہذا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا نام لیا ورنہ  
انہیں کی تخصیص نہیں سب انبیاء کے لئے یہی حکم ہے۔

یہ سفہاء قرآن مجید کا نام لیتے اور حدیثوں سے منکر ہو کر فریب دہی عوام کے  
لئے صرف اسی سے استناد کا پیام دیتے ہیں مگر استغفر اللہ قرآن کی انہیں ہوا بھی نہ لگی یہ  
منہ اور قرآن کا نام اگر قرآن عظیم کبھی سنا بھی ہوتا تو ایسے بہودہ سوال کا منہ نہ پڑتا۔  
اللہ عزوجل قرآن عظیم میں فرماتا ہے:

”وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَ  
حِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ  
بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ  
إِصْرِي ۖ قَالُوا اقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوا ۚ وَأَنَا مَعَكُمْ  
مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝ فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ  
الْفَاسِقُونَ ۝ اور یاد کر جب اللہ نے عہد لیا سب پیغمبروں  
سے جب میں تمہیں کتاب و حکمت عطا کروں پھر آئے  
تمہارے پاس ایک رسول تصدیق فرماتا ہوا اس کتاب کی

جو تمہارے ساتھ ہے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا  
 اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے  
 پیغمبرو! کیا تم نے اس بات کا اقرار کیا اور اس عہد پر میرا  
 ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو آپس  
 میں ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں خود تمہارے  
 ساتھ اس عہد کا گواہ ہوں تو جو اس کے بعد پھر جائے تو  
 وہی لوگ بے حکم ہیں“

کیوں قرآن کا نام لینے والو! کیا یہ آیتیں قرآن میں نہ تھیں کیا اللہ عزوجل نے  
 اس سخت تاکید شدید کے ساتھ سب انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے محمد رسول اللہ  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا عہد نہ لیا کیا اس عہد سے ان سب کو محمد رسول  
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی نہ بنا دیا کیا یہ عہد لیتے وقت انہوں نے نبوت سے  
 استعفا کیا یا اللہ عزوجل نے انہیں معزول کر کے امتی کر دیا؟

اے سفیہو! اس عہد عظیم پر حضرت روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اتریں گے  
 اور باوصف نبوت و رسالت محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی و ناصر دین ہو کر رہیں گے

آسمان نسبت بعرش آمد فرود  
 گرچہ بس عالیست پیش خاک تود



اس آئیہ کریمہ کا نفیس جانفزا بیان اگر دیکھنا چاہو تو سیدنا الوالد المحقق دام ظلہ کی کتاب مستطاب ”فجلی البقیہ باجائزنا سبدر السمر سلین“ مطالعہ کرو اور ہمارے نبی اکرم سید عالم ﷺ کے نبی الانبیاء ہونے پر ایمان لاؤ سے  
گرچہ شیریں دہناں بادشہاوندو لے  
اوسلیمان جہان ست کہ خاتم باہومت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیہ وسلم وبارک وسلم

رہا اس کا سوال کہ کس وقت آسمان سے رجوع کریں گے اس کا جواب وہی ہے کہ:

”ما انستورث عنہا باعدہ۔۔۔ السائلین“ یعنی جس

سے پوچھا گیا وہ مسائل سے زیادہ جانتا ہے۔ (فاروقی)

اتنا یقینی ہے کہ وہ مبارک وقت بہت قریب آ پہنچا ہے کہ وہ آفتاب ہدایت و کمال افق رحمت و جمال و قبر و جلال سے طلوع فرما کر اس زمین تیرہ و تار پر تجلی فرمائے اور ایک جھٹک میں تمام کفر بدعت نصرانیت الہبودیت، شرک، مجوسیت نیچریت، قادیانیت، رفض خروج و غیرہ باقسام ضلالت سب کا سویرا کر دے تمام جہان میں ایک دین اسلام ہو اور دین اسلام میں صرف ایک مذہب اہل سنت باقی سب تہ تیغ و نلکہ انساجتہ انسامیۃ مگر تعین وقت کے آج سے کئی سال کے ماہ باقی ہیں نہ ہمیں بتائی گئی نہ ہم جان سکتے ہیں جس طرح قیامت کے آنے پر ہمارا ایمان ہے اور اس کا وقت معلوم نہیں۔

تنبیہ چہارم :- مسلمانو! اللہ عزوجل نے انسان کو جامع صفات ملکی و بہمی و شیطانی بنایا ہے جسے وہ ہدایت فرمائے صفات ملکی ظہور کرتے اور اسے بعض یا کل ملائک سے افضل کر دیتے ہیں کہ:

”عبدی المؤمن احب الی من بعض ملائکتی“  
یعنی میرے نزدیک میرا مؤمن بندہ بعض فرشتوں سے  
بھی زیادہ محبوب ہے۔ (فاروقی)

شریعت ان کی شعار ہوتی ہے اور تقویٰ ان کا وثار کہ:

”لَا یَعْصُونَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُونَ مَا یُؤْمَرُونَ“  
یعنی جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انھیں حکم ہو وہی کرتے  
ہیں۔ (کنز الایمان)

تواضع و فروتنی ان کی شان جبلی اور تکبر و تعلی سے شفر کلی کہ:

”ان الملائکۃ لتضع اجنحتہا لطلاب العلم“ یعنی بے شک  
فرشتے طالب علم کے لئے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں (فاروقی)

اور جس نے صفات بہمی کی طرف رجوع کی بہائم دار لیل و نہار بطن و فرج کا  
خادم خوار اور فکر شہوات کا اسیر و گرفتار کہ:

”أُولَئِكَ كَمَا لَانْعَامٍ بَلْ هُمْ أَضَلُّ“ یعنی وہ چوپایوں کی  
طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ۔ (کنز الایمان)

اور جس پر صفات شیطانہ غالب آئیں تکبر و ترفع اس کا دین و آئین کہ:

”أَبْسَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَتَكَاثَرَ مِنَ الْكَافِرِينَ“ یعنی منکر ہوا

اور غرور کیا اور کافر ہو گیا۔ (کنز الایمان)

یہ ہر وقت طلب جاہ و شہرت میں مبتلا رہتے ہیں کہ کسی طرح وہ بات نکالتے جس سے آسمانِ تعالیٰ پر ٹوپی اچھالے دور دور نام مشہور ہو خاص و عام میں ذکر مذکور ہو، اپنا گروہ الگ بنائیں وہ ہمارا غلام ہم اس کے امام کہلائیں ان میں جن کی ہمت پوری ترقی کرتی ہے وہ ”أَنَا رَبُّكُمْ الْأَعْلَىٰ“ بولتے اور دعویٰ خدائی کی دکان کھولتے ہیں جیسے گزرے ہوؤں میں فرعون و نمرود وغیرہما مردودا برآنے والوں میں مسیح قادیانی کے سوا ایک اور مسیح خرنشین یعنی دجال لعین اور جو ان سے کم درجہ نبوت رکھتے ہیں کذاب یمامہ و کذاب ثقیف وغیرہما خبیثوں کی طرح ادعائے رسالت و نبوت پر تھکتے ہیں اور گھٹ کی ہمت والے کوئی مہدی موعود بنتا ہے کوئی غوث زماں کوئی مجتہد وقت کوئی چنیں و چناں۔

ہندوستان جس میں مدتوں سے اسلام بے سردار ہے اور دین بے یاہ و نفس امارہ کی آزادیاں کھلے بندوں رہنے کی شادیاں یہاں رنگ نہ لائیں تو کہاں ہزاروں مجتہد سیکڑوں ریفارمر مقتنان تہذیب مشرکان نیچر کتنے ہی مہدی کتنے مذہب گر حشرات الارض کی طرح نکل پڑے اور خدا کی شان بیبدی من یشاء و یضل من یشاء جو کوئی کیسے ہی کھلے باطل صریح جھوٹ کا نشان باندھ کر آگے بڑھا کچھ قتل کے اندھے قسمت کے اوندھے اس کے کے پیچھے بولنے آخر یہی آدمی تھے جو فرعون کو سجدہ کرتے

یہی آدمی ہوں گے جو دجال کا ساتھ دیں گے ان صدیوں کے دورے میں مہدی تو کتنے ہی نکلے اور زمین کا پیوند ہوئے۔

سنا جاتا ہے ایک صاحب کو پانچ پانی کے زور میں نئی اُتچ کی سو جھی کہ مہدی بنتا پرانا ہو گیا اور نرا امتی بننے میں لطف ہی کیا لاؤ عیسیٰ موعود بنیں اور ادعائے الہام کی بنیاد پر نبوت کی دیوار چنیں اور ادھر عیسائیوں کا زمانہ بنا ہوا ہے اگر کہیں صلیب کے صدقے میں نصیب جاگا اور ان کی سمجھ میں آ گیا جب تو جنگل میں منگل ہے سولی کے دن گئے بڑے کی شادی کا دن گل ہے یورپ و امریکہ و برما و انڈیا سب تخت اپنے ہی ہیں اپنے ہی بندے خداوند تاج و شہی ہیں پاؤں میں چاند تارے کا جوتا سر پر سورج کا تاج ہو گا باپ کو جیتے جی معزول کر کے بیٹے کا راج ہو گا اور ایسا نہ بھی ہوا تو چند گانٹھ کے پورے اندھے تو کہیں گئے ہی نہیں یوں بھی اپنا ایک گروہ الگ تیار شہرت حاصل سرداری برقرار۔

اس خیال کے جمانے کو جہاں ہزاروں گل کھلائے صد ہا جل کھیلے وہاں ایک ہلکا سا بچہ یہ بھی چلے کہ سیدنا عیسیٰ علی نبینا الکریم و علیہ الصلوٰۃ و التسلیم تو مر بھی گئے اب وہ کیا خاک اتریں گے اور کیا کریں دھریں گے جو کچھ ہیں ہمیں ذات شریف ہیں ہمیں آخری امید گاہ میں حنیف ہیں ہمیں قاتل خنزیر ہمیں قاطع یہود ہمیں کامر صلیب ہمیں مسیح موعود گویا انھیں کی ماں کنواری انھیں کا باپ معدوم احادیث متواتر د میں انھیں کے آنے کی دھوم مگر یہ انہ کی نرمی خام ہوس ہے اور حیات و موت عیسوی میں ان کی گفتگو عبث۔

ہم پوچھتے ہیں موت عیسوی منافی نزول ہے یا نہیں اگر نہیں اور بیشک نہیں جیسا کہ ہم مقدمہ خامہ میں روشن کر آئے جب تو اس دعوے سے تمہیں کیا نفع ملا اور احادیث نزول کو اپنے اوپر ڈھالنے سے کیا کام چلا اور اگر بالفرض منافی جانئے تو یقیناً لازم کہ موت سے انکار کیجئے حیات ثابت مانئے کہ اگر موت ہوتی تو نزول نہ ہوتا مگر نزول یقینی کہ مصطفیٰ ﷺ کے ارشادات متواترہ اس کی دلیل قطعی مسلمان ہرگز کسی فریب دہندہ کی بناوٹ مان کر اپنے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کو معاذ اللہ غلط و باطل جاننے والے نہیں جو کوئی ان کے خلاف کہے اگر چہ زمین سے آسمان تک اڑے مسلمان اس کا ناپاک قول بدتر از بول اسی کے منہ پر مار کر الگ ہو جائیں گے اور مصطفیٰ ﷺ کے دامن پاک سے لپٹ جائیں گے، اللہ تعالیٰ ان کا دامن نہ چھڑائے دنیا نہ آخرت میں آمین آمین بجاہ عندک یا الرحمن الرحیمین۔

اور بفرض باطل یہ سب کچھ سہی پھر آخر تمہاری مسیحیت کیوں کر ثابت ہوئی؟ ثبوت دو اور اپنے دعوے کی غیرت کی آن ہے تو صرف قرآن سے دو!

وہ دیکھو قرآن کی بارگاہ سے محروم پھرتے ہو اچھا وہاں نہ ملا حدیث سے دو، وہ دیکھو حدیث کی درگاہ سے خائب و خاسر پلٹتے ہو خیر یہاں بھی ٹھکانا نہ لگا تو کسی صحابی ہی کا ارشاد کسی تابعی ہی کا اثر کسی امام کا قول کچھ تو پیش کرو کہ احادیث متواترہ میں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو نزول عیسیٰ کی بشارت دی ہے اس سے مراد کوئی ہندی پنجابی ہے جہاں جہاں ابن مزیم ارشاد ہے وہاں کسی پنجابن کا بچہ مغل زادہ مراد ہے اور ایسے بدیہی

البطالان دعوؤں کا کہیں سے ثبوت نہ دے سکو ہر طرف سے ناامید ہر طرح سے باطل تو عوام کو چھلنے اور پینترے بدلنے اور ترچھے نکلنے اور اٹے اچھلنے سے کیا حاصل حضرت مسیح مع جسم و روح یا صرف روح سے بعد انتقال گئے یا جیتے جاگتے تمہیں کیا نفع اور تم پر ذلت بے ثبوتی کیوں کر دفع تمہارا مطلب ہر طرح مفقود تمہارا دعا ہر طرح مردود پھر اس بے معنی بحث کو چھیڑ کر کیا سنبھالو گے؟ اور عیسیٰ کی وفات سے مغل کو مرسل، پنجابن کو مریم، نطفے کو کلمہ، اول کو اکرم، بیابہ کو کنواری، ادخال کو دم کیوں کر بنا لو گے؟ بالجملہ وہی دو حرف کہ مقدمہ ثالثہ و رابعہ میں گزرے ان تمام جہالات فاحشہ کے رد میں کافی و وافی ہیں

واللہ الحمد.

JANNATI KAUN?

تنبیہ پنجم :- بفرض باطل یہ بھی سہی کہ نزول عیسیٰ سے مراد کسی مماثل عیسیٰ کا ظہور ہے مگر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف اتنا ہی تو ارشاد فرمایا کہ نزول عیسیٰ ہوگا بلکہ اس سے پہلے بہت وقایع ارشاد ہوئے ہیں کہ جب یہ واقع ہو لیں گے اس کے بعد نزول ہوگا اس کے مقارن بہت احوال و اوصاف بتائے گئے کہ اس طور پر اتریں گے یہ کیفیت ہوگی اس کے لاحق بہت حوادث و کوائن بیان فرمائے گئے کہ ان کے زمانے میں یہ ہوگا آخر ان سب کا صادق آنا تو ضرور ہے۔

مثلاً سابقات میں روم و شام و تمام بلاد اسلام باستثنائے حریم شریفین سب مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جانا سلطان اسلام کا شہادت پانا تمام زمین کا فتنہ و فساد سے بھر جانے کے باعث اولیائے عالم کا مکہ معظمہ کو ہجرت کر جانا وہاں حضرت امام آخر

الزماں کا طواف کعبہ کرتے ہوئے ظہور فرمانا اولیاء کرام و سائر اہل اسلام کا ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا نصاریٰ کا سابق یا اعماق ملک شام میں لام باندھنا۔

ان کی طرف مدینہ طیبہ سے لشکر اسلام کا نبضت فرمانا، نصاریٰ کا اپنے ہم قوم نو مسلموں سے لڑائی مانگنا، مسلمانوں کا انھیں اپنی پناہ میں لینا، لشکر مسلمین کا تین حصے ہو جانا، نصاریٰ پر فتح عظیم پانا، فتح یاب حصے کا قسطنطنیہ کو نصاریٰ سے چھیننا، ملحمہ کبریٰ کا واقع ہونا، ہزار ہا مسلمانوں کا تین روز اپنے خیموں سے قسم کھا کر نکلنا کہ فتح کر لیں گے یا شہید ہو جائیں گے اور شام تک سب کا شہید ہو جانا، آخر میں نصرت الہی کا نزول فرمانا، مسلمانوں کا فتح اجل و اعظم پانا، اتنے کافروں کا کھیت ہونا کہ پرندہ اگر ان کی لاشوں کے ایک کنارے سے اڑے تو دوسرے کنارے تک پہنچنے سے پہلے مر کر گر جائے۔

مسلمانوں کا اموال غنیمت تقسیم کرتے میں ابلیس لعین کی زبان سے خروج دجال کی غلط خبر سن کر پلٹنا، وہاں اس کا نشان نہ پانا، پھر اس خبیث اعداؤنا اللہ منہ کا ظہور کرنا، بی شمار عجائب دکھانا، مینہ برسانا، کھیتی اگانا، زمین کو حکم دے کر خزانے نکوانا، خزانوں کا اس کے پیچھے ہو لینا، سب سے پہلے بستر ہزار یہود طیلسان پوش کا اس کا فر پر ایمان لانا، اس کا لشکر بننا، دجال کا ایک جوان مسلمان کو تلوار سے دو ٹکڑے کر کے پھر زندہ کرنا اس (مسلمان) کا اس پر فرمانا کہ اب مجھے اور بھی یقین ہو گیا کہ تو وہی کانا کذاب ملعون ہے جس کے خروج کی ہمیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی اگر

کچھ کر سکتا ہے تو اب تو مجھے کچھ ضرر پہنچا پھر اس کا ان پر قدرت نہ پانا، خائب و خاسر ہو کر رہ جانا، چالیس روز میں اس ملعون کا حرمین طیبین کے سوا تمام جہاں میں گشت لگانا، اہل عرب کا سٹ کر ملک شام میں جمع ہونا، اس خبیث کا انھیں محاصرہ کرنا، بائیس ہزار مرد جنگی اور ایک لاکھ عورتوں کا محصور ہونا۔

کیا تمہارے نکلنے سے پیشتر یہ سب وقائع واقع ہوئے؟ واللہ کہ صریح جھوٹے ہو۔

**اب چلئے مقارنات:** ناگاہ اسی حالت میں قلعہ بند مسلمانوں کو آواز آنا کہ گھبراؤ نہیں فریادرس آپہنچا عیسیٰ موعود علیہ والصلوٰۃ والسلام کا باب دمشق کے پاس دمشق الشام کے شرقی جانب منارہ اسپید کے نزدیک دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے آسمان سے نزول فرمانا بے نہائے بالوں سے پانی ٹپکنا جب سر جھکائیں یا اٹھائیں موعود مبارک سے موتیوں کا جھڑنا یہاں تکبیر ہو چکی نماز قائم ہے، حضرت امام مہدی کا بامر عیسوی امامت فرمانا، حضرت کا ان کے پیچھے نماز پڑھنا، سلام پھیر کر دروازہ کھلوانا، اس طرف ستر ہزار یہود مسیح کے ساتھ اس مسیح کذاب نیک چشم کا ہونا، مسیح صدیق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی اس کا آن گھلنا، بھاگنا، عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس کے تعاقب میں جانا ”باب لد“ کے پاس اسے قتل فرمانا، اس کا خون ناپاک اپنے نیزہ پاک پر دکھانا، کیا تم پر یہ صفات صادق ہیں؟ کیا تم سے یہ وقائع واقع ہوئے؟ لا واللہ صریح جھوٹے ہو۔



آگے سنئے واقعات عہد مبارک: سید موعود مسیح محمود صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ کا صلیبیں توڑنا، خنزیر کو قتل فرمانا، جزیہ اٹھا دینا، کافر سے ”اما الا سلام واما السیف“ پر عمل فرمانا یعنی ”اسلام لا اور نہ تلوار“ تمام کفار روئے زمین کا مسلمان یا مقتول ہونا، یہود کو گن گن کر قتل فرمانا، پیڑوں پتھروں کا مسلمانوں سے کہنا اے مسلمان آیہ میرے پیچھے یہودی ہے سو دین اسلام کے تمام مذاہب کا یکسر نیست و نابود ہو جانا، روحاء کے راستے سے حج یا عمرے کو جانا، مزار اقدس سید اطہر ؑ پر حاضر ہو کر سلام کرنا، قبر انور سے جواب آنا اور ان کے زمانے میں ہر طرح کا امن و چین ہونا، لالچ حسد بغض کا دنیا سے اٹھا جانا، شیر کے پہلو میں گائے کا چرنا، بھیڑیے کی بغل میں بکری کا بیٹھنا، سانپ کو ہاتھوں میں لے کر بچوں کا کھیلنا، کسی کو ضرر نہ پہنچانا، آسمان کا اپنی برکتیں اونڈیل دینا، زمین کا اپنی برکات اگل دینا، پتھر کی چٹان پر دانہ بکھیر دو تو کھیتی ہو جانا، اتنے بڑے اناروں کا پیدا ہونا (کہ) چھلکے کے سایہ میں ایک جماعت کا آ جانا، ایک بکری کے دودھ سے ایک قوم کا پیٹ بھرنا، روئے زمین پر کسی کا محتاج نہ ہونا، دینے والا اشرفیوں کے توڑے لئے پھرے کوئی قبول نہ کرے وغیرہ وغیرہ۔

کیا یہ تمہارے اس زمانہ پر شوروشین کے حالات ہیں؟ کلا واللہ صریح جھوٹے ہو، اسی طرح اور وقائع کثیرہ مثلاً یا جوج و ما جوج کا عہد نہ سوی میں نکلنا، دجلہ و فرات وغیرہما دریا کے دریا پی کر بالکل سکھا دینا، عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا بحکم الہی مسلمانوں کو کوہ طور کے پاس محفوظ جگہ رکھنا، یا جوج و ما جوج کا دنیا خالی دیکھ کر آسمان پر تیر پھینکنا

کہ زمین تو ہم نے خالی کر لی اب آسمان والوں کو ماریں، اللہ عالیٰ کا ان خبیثوں کے استدراج کے لئے تیروں کو آسمان سے خون آلودہ واپس فرمانا، ان کا دیکھ کر خوش ہونا کو دنا، پھر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے ان اشیاء پر بلائے نغف کا آنا، سب کا ایک رات میں ہلاک ہو کر رہ جانا، روئے زمین کا ان کی عنفونت سے خراب ہونا، دعائے عیسوی سے ایک سخت آندھی آ کر ان کی لاشیں اڑا کر سمندر میں پھینک دینا، عیسیٰ و مسلمین کا کوہ طور سے نکلنا، شہروں میں از سر نو آباد ہونا، چالیس سال زمین میں امامت دین و حکومت عدل آئین فرما کر وفات پانا، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلے مبارک میں دفن ہونا۔

جس کا نام ہے جَنَنَاتُ كَاوْنُ؟  
 جب تم اپنی عمر جو لکھا کر آئے ہو پوری کر لو تو انشاء اللہ العظیم سب مسلمان غلامیہ دیکھ لیں گے کہ حضرت عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمہیں تو گلا دبا کر تہاے متر اصلی کو پہنچایا اور ان باقی واقعوں سے بھی کوئی تم پر صادق نہ آئے پھر تم کیوں کر مماثل عیسیٰ و مراد احادیث ہو سکتے ہو؟ اگر کہتے ہو ہم حدیثوں کو نہیں مانتے، جی یہ تو پہلے ہی معلوم تھا کہ آپ منکر کلام رسول اللہ ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

مگر یہ تو فرمائیے کہ پھر آپ مسیح موعود کس بنا پر بنتے ہیں؟ کیا قرآن عظیم میں کوئی آیت صریحہ قطعیہ الدالہ موجود ہے کہ عیسیٰ کا نزول موعود ہے؟ تو بتاؤ اور نہیں تو آخر یہ موعود کہاں سے گار ہے ہو؟ انہیں حدیثوں سے، جب حدیثیں نہ مانو گے موعودی کا پھندا کس گھرنے سے لاؤ گے؟ ع

شرم بادت از خدا و از رسول

مگر بحمد اللہ مسلمان کبھی ایسی زثلیات پر کان نہ رکھیں گے کیا ممکن ہے کہ

معاذ اللہ معاذ اللہ وہ ارشادات مصطفیٰ ﷺ کو جھوٹا جانیں اور ان کے منکر مخالف کو سچا؟

حاشا للہ اور پھر مخالف بھی وہ جو خود انھیں ارشادات کے سہارے اپنے خیالی

پلاؤ پکاتا ہو تمہارے موعود بننے کو تو حدیثیں سچی مگر تطبیق اوصاف و وقائع کے وقت جھوٹی:

أَفْتُو مِنُونٍ بِبَعْضِ الْكِتَابِ      یعنی تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان

وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۖ فَمَا      لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو تو

جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ      جو تم میں ایسا کرے اس کا کیا بدلہ ہے

مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ      مگر یہ کہ دنیا میں رسوا ہو اور قیامت

الدُّنْيَا ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ      میں سخت تر عذاب کی طرف پھیرے

إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللَّهُ      جائیں گے اور اللہ تمہارے کو تکمیل سے

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ وَقِيلَ      غافل نہیں اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے

بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝      انصاف لوگ اور اللہ ہی کے لئے حمد

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝      ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

جواب سوال اخیر اب نہ رہا مگر سائل کا حضرت امام مہدی و اعور دجال

کی نسبت سوال بتوفیق اللہ تعالیٰ اس کے جواب لیجئے۔

قولہ حضرت امام مہدی و اعور دجال کا ہونا قرآن شریف میں ہے یا نہیں؟

اقول ہے اور بہت تفصیل سے۔

قولہ ہے تو اس کی آیت۔

اقول ایک نہیں متعدد، دیکھو سورۃ والنجم شریف آیت تیسری اور چوتھی،  
سورۃ فتح شریف آخر آیت کا صدر، سورۃ قلب القرآن مبارک کی پہلی چار آیتیں  
وغیرہ ذلک مواقع کثیرہ۔

جواب دوم:- دیکھو مقدمہ اولیٰ۔

جواب سوم:- قادیانی کا نکلنا اس کا عیسیٰ موعود ہونا قرآن شریف میں ہے یا

نہیں اگر ہے تو اس کی آیت اور نہیں تو وجہ؟

كذٰلِكَ الْعَذَابُ ۙ وَالْعَذَابُ  
یعنی ہر ایسی ہوتی ہے اور بے شک آخرت

الْآخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُوْنَ ۝  
کی ماسب سے بڑی کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے

الحمد للہ کہ یہ مختصر جواب ۲۲ رمضان مبارک روز جان افروز دو شنبہ ۱۳۱۵ھ کو

حلہ پوش اختتام اور بلحاظ تاریخ ”الصارم الربانی علی اسراف القادیانی“

بواو صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

و اذکر دعوتنا ان الحمد للہ رب العلمین واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم

و علمہ جل مجدہ اتم و احکم

کتبہ محمد المعروف بحمد رضا البریلوی

عفی عنہ بحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم

فتاویٰ حامد پورہ

کتاب

الطہارۃ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ  
کچی چھینٹ اور رنگے ہوئے کپڑے سے نماز جائز ہے یا نہیں کپڑا پاک ہے یا  
پلید؟ بینو او توجروا۔

(الجواب) :- علاوہ ازیں کہ ہماری شریعت کچھ سہلہ کا ضابطہ عامہ و اصل کلی ہے کہ:

”الاصل فی الاشیاء الطہارة“ یعنی اشیاء میں اصل

طہارت ہے۔ (فاروقی)

تو جب تک کہ بطریق شرعیہ پڑیا میں اسپرٹ وغیرہ نجاست کا میل یقینی طور پر  
ثابت نہ ہو جائے اس کی نجاست کا حکم رجما بالغیب و بے ثبوت ہوگا، میں کہتا ہوں  
اگر بطریق شرعی ثابت ہو جائے کہ پڑیا میں اسپرٹ کا میل ہے تو اس میں شک نہیں  
کہ ہندیوں کو اس کی رنگت میں ابتلائے عام ہے اور عموم بلوئی نجاست متفق علیہا میں  
باعث تخفیف حتی فی موضع النص القطعی۔

”کما فی تشریح البول قدر رؤس الابر کما حقه

المحقق عنی الاطلاق فی فتح القدير“ یعنی جیسے سوئی

کے نوک کے برابر پیشاب کے چھینٹے میں ہے جیسا کہ محقق

علی الاطلاق نے ”فتح القدير“ میں ثابت کیا۔ (فاروقی)

نہ کہ محل اختلاف میں جو زمانہ صحابہ سے عہد مجتہدین تک برابر اختلافی چلا آیا نہ

کہ جہاں صاحب مذہب حضرت امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کا اصل مذہب طہارت ہو اور وہی امام ثالث امام محمد سے بجز ایک روایت اور اسی کو طحاوی وغیرہ ائمہ ترجیح و تصحیح نے مختار مرجح رکھا ہونہ کہ ایسی حالت میں جہاں اس مصلحت کو بھی دخل نہ ہو جو متاخرین اہل فتویٰ کو اصل مذہب سے عدول اور روایت اخروی امام محمد کے قبول پر باعث ہوئی نہ کہ جب مصلحت انہی اس کے ترک اور اصل مذہب پر افتاد کی موجب ہو تو ایسی جگہ بلا وجہ بلکہ برخلاف وجہ مذہب مہذب صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترک کر کے مسلمانوں کو ضیق و حرج میں ڈالنا اور عامہ مؤمنین و مؤمنات جمیع دیار و اقطار ہندیہ کی نمازیں معاذ اللہ باطل اور انھیں آثم و مصر علی الکبیرۃ قرار دینا روش فقہی سے یکسر دور پڑنا ہے۔

غرض پڑیا پاک ہے۔

اس مسئلہ میں مذہب حضرت امام اعظم اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عدول کی کوئی وجہ نہیں اور ہمارے ان اماموں کے مذہب پر پڑیا کی رنگت سے نماز بلاشبہ جائز ہے۔

فقیر اس زمانے میں اس پر فتویٰ دینا پسند کرتا ہے:

کما افتی بہ حضرة

یعنی جیسا کہ اس سلسلے میں میرے

استاذی و والدی و مجدد

استاذ اور والد گرامی حضرت مجدد

المائة الحاضرة امام اهل السنة مد ظلهم العالی۔  
 العالی نے فتویٰ دیا۔ (فاروقی)

اور اس سے نماز نہ ہونے کا فتویٰ دینا آج کل سخت حرج کا باعث ہے۔

والحرج مدفوع بالنص یعنی حرج دفع ہوتی ہے نص سے

وعموم البلوی من موجبات اور عموم بلوی سے موجبات تخفیف

التخفیف لا سیما فی مسائل کے سبب خاص کر مسائل طہارت

الطهارة والنجاسة۔ اور نجاست میں۔ (فاروقی)

ہاں بادامی رنگ کی پڑیا کو سوا (کہ اس کی طہارت میں کوئی شبہ نہیں) اور رنگت کی

پڑیا سے ورع کے لئے بچنا اولیٰ ہے:

وهذا كله مصرح فی یعنی ان تمام مسئلے کی تصریح فتاویٰ

الفتاویٰ المبارکة العطايا مبارکہ "العطايا النبویة فی الفتاویٰ

النبویة فی الفتاویٰ الرضویة الرضویة" میں فرمائی۔ (فاروقی)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ امر الكتاب۔

محمد بن المعروف بحمد رضا البریلوی

كان له الله تعالى بجاه حبيبہ، احمد المجتبیٰ عليه التحية والثناء۔



فتاوى حامدي  
كتاب الصلوة  
باب  
الاذان والاقامة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسوٰہ الکریم

مسئلہ از: جناب مولانا محمد جمیل الرحمن خان صاحب بریلوی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

(۱)..... جمعہ کی اذان ثانی جو منبر کے سامنے ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے زمانہ میں مسجد کے اندر ہوتی تھی یا باہر؟

(۲)..... خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں کہاں ہوتی تھی؟

(۳)..... فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان دینے کو منع فرمایا اور مکروہ

لکھا ہے یا نہیں؟

(۴)..... اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ

عنہم کے زمانے میں اذان مسجد کے باہر ہوتی تھی اور ہمارے اماموں نے مسجد کے اندر

اذان کو مکروہ فرمایا ہے تو ہمیں اسی پر عمل لازم ہے یا رسم و رواج پر اور جو رسم و رواج

حدیث شریف و احکام فقہ سب کے خلاف پڑ جائے تو وہاں مسلمانوں کو پیروی حدیث و

فقہ کا حکم ہے یا رسم و رواج پر ازار ہنا؟

(۵)..... نئی بات وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین

وا حکام ائمہ کے مطابق ہو یا وہ بات نئی ہے جو ان سب کے خلاف لوگوں میں رائج ہو گئی ہو؟

(۶)..... مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں یہ اذان مطابق حدیث و فقہ ہوتی ہے یا اس کے خلاف اگر خلاف ہوتی ہے تو وہاں کے علمائے کرام کے ارشادات دربارہ عقائد حجت ہیں یا وہاں کے تنخواہ دار مؤذنون کے فعل اگرچہ خلاف شرع و حدیث و فقہ ہوں؟

(۷)..... سنت کے زندہ کرنے کا حدیثوں میں حکم ہے اور اس پر شہیدوں کے ثواب کا وعدہ ہے یا نہیں اگر ہے تو سنت زندہ، زندہ کی جائے گی یا سنت مردہ؟ سنت اس وقت مردہ کہلائے گی جب اس کے خلاف لوگوں میں رواج پڑ جائے یا جو سنت خود رائج ہو وہ مردہ قرار پائے گی؟

(۸)..... علماء پر لازم ہے یا نہیں کہ سنت مردہ زندہ کریں اگر ہے تو کیا اس وقت ان پر یہ اعتراض ہو سکے گا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے اگر یہ اعتراض ہو سکے گا تو سنت زندہ کرنے کی صورت کیا ہوگی؟

(۹)..... جن مسجدوں کے بیچ میں حوض ہے اس کی فصیل پر کھڑے ہو کر منبر کے سامنے اذان ہو تو بیرون مسجد کا حکم ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

(۱۰)..... جن مسجدوں میں منبر ایسے بنے ہیں کہ اس کے سامنے دیوار ہیں اگر مؤذن باہر اذان دے تو خطیب کا سامنا نہ رہے گا وہاں کیا کرنا چاہئے؟ امید کہ دسوں مسئلوں کا جدا جدا جواب مفصل و مدلل ارشاد ہوگا بینوا و توجروا۔

## الجواب اللهم عزلة الصوم والصواب

جواب سوال اول:- رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں یہ اذان مسجد

سے باہر دروازے پر ہوتی تھی۔

”سنن ابی داؤد شریف“ جلد اول صفحہ ۱۵۶ میں ہے:

”عن السائب بن يزيد رضى الله تعالى عنه قال كان

يؤذن بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا

جلس على المنبر يوم الجمعة على باب المسجد و ابى

بكر وعمر يعنى جب رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر

تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان

ہوتی اور ایسا ہی ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں“

اور کبھی منقول نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین نے

مسجد کے اندر اذان دلوائی ہو اگر اس کی اجازت ہوتی تو بیان جواز کے لئے کبھی ایسا

ضرور فرماتے واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال دوم:- جواب اول سے واضح ہو گیا کہ خلفائے راشدین

رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مسجد کے باہر ہی ہونا مروی ہے اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ

بعض صاحب جو ”بین یدیہ“ سے مسجد کے اندر ہونا سمجھتے ہیں غلط ہے، دیکھو حدیث

میں ”بین یدیدہ“ ہے اور ساتھ ہی ”علی باب المسند“ ہے یعنی حضور اقدس ﷺ و خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چہرہ انور کے مقابل مسجد کے دروازے پر ہوتی تھی بس اسی قدر ”بین یدیدہ“ کے لئے درکار ہے واللہ تعالیٰ اعلم

**جواب سوال سوم :-** بیشک فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان کو منع فرمایا اور مکروہ لکھا ہے۔

”فتاویٰ قاضی خاں“ طبع مصر جلد اول صفحہ ۷۸ (پر ہے):

”لا یؤذن فی المسجد (یعنی) مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے“

”فتاویٰ خلاصہ“ قلمی صفحہ ۶۲ (پر ہے):

”لا یؤذن فی المسجد (یعنی) مسجد میں اذان نہ ہو“

”خزانة المفتیین“ قلمی فصل فی الاذان (میں ہے):

”لا یؤذن فی المسجد (یعنی) مسجد کے اندر اذان نہ کہیں“

”فتاویٰ علمگیری“ طبع مصر جلد اول صفحہ ۵۷ (پر ہے):

”لا یؤذن فی المسجد (یعنی) مسجد کے اندر اذان منع ہے“

”بحر الرائق“ طبع مصر جلد اول صفحہ ۲۶۸ (پر ہے):

”لا یؤذن فی المسجد (یعنی) مسجد کے اندر اذان کی

ممانعت ہے“

”شرح نقایہ“ علامہ برجندی صفحہ ۸۴ (پر ہے):

”فیہ اشعار بانہ لایؤذن فی المسجد (یعنی) امام صدر

الشریعہ کے کلام میں اس پر تنبیہ ہے کہ اذان مسجد میں نہ ہو“

”غنیۃ شرح منیہ“ صفحہ ۳۷۷ (پر ہے):

”الاذان انما یکون فی المئذنة او خارج المسجد و

الاقامة فی داخله (یعنی) اذان نہیں ہوتی مگر منارہ پر یا مسجد

کے باہر اور تکبیر مسجد کے اندر“

”فتح القدر“ طبع مصر جلد اول صفحہ ۱۷۱ (پر ہے):

”قالوا لایؤذن فی المسجد (یعنی) علماء نے مسجد میں اذان

دینے کو منع فرمایا ہے“

ایضاً باب الجمعة صفحہ ۴۱۴ (پر ہے):

”هو ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراہة

الاذان فی داخله (یعنی) جمعہ کا خطبہ مثل اذان ذکر الہی ہے مسجد

میں یعنی حدود مسجد میں اس لئے کہ مسجد کے اندر اذان مکروہ ہے“

”طحاوی علی مراقی الفلاح“ طبع مصر جلد اول صفحہ ۱۲۸ (پر ہے):

”یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القہستانی عن

النظم یعنی نظم امام زند و بستی پھر قبستانی میں ہے کہ مسجد میں اذان  
مکروہ ہے“

یہاں زمانہ حال کے ایک عالم مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی ”عمدۃ الرعایہ  
حاشیہ شرح وقایہ“ جلد اول صفحہ ۲۳۵ ر میں لکھتے ہیں:

”قولہ بین یدیه ای مستقبل الامام فی المسجد کان او  
خارجہ و المسنون هو الثانی یعنی ”بین یدیه“ کے معنی  
صرف اس قدر ہیں کہ امام کے روبرو ہو مسجد میں خواہ باہر اور  
سنت یہی ہے کہ مسجد کے باہر ہو“

جب وہ تصریح کر چکے کہ باہر ہی ہونا سنت ہے تو اندر ہونا خلاف سنت ہوا تو  
اس کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ چاہے سنت کے مطابق کرو چاہے سنت کے خلاف  
دونوں باتوں کا اختیار ہے ایسا کون عاقل کہے گا بلکہ معنی وہی ہیں کہ ”بین یدیه“ سے  
یہ سمجھ لینا کہ خواہی نخواہی مسجد کے اندر ہو غلط ہے اس کے معنی صرف اتنے ہیں کہ امام  
کے روبرو ہو اندر باہر کی تخصیص اس لفظ سے مفہوم نہیں ہوتی لفظ دونوں صورتوں پر  
صادق ہے اور سنت یہی ہے کہ اذان مسجد کے باہر ہو تو ضرور ہے کہ وہی معنی لئے  
جائیں گے جو سنت کے مطابق ہیں۔

بہر کیف اتنا ان کے کلام میں بھی صاف مضرع ہے کہ اذان ثانی جمعہ بھی مسجد

کے باہر ہی ہونا مطابق سنت ہے تو بلاشبہ مسجد کے اندر ہونا خلاف سنت ہے واللہ الحمد  
واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال چہارم :- ظاہر ہے کہ حکم حدیث و فقہ کے خلاف رواج پر

اڑا رہنا مسلمانوں کو ہرگز نہ چاہئے واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال پنجم :- ظاہر ہے کہ جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و

خلفائے راشدین و احکام فقہ کے خلاف نکلی ہو وہی نئی بات ہے اسی سے بچنا چاہیے نہ کہ  
سنت و حکم حدیث و فقہ سے واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال ششم :- مکہ معظمہ میں یہ اذان کنارہ مطاف پر ہوتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں مسجد الحرام شریف مطاف ہی تک تھی۔

”مسک متقط“ علی قاری طبع مصر صفحہ ۲۸۰ (پر ہے):

”المطاف هو ما كان في زمنه صلى الله تعالى عليه و

سلم مسجدا“ یعنی مطاف وہ ہے جو نبی کریم ﷺ کے زمانہ

اقدس میں مسجد تھا۔ (فاروقی)

تو حاشیہ مطاف بیرون مسجد محل اذان تھا اور مسجد جب بڑھالی جائے تو پہلے

جو جگہ اذان یا وضو کے لئے مقرر تھی بدستور مستثنیٰ رہے گی و لہذا مسجد اگر بڑھا کر

کنواں کو اندر کر لیا وہ بند نہ کیا جائے گا جیسے زمزم شریف حالانکہ مسجد کے اندر کنواں



بنانا ہرگز جائز نہیں۔

”فتاویٰ قاضی خان و فتاویٰ خلاصہ و فتاویٰ علمگیریہ“ صفحہ ۴۰ (پر ہے):

”یکرہ المضمضة و الوضوء فی المسجد الا ان یكون

ثمہ موضع اعد لذلك و لا یصلی فیہ“ یعنی مسجد میں کلی

اور وضو کرنا مکروہ ہے مگر یہ کہ وہاں ایسی جگہ ہو جو اس کے لئے

بنائی گئی ہو اور اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ (فاروقی)

وہیں ہے:

JANNATI KAUN?

”لا یحفر فی المسجد بشرمء ولو قدیمۃ تترك

کبشر زمزم“ یعنی مسجد میں کنواں نہ کھودا جائے اور اگر پرانا ہو تو اسے

یونہی باقی رکھا جائے جیسا کہ آب زمزم کا کنواں۔ (فاروقی)

تو مکہ معظمہ میں اذان ٹھیک محل پر ہوتی ہے مدینہ طیبہ میں خطیب سے بیس بلکہ

زائد ذراع کے فاصلہ پر ایک بلند مکبرہ پر کہتے ہیں طریق ہند کے تو یہ خلاف ہوا اور وہ

جو ”بین یدیہ“ وغیرہ سے منبر کے متصل ہونا سمجھتے تھے اس سے بھی رد ہو گیا تو ہندی فہم

و طریقہ خود ہی دونوں حرم محترم سے جدا ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ مکبرہ قدیم سے ہے یا بعد کو حادث ہوا اگر قدیم ہے تو مثل

منارہ ہوا کہ وہ اذان کے لئے مستثنیٰ ہے جیسے کہ ”غنیۃ“ سے گزرا اور اسی طرح ”خلاصہ و

فتح القدیر و بر جندی کے صفحات مذکورہ میں ہے کہ اذان منارہ پر ہو یا مسجد کے باہر مسجد کے اندر نہ ہو اس کی نظیر موضع وضو چاہیں کہ قدیم سے جدا کر دیئے ہوں نہ اس میں حرج نہ اس میں کلام اور اگر حادث ہے تو اس پر اذان کہنا بالائے طاق پہلے یہی شوب دیجئے کہ وسط مسجد میں ایک جدید مکان ایسا کھڑا کر دینا جس سے صفیں قطع ہوں کس شریعت میں جائز ہے قطع صف بلاشبہ حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”من قطع صفا قطعہ اللہ (یعنی) جو صف کو قطع کرے اللہ

اسے قطع کر دے“ رواہ النسائی والحاکم بسند صحیح

عن ابن عمر رضی تعالیٰ عنہما“

نیز علماء نے تصریح فرمائی کہ مسجد میں پیڑ بونا منع ہے کہ نماز کی جگہ گھیرے گا نہ کہ یہ مکبرہ کہ چار جگہ سے جگہ گھیرتا ہے اور کتنی صفیں قطع کرتا ہے بالجملہ اگر وہ جائز طور پر بنا تو مثل منارہ ہے جس سے مسجد میں اذان ہونا نہ ہو اور ناجائز طور پر ہے تو اسے ثبوت میں پیش کرنا کیا انصاف ہے؟۔

اب ہمیں افعال مؤذنین سے بحث کی حاجت نہیں مگر جواب سوال کو گزارش کہ ان کا فعل کیا حجت ہو حالانکہ خطیب خطبہ پڑھتا ہے اور یہ بولتے جاتے ہیں جب وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام لیتا ہے یہ باواز ہر نام پر رضی اللہ عنہ کہتے جاتے ہیں

جب وہ سلطان کا نام لیتا ہے یہ بآواز دعا کرتے ہیں اور یہ سب بالاتفاق ناجائز ہے صحیح حدیثیں اور تمام کتابیں ناطق ہیں کہ خطبہ کے وقت بولنا حرام ہے۔  
 ”درمختار ورد المختار“ جلد اول صفحہ ۸۵۹ (پر ہے):

”امامنا يفعلہ المؤمنون حال الخطبة من الترضی

ونحوہ فمکروه اتفاقا یعنی وہ جو یہ مؤذن خطبے کے وقت

رضی اللہ عنہ وغیرہ کہتے جاتے ہیں یہ بالاتفاق مکروہ ہے“

یہی مؤذن نماز میں امام کی تکبیر پہنچانے کو جس وضع سے تکبیر کہتے ہیں اسے کون

عالم جائز کہہ سکتا ہے مگر سلطنت کے وظیفہ داروں پر علماء کا کیا اختیار، علمائے کرام نے تو

اس پر یہ حکم فرمایا کہ تکبیر درکنار اس طرح تو ان کی نمازوں کی بھی خیر نہیں، دیکھو ”فتح

القدر“ جلد اول صفحہ ۲۶۲ و ۲۶۳ / و ”درمختار ورد المختار“ صفحہ ۶۱۵ / خود مفتی مدینہ منورہ

علامہ سید اسعد حسینی مدنی تلمیذ علامہ صاحب ”مجمع الانہر“ رحمہما اللہ تعالیٰ نے تکبیر میں

اپنے یہاں کے مکبروں کی سخت بے اعتدالیاں تحریر فرمائی ہیں۔

دیکھو ”فتاویٰ اسعدیہ“ جلد اول صفحہ ۸ / آخر میں فرمایا ہے:

”اما حرکات المکبرین و صنعتہم : انا ابرؤ الی اللہ

تعالیٰ منہ یعنی ان مکبروں کی جو حرکتیں، جو کام ہیں میں ان

سے اللہ تعالیٰ کی طرف برأت کرتا ہوں“

اور اوپر اس سے بڑھ کر لفظ لکھا پھر کسی عاقل کے نزدیک ان کا فعل کیا حجت ہو سکتا ہے نہ وہ علماء ہیں نہ علماء کے زیر حکم واللہ تعالیٰ اعلم

**جواب سوال ہفتم :-** بیشک احادیث میں سنت زندہ کرنے کا حکم اور اس پر بڑے ثوابوں کے وعدے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”من احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنة (یعنی) جس نے میری سنت زندہ کی بے شک اسے مجھ سے محبت ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا اللہم ارزقنا

رواہ الجزری فی الابانۃ والترمدی بلفظ من احب“

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”من احب سنتی فقد احبنت بعدی فان له من من الاجر مثل اجور من من عمل بنہا من غیر ان ینقض من اجور ہم شینا (یعنی) جو میری کوئی سنت زندہ کرے کہ لوگوں نے میرے بعد چھوڑ دی ہو جتنے اس پر عمل کریں سب

کے برابر اسے ثواب ملے اور ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو

رواہ الترمذی و رواہ ابن ماجہ عن عمرو بن عوف“

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں:

”من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة

شہید (یعنی) جو فساد امت کے وقت میری سنت مضبوط تھامے

اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے“ رواہ البیہقی فی الزہد“

اور ظاہر ہے کہ زندہ وہی سنت کی جائے گی جو مردہ ہوگئی اور سنت مردہ جب ہی

ہوگی کہ اس کے خلاف رواج پڑ جائے واللہ تعالیٰ اعلم

**جواب سوال ہاشتم :-** احيائے سنت علماء کا تو خاص فرض منصبی ہے اور

جس مسلمان سے ممکن ہو اس کے لئے حکم عام ہے ہر شہر کے مسلمانوں کو چاہیے کہ

اپنے شہر یا کم از کم اپنی اپنی مساجد میں اس سنت کو زندہ کریں اور سو شہیدوں کا

ثواب لیں اور اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے یوں ہو تو

کوئی سنت زندہ نہ کر سکے۔

امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنی سنتیں زندہ فرمائیں

اس پر ان کی مدح ہوئی نہ کہ الٹا اعتراض کہ تم سے پہلے تو صحابہ و تابعین تھے رضی

اللہ عنہم واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال نہم :- حوض کہ بانی مسجد نے قبل مسجدیت بنایا اگرچہ وسط

مسجد میں ہو وہ اور اس کی فصیل ان احکام میں خارج مسجد ہے لانه موضع اعد للوضوء

كما تقدم واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال دہم :- لکڑی کا منبر بنائیں کہ یہ سنت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم ہے اسے گوشہ محراب میں رکھ کر محاذات ہو جائے گی اور اگر صحن کے بعد مسجد کی

بلند دیوار ہے تو اسے قیام مؤذن کے لائق تراش کر باہر کی جانب جالی یا کواڑ لگالیں۔

مسلمان بھائیو! یہ دین ہے کوئی دنیوی جھگڑا نہیں دیکھ لو کہ تمہارے نبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کیا ہے تمہاری مذہبی کتابوں میں کیا لکھا ہے حضرات علمائے اہل

سنت سے معروض حضرات اھیائے سنت آپ کا کام ہے اس کا خیال نہ فرمائیے کہ آپ

کے ایک چھوٹے نے اسے شروع کیا وہ بھی آپ ہی کا کرنا ہے۔

آپ کے رب کا حکم ہے:

”تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ“ نیکی اور پرہیزگاری پر ایک

دوسرے کی مدد کرو۔ (کنز الایمان)

اور اگر آپ کی نظر میں یہ مسئلہ صحیح نہیں تو غصہ کی حاجت نہیں بے تکلف بیان حق

فرمائیے اور اس وقت لازم ہے کہ ان دسوں سوالوں کے جدا جدا جواب ارشاد ہوں اور

ان کے ساتھ ان پانچ سوالوں کے بھی:

(۱۱)..... اشارت مرجوح ہے یا عبارت اذعان میں فرق کیا ہے؟

(۱۲)..... کیا محتمل صریح کا مقابل ہو سکتا ہے؟

(۱۳)..... تصریحات کتب فقہ کے سامنے کسی غیر کتاب فقہ سے ایک استنباط پیش

کرنا کیسا ہے خصوصاً استنباط بعید یا جس کا منشا بھی غلط؟

(۱۴)..... حنفی کو تصریحات فقہ حنفی کے مقابل کسی غیر کتاب حنفی کا پیش کرنا کیسا ہے؟

(۱۵)..... قرآن مجید کی تجوید فرض عین ہے یا نہیں اگر ہے تو کیا سب ہندی علماء

اسے بجالاتے ہیں یا سو میں کتنے؟ بینوا تو جروا والہ تعالیٰ اعلم

محمد المعروف بحمد رضا خان قادری

ولد اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان قادری برکاتی مدظلہم

الجواب صحیح مہر عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان احمدی سنی حنفی قادری

اصاب من اجاب مہر مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب قادری

ذالک کذلک مہر مولوی امجد علی صاحب اعظمی رضوی

الجواب صحیح مہر مولوی محمد رضا خان صاحب قادری

فتویٰ: سماحۃ الشیخ حضرت علامہ مفتی احمد الجزاڑی  
 حسینی مفتی مالکیہ مدینہ منورہ  
 حامداً ومصلياً مبسلاً

ما قولکم ایہا العلماء  
 الکرام القاطنین  
 بدارالمحجوب او صلکم  
 اللہ الی المطلوب فی  
 الاذان الثانی للخطبة  
 الذی یؤذن بہ بین یدی  
 الخطیب این یؤذن المؤذن  
 افی داخل المسجد او  
 خارج المسجد علی باب  
 المسجد کماورد فی الحدیث  
 الشریف فی سنن ابی  
 داؤد حدثنا النقیلی حدثنا  
 محمد بن سلمة عن  
 کیا فرماتے ہیں دیارمحبوب مدینہ  
 منورہ کے ساکن علمائے کرام اللہ  
 تعالیٰ آپ کو فہم از المرام کرنے اذان  
 ثانی کے بارے میں جو خطبہ کے  
 وقت خطیب کے سامنے دی جاتی  
 ہے یہ اذان مؤذن کہاں دے؟  
 داخل مسجد یا خارج مسجد، مسجد کے  
 دروازہ پر جیسا کہ وارد ہوا ہے۔  
 حدیث شریف جو سنن ابوداؤد میں  
 ہے، حدیث بیان کی ہم سے نقیلی  
 نے اور ان سے محمد بن سلمہ نے اور  
 ان سے محمد بن اسحاق نے اور ان سے  
 زہری نے اور وہ روایت کرتے ہیں



کرتے ہیں سائب بن یزید (رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہم) سے اذان دی جاتی  
 تھی رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم  
 کے سامنے جبکہ آپ منبر پر بیٹھتے تھے  
 جمعہ کے دن مسجد کے دروازے پر  
 اور اسی طرح اذان دی جاتی تھی  
 حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر  
 فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ  
 خلافت میں۔ امر مسنون اس میں  
 کیا ہے اور اذین کہاں دی جاتی تھی  
 رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ  
 کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم  
 اجمعین کے عہد میں۔ یہ حدیث جو  
 مروی ہوئی ہے ”سنن ابوداؤد“ میں  
 ہے یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں اور اس  
 پر اہل سنت و جماعت کا عمل ہے

محمد بن اسحاق عن  
 الزہری عن السائب بن  
 یزید قال کان یؤذن بین  
 یدی رسول اللہ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس  
 علی المنبر یوم الجمعة  
 علی باب المسجد وابی  
 بکر وعمر وما الامر  
 المسنون فیہ واین کان  
 یؤذن بہ فی عہد رسول  
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم و اصحابہ رضوان  
 اللہ علیہم اجمعین وهل  
 صح الحدیث المذکور فی  
 سنن ابی داؤد العمل بہ  
 عمل السنة ام لافقط

بینو ابالکتاب تو جروا ہے یا نہیں؟ فقط بیان کیجئے بذریعہ  
یوم الحساب . کتاب اور اجر پائے بروز حساب .

المستفتی: خادم العلماء سید محمد عمر

ملک ہند پبلی بھیت محلہ احمد زئی

الجبور: و صلی اللہ  
تعالیٰ علی سیدنا محمد  
وعلی آلہ وصحبہ وسلم  
تسلیمما الفقہاء رحمہم  
اللہ تعالیٰ ادری بمراتب  
الحدیث وبالاحکام  
الشریعة وقد نصوا علی ان  
کلامن الاذانین الاول  
والثانی لصلاة الجمعة  
سنة والثانی اکدلانه الذی  
کان فی زمنہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم ثم لما  
الجبور: و صلی اللہ تعالیٰ علی سید  
نا محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیمما، فقہاء رحمہم  
اللہ تعالیٰ احکام شریعت اور حدیث  
کے اقسام کو زیادہ جاننے والے ہیں  
فقہاء نے صلوٰۃ جمعہ کے لئے ہر دو  
اذان یعنی اذان اول و ثانی کا سنت  
ہونا احادیث شریف سے ثابت کیا  
ہے اور اذان ثانی زیادہ مؤکد ہے  
کیوں کہ یہ اذان رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک  
میں تھی، جب آدمی زیادہ ہو گئے تو  
حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

كثر الناس زاد عثمان  
 رضى الله عنه اذانا آخر  
 وواقفه الصحابة رضى لله  
 عنهم عليه وقد جرى  
 عمل اهل الحجاز  
 ومصر والشام على فعله  
 فى مئذنة المسجد و  
 الخطيب على المنبر  
 وجرى عمل امصار  
 المغرب وقراها قاطبة  
 على فعله على المنارة  
 وهو الاصبوب فانه فعله  
 فى المسجد لاثمرة له من  
 اسماع الخارجين من  
 المسجد ليسعوا الى ذكر  
 الله ويذروا البيع وكل ما  
 نى دوسرى اذان زياده كى اور اس پر  
 صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے موافقت  
 كى اور اس پر اہل حجاز اور اہل مصر اور  
 اہل شام وغیر ہم كائىلى جارى ہوا۔  
 حضرت عثمان رضى اللہ تعالیٰ عنہ كے  
 فعل اذان پر ائجد كے مكبرہ میں اس  
 حال میں كہ خطيب منبر پر ہوا اور اس  
 پر اہل مغرب كے شہر والوں اور  
 دہاتوں كائىلى جارى ہوا۔ تمامہ حضرت  
 عثمان رضى اللہ تعالیٰ عنہ كے فعل اذان  
 پر منارہ پر اور وہى اصوب ہے اس لئے  
 فعل اذان فى المسجد كائىلى فائدہ نہیں  
 ان لوگوں كو جو مسجد سے خارج ہیں  
 تا كہ ذكر اللہ كى طرف سعى كریں اور  
 بیع (خرید و فروخت، كاروبار) كو چھوڑ  
 دیں اور اس چیز كو جو نماز كے لئے

يشغلهم واما الحاضرون  
 في المسجد فلاحاجة  
 لهم بالاذان وكره مالک  
 رحمه الله تعالى فعله فيه  
 وقال بعضهم انه بد عته  
 مضيعة لثمرته والله  
 سبحانه وتعالى اعلم .  
 کے لئے مانع ہے اور حاضرین مسجد  
 کے لئے اذان کی حاجت نہیں ہے  
 اور مکروہ جانا ہے امام مالک رحمۃ اللہ  
 تعالیٰ علیہ نے فعل اذان کو مسجد میں  
 اور کہا بعض نے بدعت مضيعة (ضائع  
 ہونے والی عیبی وہ بدعت جس سے  
 کچھ حاصل نہیں) ہے واللہ تعالیٰ اعلم .

نمقہ الفقیر الی مولانا الغنی احمد الجزائری الحسینی

مفتی المالکیہ بمدینة خیر البریة .

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 الْعِظْمَاءُ

# فتویٰ: فضیلۃ الشیخ حضرتۃ العلام المفتی محمد توفیق ایوبی حنفی مدرس حرم نبوی شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجموں: الحمد لله تعالى والصلوة والسلام  
والصلوة والسلام على  
سيدنا محمد وآله و  
صحبته اجمعين فان هذا  
الحديث اخرجه البخاري  
في صحيحه والامامان  
الشافعي واحمد و البخاري  
عن السائب بن يزيد رضي  
الله تعالى عنه قال كان  
النساء يوم الجمعة اوله  
اذا جلس الامام على  
المنبر على عهد رسول الله  
صلى الله تعالى عليه

الجموں: الحمد لله تعالى والصلوة والسلام  
على سيدنا محمد وآله وصحبه اجمعين حديث  
جس کوروايت کیا ہے امام بخاری نے  
اپنی صحیح میں اور اسے امام شافعی رضی  
الله تعالیٰ عنہ اور امام احمد رضی الله تعالیٰ  
عنہ نے بھی روایت کی ہے اور امام  
بخاری نے روایت کی ہے حضرت  
سائب بن يزيد رضی الله تعالیٰ عنہ سے  
کہ فرمایا: اذان اول جمعہ کے دن اس  
وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا  
تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور  
حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر  
فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اذان  
دی جاتی تھی جس وقت کہ آپ جمعہ  
کے دن منبر پر تشریف رکھتے تھے  
مسجد کے دروازہ پر اور اسی طرح  
حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر  
فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ  
خلافت میں پہلے جب حضرت عثمان  
غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت  
آیا اور لوگوں کی کثرت ہوئی تو آپ نے  
اذان ثالث زیادہ فرمائی مقام زور امیں۔  
پس ثابت ہو گیا یہ امر ”سبیل الہدی  
والرشاد فی سیرۃ خیر العباد“ کے جزء سابع  
سے جو علامہ محمد عابد السندی ثم المدنی  
کی تصنیف ہے اور یہ کتاب کتب خانہ  
حمودیہ باب السلام میں ہے اور اسی

وسلم وفی روایۃ کان  
یؤذن بین یدی رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم اذا جلس علی  
المنبر یوم الجمعة علی  
باب المسجد وابی بکر و  
عمر فلما کان عثمان و  
کثر الناس زاد النداء  
الثالث علی الزوراء فثبت  
الامر من الجزء السابع  
من ”سبیل الہدی والرشاد  
فی سیرۃ خیر العباد“  
للعلامة محمد عابد  
السندی ثم المدنی فی  
کتب خانہ الحمودیہ  
باب السلام وکذا لک

صرح به فی روایة الطبرانی  
وهو يدل علی ان السنة  
الثابتة عنه صلی الله تعالی  
علیه وسلم وعن سیدنا  
ابی بکر و عمر انما هو  
التاذین علی باب المسجد  
والمبتادر انہافی خارجہ  
لا فی داخلہ ویؤید ذالک  
مانقل عن مالکیة والحنفیة  
من کراهیة الاذان داخل  
المسجد وان جعلت علی  
بمعنی الاستعلاء الحقیقی  
فیكون الاذان فوق الباب  
وہذا لیس ببعید ایضاً اذ  
فائدتہ او مر لان الاسماع  
والاعلام بہ اتم واللہ

طرح تصریح کی ہے ”طبرانی“ کی ایک  
روایت میں اور وہ تصریح دلالت کرتی  
ہے اس امر پر کہ سنت ثابتہ عہد رسول  
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر  
صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی  
اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ ہے کہ اذان دینا  
مسجد کے دروازہ پر ہی ہے اور تبادر امر  
یہ ہے کہ اذان خارج مسجد ہے نہ داخل  
مسجد اور اس کی تائید اس سے ہوتی  
ہے جو نقل کیا گیا ہے مالکیہ اور حنفیہ  
کا قول داخل مسجد اذان کی کراہت میں  
اور اگر حرف ”علی“ کو استعلاء حقیقی  
کے معنی میں لیا جائے تو پس ہوگی  
اذان فوق الباب اور یہ بھی بعید نہیں  
ہے کیونکہ اذان کا فوق الباب ہونا  
اولیٰ ہے اس واسطے کہ اسماع اور اعلام

سجانه و تعالى اعلم و هو اذان دروازے پر اتم ہے واللہ

ولی التوفیق . سجانه تعالى اعلم وهو ولی التوفیق .

کتبه الفقير محمد توفیق الایوبی الانصاری الحنفی

احد مدرسی الحرم الشریف النبوی .



JANNATI KAUN?

اللہ اعلم  
العظیم



فتاوى حامد بن

كتاب الصلوة

باب القراءة

والجماعة والجمعة

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ  
 وصل سورۃ تکبیر رکوع سے کرنا چاہئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔  
 (الجمول):۔ اگر ختم قرأت ثنائی الہی عزاسمہ پر ہو تو وصل بہتر ہے مثلاً سورۃ  
 نصر میں ”اِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا“ کی جگہ ”تَوَّابًا لِلّٰهِ الْكَبِيْرُ“ اور واہین میں ”اَلَيْسَ اللّٰهُ  
 بِاَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ اللّٰهُ الْكَبِيْرُ“ ورنہ فیصل اولیٰ۔  
 ”فتاویٰ عالمگیریہ“ میں ہے:

”قال القاضي الامام السعيد النجيب ابو بكر اذا فرغت من  
 القراءة وتريد ان تكبر للركوع ان كان الختم بالثناء  
 فالوصل بالله اكبر اولى ولو لم يكن فالفصل اولي كقوله  
 تعالى ان شائناك هو الا بتر هكذا في التاتارخانية اه“ یعنی  
 حضرت قاضی امام سعید نجیب ابو بکر نے فرمایا کہ جب قرأت  
 سے فارغ ہو جائے اور رکوع کے لئے تکبیر اپنے کارادہ کرے  
 اگر ثناء کے ختم پر ہو تو اللہ اکبر کے ساتھ وصل اولیٰ ہے اور اگر ختم  
 پر نہ ہو تو فصل اولیٰ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ”ان شائناک هو  
 الا بتر“ ایسے ہی ”تاتارخانیہ“ میں ہے۔ (فاروقی)

واللہ تعالیٰ اعلم

محمد بن المعروف بحمد رضا البریلوی

حکمت

كان له الله تعالى بجاه حبيبه احمد المجنبي عليه التحية والثناء.

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ  
چند آدمیوں کا اکٹھے ہو کر بآواز بلند تلاوت قرآن کرنا جائز ہے یا نہیں اور مسجد  
میں قرآن شریف یاد کرنا بآواز بلند بعد جماعت اولیٰ کے حالانکہ اور نمازی اپنی نماز ادا  
کر رہے ہوں جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

(الجموں: استماع قرآن مجید فرض کفایہ ہے۔)

قال (اللہ) تعالیٰ:

”وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ“

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش  
رہو کہ تم پر رحم ہو۔ (کنز الایمان)

یہ آیت کریمہ اگرچہ دربارہ نماز وارد ہے مگر ”إِذَا قُرِئَ“ عام ہے اور خصوص سبب  
کا لحاظ نہیں عموم لفظ کا اعتبار ہے اور انصت واجب بلکہ حسب تصریح امام برہان الدین  
مرغینانی صاحب ”ہدایہ“ فرض ”ردالمحتار“ میں ہے:

”قوله افتراض الانصات عبر بالافتراض تبعاً للهداية و عبر

فی النہر بالوجوب قال ط و هو الاولی لان ترکہ مکروہ

تحریماً“ یعنی خاموشی کو فرض سے تعبیر کیا صاحب ”ہدایہ“ کی اتباع

میں اور ”نہر“ میں وجوب سے تعبیر کیا، طحاوی نے فرمایا: یہی اولیٰ

ہے اس لئے اس کا ترک مکروہ تحریمی ہے۔ (فاروقی)

جب سب مل کر بآواز بلند پڑھیں گے رفض فرض و ترک واجب کے سبب مرتکب ہو کر گناہگار ہوں گے تلاوت نہیں قرآن عظیم میں منازعت ہے کہ ناجائز ہے۔  
قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

”مالی انزع القرآن کذا فی المشکوٰۃ“ یعنی مجھے  
کیا ہوا کہ میں قرآن میں جھگڑتا ہوں۔ (فاروقی)

”علمگیری“ میں ہے:

”یکرہ للقوم ان یقرؤ القرآن جملة لتضمنها ترک  
الاستماع والانصات المأمور بہما کذا فی القنیۃ“ یعنی  
چند لوگوں کا قرآن پاک اس طرح پڑھنا کہ اس میں استماع و  
انصات کا ترک ہو کر وہ ہے۔ (فاروقی)

یونہی بلند آواز سے لوگوں کے اشتغال کے وقت بھی خواہ وہ کام دینی ہوں یا  
دنیوی تلاوت ممنوع ہے اور پڑھنے والا بوجہ اضاعت حرمت قرآن عظیم گناہگار ہوگا۔  
”غنیۃ“ صفحہ ۲۹۷ میں ہے:

”فالائم علی القاری لقراءہ جہرا فی موضع اشتغال الناس  
باعمالہم“ یعنی قاری گنہگار ہوگا اپنے کاموں میں مشغول لوگوں  
کے پاس بلند آواز سے قرأت کرنے کے سبب۔ (فاروقی)  
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از: دلاور حسین صاحب موضع اٹنگا چاند پور پرگنہ نواب گنج ضلع بریلی شریف  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

اس موضع اٹنگا چاند پور پرگنہ نواب گنج میں دو مسجدیں پختہ اور ایک عید گاہ پختہ  
موجود ہیں اور عرصہ چالیس سال سے نماز جمعہ بڑی مسجد میں اور عیدین عید گاہ میں ہوتی  
ہیں اور پنجگانہ بھی ہوتا چلا آیا ہے اور عید گاہ آٹھ سال سے تیار ہوئی ہے اور رمضان  
شریف میں تراویح اور قرآن شریف ہوتا ہے۔

اب بعض شخص کہتے ہیں کہ شرائط نماز جمعہ و عیدین یہاں موجود نہیں ہیں  
بموجب مذہب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نماز جمعہ یہاں جائز نہیں اور نماز  
ظہر بھی فوت ہوتی ہے لہذا جمعہ و عیدین متروک ہونا چاہیے چونکہ اس بستی میں مسلمان  
بکثرت آباد ہیں اور عیدین میں مجمع کثیر مسلمانوں کا بیرون جات سے یہاں آ کر جمع  
ہوتا ہے و رشوکت اسلام کی ایک صورت ہے پس اس صورت میں جمعہ و عیدین ترک کیا  
جائے یا بدستور سابق قائم رکھا جائے لیکن نماز جمعہ سے یہ فائدہ ہے کہ بہت شخص نماز  
پنجگانہ کے پابند نہیں ہیں مگر بضرورت جمعہ آٹھویں روز نماز ادا کرتے ہیں بحالت دیگر  
یہ لوگ تارک الصلوٰۃ رہیں گے اگرچہ یہاں بازار اور تھانہ نہیں ہے لیکن پانچ چھ  
دکانیں ضروری اشیا کی موجود ہیں بینوا تو جروا۔

(الجواب): جمعہ و عیدین کے لئے شہر یا متعلقات مثلاً کمپ اسٹیشن پنچہری چاند  
ماری پریڈ گھوڑ دوڑ کا میدان ہونا شرط ہے دیہات میں جمعہ و عیدین نہ فرض نہ اس کی ادا

جائز و صحیح بلکہ پڑھنے والے متعدد گناہوں کے مرتکب ہوں گے۔ یہی ہے ظاہر الروایۃ اور ہمارا مذہب، مفتی کو مذہب سے عدول ناجائز و اتباع قول صحیح و ارنج واجب ہے۔  
”ردالمحتار“ میں ہے:

”ولا يجوز العدول عنه لانه هو المذهب و علينا اتباع ما صححوه و ما رجحوه“ یعنی اس سے عدول جائز نہیں اس لئے کہ یہی مذہب ہے اور ہم پر اس قول کی اتباع واجب ہے جس کی تصحیح و ترجیح ہمارے ائمہ نے فرمائی۔ (فاروقی) مگر علماء فرماتے ہیں کہ:

”من لم يعرف اهل زمانه فهو جاهل“ یعنی جو اپنے اہل زمانہ کو نہ پہچانے وہ جاہل ہے۔ (فاروقی)

آج کل عوام و جہال کا حال اور احکام الہیہ میں سستی و توانائی بحد کمال دیکھ کر حضور اعلیٰ حضرت قبلہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنا دستور فرمایا ہے کما صرح بہ فی فتاواہ المبارکۃ کہ: خود نہ دیہات میں جمعہ و عیدین کا حکم دیں نا آپ انہیں پڑھنے سے روکیں نہ روکنے میں کوشش پسند فرمائیں مشاہدہ ہے کہ عوام کو جہاں اس سے زکوٰۃ و فرائض بھی چھوڑ بیٹھتے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ جس طرح وہ خدا و رسول کا نام لینا چاہیں اس میں سدراہ نہ ہونا چاہیے۔

سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الاسنی نے ایک شخص کو بعد نماز عید نفل پڑھتے دیکھا

حالانکہ بعد عید نفل ناجائز و مکروہ ہیں کسی نے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین آپ منع نہیں فرماتے فرمایا کہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں مصداق اس آیت کا نہ ہو جاؤں۔

”أَرَأَيْتَ الَّذِي يُنْهَى عَبْدًا إِذَا صَلَّى كَمَا تَوَنَّى أَسَى دِيكْهُ جَوَّ“

بندہ کو نماز سے منع کرتا ہے ذکرہ فی الدر المختار

آفتاب نکلنے وقت نماز ناجائز ہے مگر علماء فرماتے ہیں کہ عوام پڑھتے ہوں تو انھیں منع نہ کیا جائے کیوں کہ وہ چھوڑ بیٹھیں گے کہ ایک قول پر ادا کر لینا بالکل چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔

JANNATI KAUN?

”در مختار“ میں ہے:

”و کرہ تحریما صلاة مطلقا مع شروق الا العوام فلا

یمنعون من فعلها لانهم یترو کونها والاداء الجائز عند

البعض اولی من التروک کما فی القنیة وغیرها“ یعنی

طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے مگر عوام منع

نہ کئے جائیں گے اپنے اس فعل سے، اس لئے کہ وہ اسے

ترک کر دیں گے اور ادائے جائز اولیٰ ہے بعین کے نزدیک

ترک سے جیسا کہ ”قنیہ“ وغیرہ میں ہے۔ (فاروقی)

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

فتاوى حامد بن  
كتاب الصلوة  
باب  
الواتر والنوافل



کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

فرض اگر جماعت سے نہ ملے تو جماعت وتر میں شریک ہونا چاہیے یا نہیں؟ ایک

گلابی مولوی کہتے ہیں کہ اکیلے فرض پڑھے تو بھی جماعت وتر میں شریک ہو سکتا ہے، کیا

فتویٰ مفتی عنایت احمد میں ایسا لکھا ہے؟ بینوا و توجروا۔

(الجورج): اگر تنہا فرض پڑھے یعنی نہ اس امام کے پیچھے نہ کسی دوسری جگہ کی جماعت

میں تو جماعت وتر میں شریک نہیں ہو سکتا۔

”غنیہ شرح منیہ“ ابراہیم حلبی (۳۱۰) میں ہے:

”وإذا لم یصل الفرض مع الإمام عز منعمین إلا نعمة الكرايسی

انه لا يتبعه فی التراویح ولا فی الوتر جب فرض امام کے ساتھ نہ

پڑھے تو ائمہ کراہیسی سے مروی کہ جماعت وتر میں نہ ملے“

”تاتارخانیہ“ میں تتمہ سے ہے:

”سئل علی بن احمد عن صلی الفرض و التراویح

وحدہ او التراویح فقط هل یصل الوتر مع الامام فقال

لاہ (یعنی) علامہ علی بن احمد سے پوچھا گیا کہ جس نے فرض

وتر اویح اکیلے پڑھے ہوں وہ امام کے ساتھ وتر پڑھے؟

فرمایا نہیں“

”قہستانی“ میں ہے:

”اذا لم یصل الفرض مع الامام لا یتبعه فی الوتر  
(یعنی) جب امام کے ساتھ فرض نہ پڑھے ہوں تو وتر میں اس  
کی اقتداء نہ کرے“

ان مولوی صاحب نے شاید ”درمختار“ کا قول:

”ولولم یصلینا ای التراویح بالامام أو صلاحها مع غیره  
لہ ان یصلی الوتر معہ“ یعنی اگر امام کے ساتھ تراویح نہ  
پڑھی یا کسی دوسری جماعت میں پڑھی ہو تو اس کے ساتھ تراویح جماعت  
سے پڑھنا جائز ہے۔ (فاروقی)

دیکھا اور اس کا مطلب نہ سمجھا، یہ قول صرف دربارہ تراویح ہے فرض کے  
باجماعت اور بے جماعت ادا کرنے کی صورت سے اسے اصلاً کوئی علاقہ نہیں چنانچہ  
”یصلیہا“ کی ضمیر خود صاحب ”درمختار“ نے جانب تراویح پھیر کر مطلب صاف کر دیا  
ہے اور اب بھی تسکین نہ ہو تو اسی مقام سے ”ردالمحتار“ اٹھا کر دیکھ لی جائے اسی قول  
”ولولم یصلینا ای التراویح بالامام کے بعد شرح میں فرماتے ہیں:

”ای وقد صلی الفرض معہ“ یعنی جبکہ فرض امام کے ساتھ  
پڑھی ہو۔ (فاروقی)

”تاتارخانیہ وقہستانی“ کی عبارات جو ہم نے اوپر ذکر کیں، انہوں نے نقل فرما کر مسئلہ مصرح فرمادیا اور مطلب کھول دیا ہے ہاں اگر اس جماعت کے علاوہ کسی دوسری جماعت میں فرض پڑھے ہوں جب بھی اس امام کے پیچھے جماعت وتر میں شریک ہونا درست ہے علامہ شامی اس قول کے بعد بطور استدراک فرماتے ہیں:

”لکن ینبغی ان یکون قول القہستانی معہ احتراماً  
عن صلاتہا مفرداً اما لو صلاھا جماعة مع غیرہ ثم  
صلی الوتر معہ لا کراہة تأمل“ یعنی لیکن مناسب ہے کہ  
قبستانی کا قول اس کے ساتھ مفرد نماز سے احترام ہو بہر حال  
اگر اس نے کسی دوسری جماعت میں فرض پڑھی پھر اس کے  
ساتھ وتر پڑھی تو اس میں کوئی کراہت نہیں۔ (فاروقی)

جناب مولانا مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ ”الدر الفرید  
فی مسائل القیام و العید“ کے حاشیہ میں جو تحریر ہے کہ جس نے فرض باجماعت نہ  
پڑھے ہوں اسے جماعت وتر میں ملنا جائز ہے اور اس سے علامہ طحطاوی کی جانب  
منسوب کر دیا ہے، یہ سہو ہے کیونکہ بعد مراجعت حاشیہ ”علامہ طحطاوی علی الدر المختار“  
معلوم ہوتا کہ اس میں اس کے لئے کوئی نص صریح نہیں صرف اتنا ہے کہ:

”قضية التعلیل فی المسئلة السابقة بقولہم لأنها تبع ان  
یصلی الوتر جماعة فی هذه الصورة لأنه لیس بتبع

للتراویح وللعشاء عند الامام رحمه الله انتهى حلبی  
 یعنی پچھلے مسئلہ کی علت ایسا چاہتی ہے کہ دریں صورت سب  
 مقتدیوں کے جماعت تراویح ترک کرنے کے بھی وتر باجماعت  
 جائز ہو کیوں کہ امام صاحب کے نزدیک وتر نہ تراویح کے  
 تابع ہے نہ عشاء کے

فقیر کہتا ہے اول تو خود علامہ طحطاوی نے کوئی حکم جزم نص صریح نہیں فرمایا  
 صرف لفظ "للعشاء" سے اس کا ایہام ہوتا ہے کہ فرض بے جماعت پڑھے تو  
 بھی وتر باجماعت جائز ہوں۔

دوسرے نصوص علماء کرام کے کتب فقہ سے ہم نقل کر آئے ان کے مقابل  
 ایک خالی بحث کیا قابل قبول عند ذوی الاحلام۔  
 تیسرے یہ قضیہ تعلیل خود علی۔

اولاً:- وتر کی اصالت ذاتیہ تبعیت عارضیہ کے منافی نہیں، ظاہر ہے کہ  
 جماعت وتر رمضان کے ساتھ خاص ہے اگر ذاتی ہوتی، زمان دون زمان کی تخصیص  
 کیوں کر ہو سکتی۔

ثانیاً:- تعلیل بالنفس ہمارے نزدیک تعلیلات فاسدہ سے ہے کما  
 صرحوا بہ فی الاصول (یعنی جیسا کہ ائمہ کرام نے اصول فقہ میں اس کی تصریح

فرمائی) اور تعلیل بقضية مذکورہ بالنفی۔

ثالثاً: - تبعیت میں حصر علت تسلیم نہیں ومن ادعی فعلیه البیان (یعنی جو دعویٰ کرے اس کے ذمہ ثبوت پیش کرنا ہے)

رابعاً: - علامہ شامی نے فرمایا:

”سنية الجماعة شرعت تابعة للتراویح“ یعنی جماعت وتر

کی مسنونیت تراویح کی تبعیت میں مشروع ہے۔ (فاروقی)

خامساً: - علامہ برجندی نے ”شرح نقایہ“ میں فرمایا:

”ان الجماعة عقبیه تبعية التراویح علی ما هو المشهور“ یعنی

وتر میں جماعت تراویح کی تابع ہے جو کہ قول مشہور ہے۔ (فاروقی)

وان شئت تحقیق الحق یعنی اگر تو چاہے حق کی تحقیق اور تحقیق

و حق التحقیق بتقریر رشیق کا حق خوبصورت تقریر اور صاف

وتحریر انیق تطبیق و توفیق سٹھری تطبیق و توفیق والی تحریر سے اور

هدایة خیر رفیق. ممن یہ کہ ہدایت تیرا خیر رفیق، ہو اس

یسده ازمة التوفیق سے جس کے قبضہ قدرت میں

فعلیک بالعطایا النبویة توفیق کی لگام ہے تو تم ”العطایا

فی الفتاوی الرضویہ فانہ فی الفتاوی الرضویة

ینجیک من دارالمراء و  
 یرقیک من هواء الهواء  
 وهوشفا بکل علیل و  
 دلیل لکل ضلیل.

کولازم پکڑو بے شک وہ تمہیں بچائے  
 گا شبہات کی بیماری سے اور خواہش  
 نفس سے، یہ ہر بیمار کے لئے شفا اور  
 رہنما ہے ہر گمراہ کے لئے (فاروقی)

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد المعروف بحمد رضا البریلوی  
 جہ  
 عفا اللہ عنہ باکر امر النبوی

اللہ  
 العظیم

## فتویٰ: حضرت علامہ مفتی محمد نواب مرزا بریلوی

مولینا المکرم دام مجد کم..... بعد سلام مسنون!

معلوم ہو کہ بندہ بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہے جنگ بلقان کی وجہ سے قاری غلام نبی احمد صاحب امام مسجد صندل خانہ درگاہ شریف نے صبح کی نماز میں قنوت پڑھنا شروع کیا تھا ایک مولوی جن کا نام معین الدین ہے انہوں نے فتویٰ لکھ دیا کہ یہ قنوت مشروع نہیں ہے اس پر میں نے ”در مختار“ اور ”کبیری“ کی عبارت ان کو لکھ کر دی۔

اس کا جواب انہوں نے کتاب ”طحاوی“ سے پیش کیا ہے لہذا اس مسئلہ کا جواب

شافی تحریر کر کے بھیجئے کہ مسلمانوں کو اس مسئلہ سے آگاہی ہو۔

راقم احمد حسین رامپوری از اجمیر شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

حادثہ عظیم اور نزول بلا کے وقت نماز فجر میں دعائے قنوت پڑھنا مشروع ہے

یا نہیں؟ بینواتوجروا۔

**الجواب:** امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں سوائے نماز وتر کے کسی فرض نماز

میں کسی حالت میں دعائے قنوت پڑھنا مشروع نہیں ہے چنانچہ مولانا بحر العلوم اپنی

کتاب ”ارکان اربعہ“ میں صراحتہ مذہب امام مدلل فرماتے ہیں:

”عندنا ليس مشروعاً في الصلوة المكتوبة وهو الاشبه

بالصواب لماروی الامام ابو حنیفہ بسندہ عن ابن  
 مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم  
 یقنت فی الفجر قط الا شہراً واحداً ثم یر قبل ذلك  
 ولا بعدوا انما قنت فی ذلك الشهر یدعو عنی نایب  
 من المشرکین وهذا صریح فی ان ذلك كان یسیراً  
 ثم صار متروکاً الخ یعنی ہمارے یہاں فرض نمازوں میں  
 قنوت مشروع نہیں اور وہی صواب سے زیادہ قریب ہے  
 جس کو روایت کیا امام اعظم نے اپنی سند سے کہ ابن مسعود  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم نے کبھی فجر میں قنوت نہیں پڑھی سوائے ایک مہینہ  
 کے اور نہ اس سے پہلے کبھی پڑھی نہ اس کے بعد میں اور اس  
 مہینے میں آپ نے قنوت پڑھی جس میں مشرکین پر دعا  
 ہلاکت فرمائی اور یہی صریح ہے اس معاملے میں کہ وہ  
 آسانی کے لئے تھا پھر متروک ہو گیا۔ (فاروقی)

اگر کوئی حنفی کسی ضعیف روایت کو سند لاکر اس کے خلاف عمل کرے تو اس کو امامت  
 سے روکا جائے، علاوہ غیر مشروعیت کے بوجھ ناواقفیت اکثر متقدموں کی نمازوں میں



فساد کا بھی اندیشہ ہے واللہ اعلم بالصواب

## نقل اعتراض بالقائظہ بر جواب مذکور

مجیب نے بمقابلہ عبارات ذیل مندرجہ کتب فقہائے معتبرہ احناف کے جواو پر

مسئلہ میں خلاف تحریر فرمایا ہے لہذا بعد از ملاحظہ تصحیح فرمادیں وہی ہذہ۔

م: لا یقنت بغيره الا لئلا ش: فيقنت الامام في

الجهرية وقيل في الكل. در المختار فتكون شرعية

مستمرة وهو محمل القنوت من قنت من الصحابة

رضي الله تعالى عنهم بعد وفاته عليه السلام وهو

مذهبنا وعليه الجمهور قال الحافظ ابو جعفر طحاوي

انما لا يقنت عند نافي الصلوة الفجر من غير بلية

قان وقعت فتنة او بلية فلا باس به فعلة رسول الله

صلى الله تعالى عليه وسلم. الكبيزي، والله اعلم.

یعنی قنوت نہیں پڑھی جائے گی مگر نازلہ کے وقت تو امام

قنوت پڑھے گا جہری نمازوں میں اور یہ بھی کہا گیا کہ تمام

نمازوں میں تو اس کی مشروعیت مستمر ہوئی اور یہی قنوت

کا محمل ہے جس کو پڑھا صحابہ نے حضور ﷺ کے وصال کے

فثبت بما ذكرنا انه لا ينبغي القنوت في الفجر في  
 حال الحرب ولا غيره قياسا ونظرا على ما ذكرنا من  
 ذلك وهو قول ابي حنيفة و ابي يوسف ومحمد  
 رحمهم الله تعالى انتهى يعني تو ثابت ہو اس سے جس کو  
 ہم نے ذکر کیا کہ ”حالت جنگ اور غیر جنگ میں قنوت  
 پڑھنا مناسب نہیں قیاسا اور نظر کرتے ہوئے اس کی طرف  
 جس کو ہم نے ذکر کیا اور یہی قول امام اعظم، امام ابو یوسف  
 امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے۔ (فاروقی)

یہ تو تصریح امام طحاوی کی تھی جس کی وجہ سے صاحب ”کبیری“ اور شامی کا حوالہ

طحاوی سے غلط ثابت ہوا۔

جب امام طحاوی جیسے رئیس الحنفیہ قنوت فی الفجر کے عدم جواز کا فتویٰ دے رہے  
 ہیں اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی نقل فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 اپنی سند مشہور سے اس کے راوی ہیں اور اخیر میں یہ بھی تصریح فرماتے ہیں کہ یہی  
 مذہب ہمارے علماء اور ائمہ ثلاثہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ  
 تعالیٰ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ کوئی حنفی المذہب  
 اس سے سرتابی کرے۔

بعد اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر جمہور ہیں اور ابو جعفر  
 طحاوی نے کہا کہ ”قنوت نہیں ہمارے نزدیک نماز فجر میں  
 مگر کسی بلا میں تو جب کوئی مصیبت نازل ہو تو فجر میں قنوت  
 پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ایسا ہی عمل فرمایا حضور صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم نے۔“ (فاروقی)

حافظ غلام نبی احمد امام مسجد صندل خانہ

## جواب اعتراض ۱

اس سے پہلے جواب میں ”ارکان اربعہ“ مصنفہ حضرت ملک العلماء بحر العلوم  
 مولانا عبدالعلی قدس سرہ سے سند لکھی گئی تھی لیکن چونکہ اردو خواں مولوی صاحبان و نیز کم  
 علم حضرات علامہ ممدوح کی وسیع انتشاری نہ جاننے سے بعض متون کو دیکھ کر معترض  
 ہوئے لہذا ہم اس کتاب کا حوالہ درج کرتے ہیں جس سے اہل متون کو دھوکا ہوا اور  
 اپنے دعویٰ کے ثبوت میں خلاف مسئلہ کتاب درج کر کے اس کا حوالہ دیا۔

معترض نے ”کبیری“ کی عبارت نقل کی ہے جس میں بحوالہ طحاوی صاحب  
 ”کبیری“ نے لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک نازلہ کے وقت فجر میں دعائے قنوت پڑھنا  
 جائز ہے حالانکہ علامہ ابو جعفر طحاوی نے بہت روایات و آثار صحیحہ کے نقل کرنے کے  
 بعد اخیر میں یہ تحقیق مقام لکھی ہے:

منجملہ اصحاب کے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انھوں نے  
 بھی یہی کہا ہے کہ قنوت سے غرض حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریکین پر بددعا کرنا  
 مقصود تھی اور وہ آیہ مذکورہ سے منسوخ ہوئی۔

یہ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت کا خلاصہ ہے جس کو علامہ عینی نے  
 شرح ”صحیح بخاری“ میں نقل کیا ہے اور ”عینی“ میں عبارت اس طرح ہے:

وقال الطحاوی حدثنا ابن ابی داؤد وحدثنا مقدمی  
 حدثنا ابو معشر حدثنا ابو حمزة عن ابراهیم عن  
 علقمة عن ابن مسعود وقال قنت رسول اللہ  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہرا یدعو علی عصیة  
 وذكوان فلما ظهر علیہم ترك القنوت وكان ابن  
 مسعود لا یقنت فی صلاتہ ثم قال فهذا ابن  
 مسعود یخبر ان قنوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم الذی كان یقنتہ انما كان من اجل من  
 كان یدعو علیہ وانه قد كان ترك ذلك فصار القنوت  
 منسوخا فلم یکن هو من بعد رسول اللہ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم یقنت وکان احد من روی

”کبیری“ کے حوالہ کے مقابلہ میں علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حوالہ زیادہ معتبر ہونا چاہیے جس کو تمام فقہائے احناف مانتے چلے آئے ہیں اور یہ علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ ہیں جنہوں نے مذہب حنفی کے دلائل اس قدر کثرت سے پیش کئے ہیں کہ یہ کام انھیں کا تھا اور یہ کسی سے نہ ہو سکا۔

وہ شرح ”بخاری“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ: امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث نقل کر کے جس کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود ہیں یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ عبداللہ بن مسعود اس امر کی خبر دیتے ہیں کہ قنوت صرف اس وجہ سے تھی کہ بعض قبیلہ پر عرب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بددعا فرمایا کرتے تھے پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قنوت ترک کر کر دیا پس قنوت منسوخ ٹھہرا۔

اسی وجہ سے بعد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قنوت کبھی نہیں پڑھا ماسوا اس کے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ترک قنوت نقل فرماتے ہیں اور اس کے بعد خبر دیتے ہیں کہ ”آیہ پاک“ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ سے قنوت فی الفجر منسوخ ہو گیا پس عبداللہ بن عمر بھی ان اصحاب سے ہیں کہ جو قنوت فی الفجر کو منسوخ کہنے والے ہیں چنانچہ ان کا بھی عمل در آمد یہی رہا ہے کہ وہ بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے اور جو قنوت پڑھتا تھا اس کو منع فرماتے تھے۔

ايضاً عن صلى الله تعالى عليه وسلم عبد الله بن  
 عمر رضى الله عنه ثم اخبرهم ان الله عز وجل  
 نسخ ذلك حين انزل على رسوله صلى الله تعالى  
 عليه وسلم (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ  
 أَوْ يُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ الآية) فصار ذلك عند ابن  
 عمر رضى الله تعالى عنه منسوخاً ايضاً فلم يكن  
 هو يقنت بعد رسول الله صلى الله تعالى عليه  
 وسلم و كان ينكر على من يقنت و كان احد من  
 روى عنه القنوت عن صلى الله تعالى عليه وسلم  
 عبد الرحمن بن ابي بكر رضى الله تعالى عنه  
 فاخبرني حديثه بان ما كان يقنت به رسول الله  
 صلى الله تعالى عليه وسلم دعاء على من كان  
 يدعو عليه و ان الله عز وجل نسخ ذلك بقوله  
 (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبُهُمْ  
 فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ. الآية) ففي ذلك ايضاً جوب ترك  
 القنوت في الفجر انتهى. فان قلت قد ثبت عن

ابى هريرة انه كان يفتن فى الصبح بعد النبى  
صلى الله تعالى عليه وسلم فكيف تكون الآية  
ناسخة لجملة القنوت قلت يحتتمل ان ابا هريرة  
علم لم يكن نزول هذه الآية فكان يعمل على  
ما علم فعل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
وقنوته الى ان مات لان الحجة لم تثبت عنده  
بخلاف ذلك الا ترى الى ان عبد الله بن عمرو  
عبدالرحمن بن ابى بكر رضى الله تعالى عنهم  
لما علما بنزول هذه الآية وعلموا كونها ناسخة لما  
كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يفعله  
ترك القنوت انتهى يعنى امام طحاوى نے فرمایا کہ ”ہم سے  
حدیث بیان کی ابو معشر نے ان سے حدیث بیان کی ابو  
حمزہ نے وہ روایت کرتے ہیں ابراہیم سے وہ روایت  
کرتے ہیں علقمہ سے وہ روایت کرتے ہیں ابن مسعود  
سے وہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
نے ایک مہینہ قنوت پڑھی عصیہ اور ذکوان پر تو جب ان پر

غالب ہو گئے تو اسے ترک فرما دیا اور ابن مسعود قنوت نہیں  
 پڑھتے تھے اپنی نماز میں پھر فرمایا کہ ابن مسعود اس امر کی  
 خبر دیتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قنوت پڑھنا  
 مشرکین پر آپکے دعائے ہلاکت فرمانے کی وجہ سے تھا اس  
 کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قنوت ترک فرما دیا  
 پس قنوت منسوخ ٹھہرا! تو کبھی ایسا نہیں ہوا کہ حضور ﷺ  
 کے بعد انھوں نے قنوت پڑھی ہو اور ان میں سے ایک  
 عبد اللہ ابن عمر ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم سے روایت کی ہے پھر اس امر کی خبر دی کہ اللہ  
 تعالیٰ نے قنوت منسوخ فرما دیا جب حضور ﷺ پر آیہ کریمہ  
 ”لیس لك من الامر شئ“ نازل ہوئی تو فجر میں قنوت  
 پڑھنا حضرت ابن عمر سے بھی منسوخ ہوا تو رسول اللہ ﷺ  
 بعد کے انھوں نے کبھی قنوت نہیں پڑھی اور قنوت پڑھنے  
 والوں کو منع فرماتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 سے قنوت نقل کرنے والوں میں سے ایک عبد الرحمن ابن  
 ابوبکر ہیں وہ خبر دیتے ہیں کہ رسول اللہ قنوت تھے پڑھتے



مشرکین پر بددعا کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ فرما دیا اپنے قول ”لیس لک من الامر شیء“ سے تو اس میں بھی ترک قنوت فی الفجر کا وجوب ہے، اگر تو یہ اعتراض کرے کہ ابو ہریرہ سے ثابت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قنوت پڑھتے تھے تو یہ آیت کیوں کر ناسخ ہوگی؟ میں کہوں گا کہ احتمال ہے کہ حضرت ابو ہریرہ کو اس آیت کے نزول کا علم نہ ہوا، ہو تو وہ عمل کرتے رہے اس پر جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انھیں معلوم تھا اور پڑھتے رہے یہاں تک کہ وصال فرمایا اس لئے کہ حجت ان کے نزدیک ثابت نہیں بخلاف اس کے، کیا تو نہیں دیکھتا کہ عبد اللہ ابن عمر اور عبد الرحمن ابن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب اس آیت کے نزول کو جان لیا اور جان لیا کہ یہ آیت ناسخ ہے اس کی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے تھے تو انھوں نے قنوت ترک فرما دیا اتنی (فاروقی)

اور اسی باب میں دوسری جگہ علامہ عینی تحریر فرماتے ہیں کہ: جس کا حاصل یہ ہے

کہ ترک قنوت پر وہ روایت دلالت کرتی ہے کہ جو ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انس

بن مالک سے نقل کی ہے کہ:

”ان لنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قنت شہرا ثم ترکہ“

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہینہ

قنوت پڑھی پھر ترک فرمایا۔ (فاروقی)

اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ یہ جملہ ”ثم ترکہ“ اس پر دال ہے کہ قنوت

فرائض میں تھا پھر منسوخ ہو گیا۔

اس کے بعد وہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے ”ثم ترکہ“ کا یہ

مطلب ہے کہ چار نمازوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قنوت ترک کر دیا لیکن

نماز فجر میں نہیں ترک کیا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کلام تعصب سے بھرا ہوا ہے جس پر

کوئی دلیل نہیں اس واسطے کہ ”ترکہ“ میں ضمیر قنوت کہ طرف لوٹتی ہے جس پر لفظ

”قنت“ کا دلالت کرتا ہے اور وہ جمیع قنوت کو شامل ہے خواہ کسی نماز فرض میں ہو۔

اس میں سے فجر کی تخصیص بلا دلیل ہے علامہ عینی کی عبارت یہ ہے کہ:

”اعلم ان عبارة کلام انس يدل على ان القنوت

كان في الصلوة المغرب والفجر ثم تركه ويدل

عليه ما رواه ابو داؤد وحدثنا حماد بن سلمة عن

انس بن سيرين عن انس بن مالك ان النبي صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قنت شہر اثم ترکہ انتہی و  
 قوله ثم ترکہ يدل على ان القنوت كان في  
 الفرائض ثم نسخ فان قلت قال الخطابي معنى  
 قوله ثم ترکہ اى ترك الدعاء على هؤلاء القبائل  
 المذكورة في حديث ابن عباس او ترك القنوت  
 في الصلوة الاربع ولم يتركه في صلوة الفجر  
 قلت هذا كلام متحكم به يصيب بلا دليل فان  
 الضمير في ترکہ يرجع الى القنوت الذى يدل  
 عليه لفظ قنت وهو عام يتناول جميع القنوت  
 الذى كان في الصلوة وتخصيص الفجر من  
 بينها بلا دليل يدل عليه باطل انتہی یعنی جان لو کہ کلام  
 انس کی عبارت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قنوت مغرب  
 اور فجر کی نماز میں تھا پھر اسے ترک فرمادیا اور اس پر وہ حدیث  
 دلالت کرتی ہے جس کو ابو داؤد نے روایت کیا کہ فرماتے  
 ہیں ہم حدیث بیان کی حماد بن سلمہ نے وہ روایت کرتے  
 ہیں انس ابن سیرین سے وہ روایت کرتے ہیں انس ابن

مالک سے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی ایک مہینہ تک پھر اسے ترک فرما دیا: اور راوی کا قول ”تم ترکہ“ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قنوت فرائض میں تھا پھر منسوخ ہو گیا تو اگر تو کہے کہ خطابی نے کہا تم ترکہ کا معنی یہ ہے کہ ان قبائل پر بددعا فرمانا ترک کر دیا جو حدیث ابن عباس میں مذکور ہیں یا قنوت کو ترک فرما دیا چاروں نمازوں میں اور فجر میں ترک نہیں کیا تو میں کہوں گا یہ دعویٰ بلا دلیل ہے جو تعصب سے پڑا ہے اس لئے کہ ”ترکہ“ کی ضمیر قنوت کی طرف راجع ہے جس پر لفظ ”قنت“ دلالت کرتا ہے اور وہ عام ہے شامل ہے ان تمام قنوت کو جو نمازوں میں تھیں اور اس میں صرف فجر کی تخصیص بلا دلیل ہے جو اس کے بطلان پر دلالت کرتی ہے۔ (فاروقی)

اب یہ دو حضرات کہ جو رئیس الاحناف میں سے ہیں وہ مطلقاً قنوت فی الفجر کو منسوخ لکھ رہے ہیں اور علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت یہ بھی تحریر کر رہے ہیں کہ وہ بھی نسخ کے قائل ہیں اور لطف یہ کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت بھی نقل کر دی ہے اور وہ اس میں پائی بھی گئی برخلاف صاحب

”کبیری“ کہ اس نے حوالہ تو دیا لیکن وہ حوالہ نہیں پایا گیا بلکہ اس کے خلاف موجود پایا اور اگر ایک آدھ فقرہ ہوتا تو بھی صبر کر لیتے لیکن امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو پورے تین ورق میں اس کو ثابت کیا ہے کہ نماز فجر میں بھی قنوت منسوخ ہے خواہ حرب میں ہو یا غیر حرب میں یعنی نازلہ اور غیر نازلہ دونوں میں ناجائز ہے پھر بڑی نا انصافی کی بات ہے کہ حنفی ہو کر ایسے دو بزرگوار رئیس الاحناف کے قول کو نہ مانا جائے کہ جو احادیث اور آثار سے بھی کام لے رہے ہیں۔

اور ان کے اقوال کو مانا جائے کہ جو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حوالہ دیتے ہیں لیکن بعد تفتیش معلوم ہوتا ہے کہ وہ موجود نہیں ہے اور اگر ذرا تامل کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنے بڑے شخص ہیں کہ صاحب ”کبیری“ اور شامی کو اتنی جرأت نہیں ہوئی کہ اپنی رائے دیتے امام طحاوی کی طرف ان کو رجوع کرنا پڑا اور امام طحاوی نے تین ورق اسباب میں لکھ دیئے ہیں کہ قنوت ہر صورت میں منسوخ ہے۔

ان کو اعتماد تھا تو طحاوی پر اور طحاوی میں یہ عبارتیں نکلیں جو اوپر نقل کی گئیں ہیں اب منصف شخص کو کیا تامل ہے کہ صاحب ”کبیری“ کے حوالہ کو غلط مانے اور امام طحاوی کی تحقیق پر سر تسلیم خم کرے۔

اگر اس مسئلہ کی کوئی تفصیل چاہے تو ”عینی شرح بخاری“ اور ”شرح معانی الآثار“ طحاوی کی طرف رجوع کرے حنفی المذہب اور منصف کے لئے تو ان دونوں کتابوں

کا مطالعہ کافی ہے لیکن لاندہب اور ہٹ دھرم کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے بہت سے لاندہب اس زمانہ میں ایسے بھی پیدا ہو گئے ہیں کہ اپنے کو حنفی کہتے ہیں لیکن درحقیقت امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقلد نہیں ہیں فقط واللہ اعلم بالصواب۔

الحجیب العبد المسکین معین الدین الراجمیری کان اللہ

(الجموں) :- وقت نزول نوازل و حلول مصائب ان کے دفع کے لئے نماز فجر میں قنوت پڑھنا احادیث صحیحہ سے ثابت اور جمہور شراح محققین کے نزدیک اس کی شریعت مستمر غیر منسوخ!

JANNATI KAUN?

فتح القدر میں ہے:

”مشر و عیة القنوت لنازلة مستمرة لم تنسخ قال  
وبہ جماعة من اهل الحديث و حملو علیہ حدیث  
ابن جعفر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما زال  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقنت  
حتى فارق الدنیا ای عند النوازل و ما ذکر من  
اخبار الخلفاء یفید تقرره لفعلمهم ذلك بعدہ صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقد قنت الصدیق فی  
محاربة الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم مسیلمة

الكذاب وعند محاربة اهل الكتاب وكذلك  
 قنت عمرو على رضى الله تعالى عندهما القنوت  
 عند نافي النازلة ثابت وذكر فى السراج الوهاج  
 قال الطحاوى ولا يقنت فى الفجر عند نامن غير  
 بلية فان وقعت بلية فلا بأس به كما فعل رسول  
 الله صلى الله تعالى عليه وسلم فانه قنت  
 شهرافيهنا يدعو على رعل وذكوان وبنى الحبان ثم  
 تركه كذا فى السلتقط انتهى "يعنى مصيبتوں کے وقت  
 قنوت پڑھنے کا جواز مستمر ہے منسوخ نہیں ہوا اور اسی پر  
 محدثین کی ایک جماعت کا اجماع ہے اور اسی پر محمول  
 ہے ابو جعفر کی وہ حدیث جو حضرت انس رضى الله تعالى عنه  
 سے مروی ہے کہ رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قنوت  
 پڑھتے رہے یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے یعنی  
 مصيبتوں کے نزول کے وقت اور وہ حدیث جو اخبار خلفاء  
 میں مذکور ہے ثبوت قنوت کا افادہ کرتی ہے رسول الله ﷺ  
 کے بعد اس پر عمل کرنے کی وجہ سے اور حضرت صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسیلمہ ابن کذاب کی جنگ میں قنوت پڑھی اور کتابیوں سے جنگ کے وقت اور ایسے ہی حضرت عمر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے قنوت پڑھی تو قنوت پڑھنا ہمارے نزدیک مصیبتوں کے نزول وقت ثابت ہے "سراج الوہاج" میں ہے کہ علامہ طحاوی نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک فجر میں قنوت نہیں بغیر کسی مصیبت کے اور اگر کوئی مصیبت کا نزول ہو تو قنوت پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں جیسا کہ عمل کیا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ انھوں نے رمل و ذکوان اور بنی حیان پر بدعا کے لئے ایک مہینہ قنوت پڑھی پھر اسے ترک فرمادی ایسے ہی ملتقط میں ہے۔ (فاروقی)

۱۰

غنیہ شرح منیۃ میں ہے:

"قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یثبت عننا نافی صلاة الفجر من غیر بنیة فاذا وقعت فتنۃ او بنیة فلا یاس بہ یعنی حافظ ابو جعفر طحاوی نے فرمایا کہ نہیں پڑھی جائے گی قنوت ہمارے نزدیک نماز صبح میں



سوائے کسی مصیبت کے تو جب کوئی فتنہ یا کوئی مصیبت  
نازل ہو تو قنوت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (فاروقی)  
شرح نقایہ بر جندی میں ہے:

”قال الطحاوی انما لا یقنت عندنا فی صلاة الفجر  
من غیر بلیة فاذا وقعت فتنة او بلیة فلا یاس به“ یعنی  
امام طحاوی نے فرمایا کہ نہیں پڑھی جائے گی قنوت ہمارے  
نزدیک نماز صبح میں سوائے کسی مصیبت کے تو اگر کوئی  
فتنہ یا کوئی مصیبت نازل ہو تو قنوت پڑھنے میں کوئی  
حرج نہیں ہے۔ (فاروقی)

بحر الرائق میں ہے:

”وفی شرح النقایة معزیالی الغایة وان نزل  
بالمؤمنین نازلة قنت الامام الخ.“ یعنی شرح نقایہ  
میں غانیہ سے ہے کہ اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل  
ہو تو امام قنوت پڑھے۔ (فاروقی)

منہ الخالق میں بحوالہ شرح شیخ اسمعیل بنایہ امام عینی سے ہے:

”اذا وقعت نازلة قنت الامام فی الصلاة الجهریة“

قال الطحاوی لا یقنت عند نافی صلاة الفجر  
 من غیر بلیة اما اذا وقعت فلا باس به ۱۰۰ یعنی جب  
 کوئی مصیبت نازل ہو تو امام قنوت پڑھے جہری نمازوں  
 میں امام طحاوی نے فرمایا کہ نہیں پڑھی جائے گی قنوت  
 ہمارے نزدیک نماز صبح میں سوائے کسی مصیبت کے  
 تو جب کوئی فتنہ یا کوئی مصیبت نازل ہو تو قنوت پڑھنے  
 میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (فاروقی)

JANNATI KAUN?

اسی میں ہے:

”قوله و لہما انہ منسوخ قال العلامة النوح  
 آفندی هذا علی اطلاقہ مسلم فی غیر النوازل  
 واما عند النوازل فی القنوت فی الفجر فینبغی  
 ان یتابعہ عند الكل لان القنوت ینہا عند النوازل  
 لیس بمنسوخ علی ما هو التحقیق كما مر الخ“  
 یعنی ان کا قول: ان دونوں کی دلیل یہ ہے کہ یہ منسوخ  
 ہے، علامہ نوح آفندی نے فرمایا کہ اس کا اطلاق مسلم  
 ہے غیر نوازل میں، رہا نوازل کے وقت تو قنوت فی الفجر

جائز ہے تمام کے نزدیک اس لئے کہ قنوت فی الفجر  
نوازل کے وقت منسوخ نہیں ہے اور یہی تحقیق ہے  
جیسا کہ گزرا۔ (فاروقی)

اشباہ والنظائر میں ہے:

”فی فتح القدير ان مشروعیة القنوت للنازلة مستمرة  
لم تنسخ“ یعنی فتح القدير میں ہے کہ نازلہ کے وقت قنوت  
کی مشروعیت مستمر ہے منسوخ نہیں ہوئی۔ (فاروقی)

مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں غایہ سروجی کا کلام نقل کر کے فرمایا:

”فتكون مشروعیة مستمرة هو محمل قنوت من  
قنت من الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم بعد  
وفاته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وهو مذهبنا و  
علیہ الجمہور وقال الامام ابو جعفر الطحاوی  
رحمہ اللہ تعالیٰ الخ“ یعنی قنوت اس کی مشروعیت  
مستمر ہوئی قنوت کا محمل وہی ہے جس کو بڑھا صحابہ رضی  
اللہ تعالیٰ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد اور  
یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر جمہور ہیں اور امام ابو جعفر

طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی کہا۔ (فاروقی)

در مختار میں ہے:

”لا یقنت لغيره الا النازلة“ قنوت نہیں پڑھی جائے گی

سوائے وتر کے مگر نازلہ کے وقت۔ (فاروقی)



طحاوی حاشیہ دُر میں ہے:

”قال العلامة نوح آفندی بعد کلام قدمه فعلى

هذا لا يكون القنوت في صلاة الفجر عند وقوع

النوازل منسوخا بل يكون امر مستمر اثابت

او يدل عليه قنوت من قنت من الصحابة بعده

صلى الله تعالى عليه وسلم فيكون المراد بالنسخ

نسخ عموم الحكم لا نسخ نفس الحكم قال في

الملتقط قال الطحاوی الخ (ثم قال) قال بعض

الفاضلاء هو مذهبنا و عليه الجمهور“ یعنی علامہ

نوح آفندی نے فرمایا بعد اس کلام کے جو گزرا تو اس بنا

پر قنوت نماز فجر میں نوازل کے وقوع کے وقت منسوخ نہ

ہوگا بلکہ امر مستمر اور ثابت ہے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے بعد قنوت پڑھنا اس پر دلالت کرتا ہے تو نسخ سے مراد عموم حکم کا نسخ ہے نہ کہ نفس حکم کا نسخ اس کو ملتقط میں طحاوی سے ذکر کیا پھر کہا کہ بعض فضلاء نے فرمایا کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر جمہور ہیں۔ (فاروقی)

**اقول** امام طحاوی کی تصنیف صرف ایک ”شرح معانی الآثار“ ہی نہیں بلکہ یہ

کتاب وہ ہے جس میں وہ ذکر احادیث فرماتے اور مجتہدانہ بحث کرتے ہیں اس کے

علاوہ ان کی اور کتابیں بھی ہیں ازاں جملہ مختصر طحاوی ہے جس میں انھوں نے نقل مذہب

حنفی کیا اور وہ متون مذہب سے ایک متن ہے تو ”شرح معانی الآثار“ کی جو عبارت مجیب

نے نقل کی اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ علماء نے جو ان سے جواز قنوت فی الفجر نقل

فرمایا یہ نقل غلط ہے ان اکابر نے ”شرح معانی الآثار“ کا کام نہ لیا بلکہ ”قال الطحاوی“ فرمایا

تو یہیں کر جان لیا گیا کہ اکابر نے ”شرح معانی الآثار“ سے ہی اسے نقل کیا، نہ ان کی

اور کتب مثلاً ”مختصر“ سے جو نقل مذہب کے لئے ہے یہ مجیب کی ہمت و جرأت ہے کہ

اتنی سی نظر و علم پر علامہ محقق ابرہیم حلبی صاحب ”کبیری“ کے حوالہ کی تغلیط کر دی۔

حالانکہ وہ اس نقل میں متفرق نہیں بلکہ امام طحاوی سے یہ ناقل امام ناصر الدین محمد بن

یوسف سمرقندی متوفی ۵۵۶ھ میں ملتقط اور ان سے ”سراج الوہاج“ اور اس سے علامہ

برجندی نے ”شرح نقایہ“ اور محقق زین بن نجیم مصری نے ”اشباہ والنظائر“ میں نیز بحوالہ

”ملتقط“ علامہ نوح آفندی اور ان سے علامہ سید طحاوی نیز امام طحاوی سے امام محمود عینی نے ”بنایہ“ اور علامہ شربنالی نے ”مراقی الفلاح“ اور علامہ سید ابوالسعود ازہری نے ”فتح اللہ المعین“ میں اور ان کے سوا اور اکابر نے نقل فرمایا، صریحاً ایک کتاب دیکھ کر اتنے اکابر علماء کے نقول کو غلط و باطل ٹھہرا دینا کس قدر عقل کے خلاف ہے اور یہیں سے ”شرح صحیح بخاری“ میں عبارت امام عینی سے استدلال کا جواب واضح ہو گیا۔

شروح حدیث اور چیز ہیں اور کتب فقہ اور علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ شروح حدیث میں جو بات کتب فقہ کے مخالف ہو وہ مذہب نہیں، مذہب وہ ہے جو کتب فقہ میں ہے امام طحاوی و امام عینی دونوں اکابر نے کتب فقہ میں یہی لکھا کہ نازلہ میں قنوت جائز ہے اور اکابر اجلہ محققین شراح نے اس پر اتفاق کیا تو حنفی کو چاہیے کہ امام طحاوی و امام عینی و جماہیر شراح محققین ہی کی تحقیق پر سر تسلیم خم کرے اور یہاں سے اس کی بھی کیسی پوری نظیر واضح ہو گئی دیکھو یہی امام عینی کہ کتاب شرح حدیث میں وہ کچھ لکھ آئے جو مجیب نے نقل کیا اور کتاب فقہ میں صاف صاف اس کا جواز لکھا۔

یونہی اگر امام طحاوی نے ”شرح معانی الآثار“ میں وہ لکھا اور ”مختصر فقہ“ میں حکم جواز دیا کیا مستبعد ہے اور کیوں کر اس بنا پر ان تمام اکابر علماء کی نقول کی تکذیب ہو سکتی ہے طرفہ یہ کہ یہی امام عینی جو کتاب شرح حدیث میں امام طحاوی سے عدم جواز کے ناقل وہی امام عینی انھیں امام طحاوی سے کتاب فقہ میں جواز کے ناقل۔

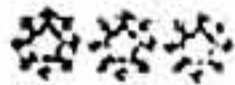
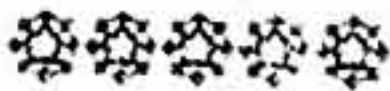
تو کھل گیا کہ وہ ایک بحث حدیثی ہے اور یہ مذہب فقہی مجیب صاحب شاید اہام  
یعنی کی تکذیب کرتے تو ڈریں گے جن کی خود اتنی اتریف لکھ چکے اور فرمائے ہیں کہ  
ان کے حوالہ کو تمام فقہائے احناف مانتے چلے آئے ہیں۔

یہ معلوم تھا کہ وہی عینی کتاب فقہ میں تصریح جواز فرما رہے ہیں اور نہ خود بلکہ  
انھیں امام طحاوی سے نقل فرماتے ہیں تو اب کیوں کر سرتابی کیجئے گا کہ ان کا حوالہ تو تمام  
فقہائے احناف مانتے چلے آئے ہیں۔

باقی اس مسئلہ کی تفصیل تام سیدی و استاذی و مرجعی و ملاذی اعلیٰ حضرت مولانا  
مولوی محمد احمد رضا خان صاحب قبلہ مدظلہم الاقدس کے صاحبزادہ والا جاہ جناب  
مولینا مولوی محمد حامد رضا خان صاحب کے رسالہ "اجتناب العمال  
ع . فتاویٰ الجہال" میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبیدالنسی نواب مرزا غنی عنہ

بجاء المصطفى صلى الله تعالى عليه وسلم



# رسائلہ اجتناب اعمال

JANNATI KAUN?

## عَنْ فتاویٰ الجہاں



کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ

مسئلہ: از شہر دمن عملداری پر تلیز مرسلہ ضیاء الدین صاحب ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۶ھ

زید وہابی نے اول چند رسائل عقائد و ہابیت و گستاخی شان معظمان دین پر

مشمول طبع کئے جس پر علمائے بمبئی وغیرہ نے ۱۳۱۳ھ میں اس کی وہابیت پر فتویٰ دیا اس

منے باصرار جماعت اہل سنت مجبور ہو کر اپنے تحفظ کے لئے ربیع الاول ۱۳۱۴ھ میں

ایک پرچہ باظہار توبہ چھاپ کر شائع کر دیا، جب اہل سنت اس کی طرف سے مطمئن

ہو گئے تو اس نے اپنے اسی زمانہ سابق وہابیت کے تحریر اسم میں سے ایک تحریر حال کی بتا

کر ظاہر کی جس کا تاریخی نام ”ضروری سوال“ لکھا ہے جس سے وہی ۱۳۱۳ھ پیدا ہے

اگرچہ آخر میں ۱۳۱۵ھ لکھ دیا ہے اس تحریر پر وہ طالب مباحثہ ہے اور چند شرائط بحث

لکھے ہیں وہ تحریر خاص اس کے قلم کی لکھی ہوئی مع توبہ نامہ و شرائط مباحثہ حضرات علمائے

اہل سنت کے ملاحظے میں حاضر کر کے چند امور کا استفسار ہے!

(۱)..... اس تحریر میں جو حکم اس نے قرار دیا کہ نماز فجر میں قنوت پڑھنا وقت نمتہ و

فساد و غلبہ کفار جائز و باقی وغیرہ منسوخ ہے اور باقی کسی سختی مثل طاعون و وبا وغیرہ کے

وقت جائز نہیں، یہ حکم تفصیلی ہمارے ائمہ کا ہے یا اس شخص کا اپنا اختراع ہے؟

(۲)..... طاعون یا وبا کیلئے قنوت ماننے کو کذب و بہتان بتانا علمائے کرام و

فقہائے اہل سنت کی شان میں گستاخی ہے یا نہیں؟

(۳)..... اس تحریر کے مضامین والفاظ و طرز بیان و انشا سے اس شخص کا بے علم و جاہل اور منصب فتویٰ کے ناقابل ہونا ظاہر ہے یا نہیں؟

(۴)..... اگر ظاہر ہے تو نااہل کو مفتی بنا حلال ہے یا حرام اور اس کے کسی فتوے پر عوام کو اعتماد چاہئے یا نہیں؟

(۵)..... اس نے اس تحریر میں جو سندیں تقرین لکھی ہیں اگر ان سے اس کا مطلب ثابت نہیں تو آیا یہ امر صرف اس کی جہالت و بے علمی سے ہے یا کہیں بددیانتی اور عوام کو فریب دہی بھی پیدا ہوتی ہے؟

(۶)..... جو اس تحریر ضروری سوال کو صحیح و درست بتائے وہ جاہل و نا فہم ہے یا نہیں؟

(۷)..... شرائط مباحثہ جو اس نے لکھے ہیں وہ اس کے اگلے اشتہار تو بہ کے خلاف ہیں یا نہیں؟ اور ان سے اس کی قدیم وہابیت کی بو پیدا ہوتی ہے یا نہیں بینوا تو جورا۔

﴿الجموں رب اللہم لیس الحمد﴾ - تحریرات مذکورہ نظر سے گذریں "ضروری سوال" میں جو حکم اختیار کیا ہے محض خلاف تحقیق ہے ہمارے ائمہ کرام کی تصریحات کتب متون دیکھئے تو عموماً یہ ارشاد ہے کہ غیر وتر میں قنوت نہیں ان میں وقت غلبہ کفار کا بھی کہیں استثناء نہیں اور اگر تحقیقات جمہور شارحین کرام پر نظر ڈالیے تو مطلقاً نازلہ کے لئے قنوت لکھتے ہیں خاص فتنہ و غلبہ کفار کی ہرگز قید نہیں لگاتے۔

"غنیہ شرح منیہ" میں ہے:

”قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عندنا  
 فی صلاة الفجر من غیر بلیة فاذا وقعت فتنة او بلیة فلا  
 باس به یعنی امام ابو جعفر طحاوی نے فرمایا نماز فجر میں ہمارے  
 یہاں قنوت نہ ہونا اس وقت ہے کہ کوئی بلا و مصیبت نہ ہو  
 جب کوئی فتنہ یا کسی قسم کی بلا واقع ہو تو نماز صبح میں قنوت  
 پڑھنا کچھ مضائقہ نہیں“

”شرح نقایہ بر جندی“ میں ہے: -- JANNATI KAHN

”فی الملتقط قال الطحاوی فذکر نحوه یعنی امام  
 ناصر الدین محمد سمرقندی نے ”ملتقط“ میں امام طحاوی کا  
 قول مذکور نقل فرمایا“

”بحر الرائق“ میں ہے:

”وفی شرح انقایة معزیالی الغایة وان نزل بالمسنین  
 نازلة قنت الامام الخ یعنی علامہ شمشینی نے شرح نقایہ میں بحوالہ  
 غایہ امام سروجی بیان کیا کہ اگر مسلمانوں پر (معاذ اللہ) کوئی  
 سختی آئے تو امام قنوت پڑھے“

”منہ الخالق“ میں ہے:

” کذا فی شرح الشیخ اسمعیل لکنہ عزاه الی غایة  
 البیان و لم اجد المسئلة فیہا فعلہ اشتبه علیہ غایة  
 السروجی بغایة البیان لکنہ نقل عن البناية مانصه  
 اذا وقعت نازلة قنت الامام فی الصلاة الجهرية وقال  
 الطحاوی لا یقنت عندنا فی صلوة الفجر فمن غیر بلیة  
 اما اذا وقعت فلا یس به یعنی اسی طرح یہ مسئلہ شرح شیخ  
 اسمعیل ”للدرد والغرر“ میں ہے انہوں نے اسے غایة البیان  
 علامہ اتقانی کی طرف نسبت کیا مگر مجھے ”غایة البیان“ میں نہ ملا  
 شاید ”غایة سروجی“ سے اشتباہ ہوا۔

اور انہوں نے بنایہ امام عینی سے نقل کیا کہ جب کوئی سختی واقع ہو امام قنوت پڑھے  
 اور امام طحاوی کا وہی ارشاد ذکر فرمایا  
 اسی میں ہے:

” قوله و لهما انه منسوخ قال العلامة نوح آفندی هذا  
 علی اطلاقه مسلم فی غیر النوازل و اما عند النوازل فی  
 القنوت فی الفجر فینبغی ان یتابعه عند الكل لان  
 القنوت فیہا عند النوازل لیس بمنسوخ علی ما هو  
 التحقیق کما مر الخ یعنی علامہ نوح آفندی نے فرمایا جب

حنفی کسی شافعی کے پیچھے نماز فجر پڑھے تو بغیر کسی نازلہ کے قنوت میں اس کا اتباع نہ کرے کہ وہ ہمارے نزدیک منسوخ ہے اور بلاؤں کے وقت صبح میں ہمارے سب اناموں کے طور پر مقتدی کو با اتباع امام قنوت پڑھنا چاہئے کہ تحقیق یہی ہے کہ سختیوں کے وقت نماز صبح میں قنوت منسوخ نہیں“

”اشباہ والنظائر“ میں ہے:

”فی فتح القدير ان مشروع عبة القنوت للنازلة مستمرة لم تنسخ یعنی فتح القدير میں ہے کہ دفع سختی کی لئے قنوت پڑھنے کی شرعاً اجازت برابر چلی آئی ہے منسوخ نہ ہوئی“

اسی میں ہے:

”ذکر فی السراج الوہاج قال الطحاوی الخ یعنی سراج و ہاج“ میں امام طحاوی کا وہ ارشاد ذکر کیا کہ کوئی بلا آئے تو قنوت فجر میں حرج نہیں“

”مراتی الفلاح شرح نور الایضاح“ میں غایہ سر و جی کا کلام نقل کر کے مثل علامہ ابراہیم حلبی شارح ”منیہ“ نے فرمایا:

”فتکون مشروع عبتہ مستمرة وهو محمل قنوت من

قنت من الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم بعد وفاته

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وهو مذهبنا وعلیہ  
الجمہور وقال الامام ابو جعفر الطحاوی رحمہ  
اللہ تعالیٰ الخ یعنی توختیوں کے وقت قنوت کا شروع ہونا باقی  
ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بعد وفات اقدس  
حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو قنوت پڑھی اس کا  
موقع یہی ہے یعنی سختی کے وقت پڑھتے تھے ہمارا اور جمہور  
ائمہ کا یہی مذہب ہے ”امام طحاوی“ فرماتے ہیں کوئی فتنہ یا بلا  
ہو تو قنوت میں مضائقہ نہیں“

”حاشیہ مراقی للسید الطحاوی“ میں ہے:

”قولہ وهو محمل الخ ای حصول نازلة قوله وهو  
مذهبنا ای القنوت للحادثة“ یعنی کسی سختی کے وقت  
”قنوت“ پڑھنا ہمارا مذہب ہے۔ (فاروقی)

”در مختار“ میں ہے:

”لا یفتن لغيره الا النازلة یعنی وتر کے سوا کسی نماز میں  
قنوت نہ پڑھے مگر کسی سختی کے لئے“

”فتح اللہ المعین“ حاشیہ کنز للعلامة السید ابی السعود الازہری میں امام طحاوی کا  
ارشاد مذکور کہ ”کسی بلا کے وقت قنوت فجر میں حرج نہیں“ نقل کر کے فرمایا:

”وظاهره انه لو قنت في الفجر لبلىه انه يقنت قبل  
الركوع حموى یعنی علامہ سید احمد حموی نے فرمایا امام طحاوی  
کے اس ارشاد سے ظاہر یہ ہے کہ اگر کسی بلا کے سبب نماز فجر  
میں قنوت پڑھے تو رکوع سے پہلے پڑھے“

”طحاوی حاشیہ در“ میں ہے:

”قال العلامة نوح بعد كلام قد مه فعلى هذا لا يكون  
القنوت في صلاة الفجر عند وقوع النوازل منسوخا  
بل يكون امرا مستمرا ثابتا و يدل عليه قنوت من قنت  
من الصحابة بعده صلى الله تعالى عليه وسلم فيكون  
المراد بالنسخ نسخ عموم الحكم لا نسخ نفس  
الحكم قال في الملتقط قال الطحاوي الخ (ثم قال )  
قال بعض الفضلاء هو مذهبنا وعليه الجمهور یعنی  
علامہ نوح نے ایک کلام ذکر کر کے فرمایا تو اس تقدیر پر بلائیں  
اترتے وقت نماز فجر میں قنوت منسوخ نہ ہوگی بلکہ باقی و ثابت  
ہوگی اور اس کی دلیل صحابہ کا بعد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
قنوت پڑھنا ہے تو ہمارے علما جو قنوت فجر کو منسوخ بتاتے ہیں

اس کی مراد یہ ہے کہ سختی و غیر سختی ہر صورت میں قنوت کا عموم منسوخ ہو گیا نہ یہ کہ قنوت رہا ہی نہیں ”ملتقط“ میں ہے امام طحاوی نے فرمایا کوئی فتنہ یا بلا ہو تو فجر میں قنوت پڑھ سکتے ہیں بعض علماء نے فرمایا یہ ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے“

”رد المحتار“ میں عبارات ”بحر و شربلائی و شرح شیخ اسمعیل و بنا یہ و اشباہ و غایہ وغنیہ“

ذکر کے فرمایا:

### JANNATI KAUN?

”قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر سختی کے لیے

قنوت ہمارے نزدیک نماز فجر سے خاص ہے“

”مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف“ میں ہے:

”قال الخطابی فیہ دلیل علی جواز القنوت فی غیر

الوتر قلت لکن یقید بما اذا نزلت نازلة و حیثذلا

خلاف فیہ یعنی نماز فرض میں قنوت خاص اس صورت میں

ہے جب کوئی سختی اترے اور اس وقت اس میں خلاف نہیں“

میں یہاں مسئلہ قنوت نوازل اور اس کے اجماعی یا خلائی ہونے کی بحث میں نہیں۔

ل عدل عن قول الشامی الشربلائی لہذا لانہا فی اصطلاح الدرر حواشیہ تطلق علی غیبة ذوی الاحکام

حاشیة الشربلائی علی الدرر و الدرر لم لہ فیہا نعم ذکرہ الشربلائی فی شرح منیة نور الايضاح ۱۲ منہ



وقد تقدم عن الشربلالي  
والحلبى ونوح آفندى و  
الطحاوى نسبتہ الى الجمهور  
المشعرة بحصول خلاف و  
افاد الامام ابن الهمام فى الفتح  
وتبعه الحلبى فى الغنية ان  
قوت النوازل امر مجتهد فيه و  
ذكر كلا النظرين .

پہلے کلام علامہ شربلالی و حلبی اور نوح  
آفندی و علامہ طحاوی سے جمہور کی  
نسبت گزرا جو اختلاف کی طرف  
مشعر ہے، امام ابن ہمام نے ”فتح“  
میں افادہ فرمایا اور حلبی نے ان کی اتباع  
کرتے ہوئے ”غنیہ“ میں کہا کہ قنوت  
نازلہ اجتہادی معاملہ ہے اور دونوں کے  
دلائل ذکر کئے گئے۔ (فاروقی)

کلام اس میں ہے کہ:

اولاً:- ان سب عبارات میں نازلہ بلیہ حادثہ سب لفظ مطلق ہیں کسی میں فتنہ و  
غلبہ کفار کی تخصیص نہیں نازلہ ہر سختی زمانہ کو کہتے ہیں جو لوگوں پر نازل ہو۔  
”اشباہ“ میں ہے:

”قال فى المصباح النازلة المصيبة الشديدة تنزل بالناس  
انتهى وفى القاموس النازلة الشديدة انتهى وفى  
الصحاح النازلة الشديدة من شدائد الدهر تنزل بالناس  
انتهى“ یعنی مصباح میں کہا کہ ”نازلہ“ وہ مصیبت شدیدہ ہے

جو لوگوں پر نازل ہوتی ہے اور قاموس میں فرمایا کہ ”نازلہ“ ہر سختی ہے اور صحاح میں فرمایا کہ ”نازلہ“ زمانے کی سختیوں میں سے ایک سختی ہے جو لوگوں پر نازل ہوتی ہے۔ (فاروقی)

خود مصنف ”ضروری سوال“ کو اقرار ہے کہ:

”عند النازلہ کی قید سے ہر سختی سمجھی جاتی ہے“

بائیں ہمہ برخلاف اطلاقات علماء اپنی طرف سے خاص فتنہ و فساد و غلبہ کفار کی

قید لگانا اور کہنا کہ ”ہر ایک نازلہ نہیں“ کلام علماء میں تصرف بیجا ہے۔

ثانیاً:۔ میں اطلاق سے احتجاج کرتا ہوں کلمات علماء میں صاف تعمیم موجود ہے

عامہ عبارات مذکورہ دیکھئے لفظ ”نازلہ“ یا ”بلیہ“ نکرہ موضع شرط میں واقع ہوا کہ گر کوئی سختی یا کسی قسم کی بلا آئے تو نماز فجر میں قنوت پڑھے یہ صراحتہ ہر مصیبت ناس کو عام

ہے: لما نصوا علیہ ان النکرۃ ان حیز الشرط تعم تو زید کا ان کے معنی میں وہ

حکم لگا دینا کلمات علماء کا بگاڑنا بدلتا ہے۔

ثالثاً:۔ ابن حبان نے اپنی صحیح مستمى ”بالتقاسیم والانواع“ میں بطریق ابراہیم بن

سعد عن الزہری عن سعید و ابی سلمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی:

”قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا

یقنت فی صلاة الصبح الا ان یدعو لقوم او علی قوم

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح میں قنوت نہ پڑھتے

مگر جب کسی قوم کے لئے ان کے فائدے کی دعا فرماتے یا  
 کسی قوم پر ان کے نقصان کی دعا کرتے“  
 ”فتح القدیر وغنیہ ومرقاۃ شرح مشکوٰۃ“ میں فرمایا:  
 ”وہو سند صحیح یہ سند صحیح ہے“

خطیب بغدادی نے ”کتاب القنوت“ میں بطریق محمد بن عبداللہ الانصاری حدیثا  
 سعید بن ابی عروبہ عن قتادۃ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی:

”ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا یقنت  
 الا اذا دعا لقوم او دعا علی قوم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم قنوت نہ پڑھتے مگر جب کسی قوم کے لئے یا کسی قوم  
 پر دعا فرمائی ہوتی“

کتب ثلاثہ مذکورہ میں ہے:

”هذا سند صحیح قالہ صاحب تنقیح التحقيق یہ سند

صحیح ہے، صاحب تنقیح التحقيق نے اس کی تصریح کی“

امام زیلعی ”نصب الراية“ میں یہ دونوں حدیثیں ذکر کرنے فرماتے ہیں:

”قال صاحب التنقیح و سند ہذین الحدیثین صحیح

وہما نص فی ان القنوت مختص بالنازلة یعنی صاحب

تنقیح نے کہا ان دونوں حدیثوں کی سند صحیح ہے اور ان میں

صاف تصریح ہے کہ قنوت وقت مصیبت کے ساتھ خاص ہے“

یہ دونوں حدیثیں بھی مطلق ہیں ان میں کوئی تخصیصِ فتنہ و غلبہ کفار کی نہیں اور شک نہیں کہ مثلاً رفع طاعون دفع وبازوال قحط کے لئے دعا بھی ”دعا القوم“ کے اطلاق میں داخل کہ یہ بھی مسلمانوں کے لئے دعائے نفع ہے تو صحیح حدیثوں سے اس کا جواز ثابت ہوا۔

اگر کوئی یہ علت بیان کرے کہ مطلق

کو مقید پر محمول کیا گیا ہے تو ہم کہیں

گے: یہ اس میں کمال ہے ہی نہیں اگر

کوئی مخصوص واقعہ ایسا ذکر کرے جو

بیان اجمال میں داخل ہو تو اس بات کا

حصر مخصوص واقعہ میں کسی کے یہاں

درست نہیں، علاوہ ازیں یہ تو شواہد کا

مسئلہ ہے حالانکہ آپ مذہب حنفیہ

پر اپنے اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں، آپ

کی یہ گفتگو اس امر کی غمازی کر رہی ہے

کہ آپ ان کا مذہب ثابت کرنے کی

کوشش میں ہیں اور آخر رسالہ میں آپ

نے یہ واضح بھی کر دیا ہے کہ ”یہ رسالہ

فان اعتل بحمل المطلق

علی المقید قلنا لیس هذا

محلہ فان ذکر واقعة عین

داخلہ فی اجمال بیان لا

یحصرہ فیہا عند احد

علی انه انما هو مسلک

الشافعیة وانت تظہر من

نفسک الاعتماد علی

مذہب الحنفیة وقد

انبات فی غضون کلا

مک انک ہنا بصدد

اثبات مذہبہم و صرحت

فی آخر الرسالة انها علی

اصول مذهب امامنا  
 الاعظم ابوحنيفة النعمان  
 رضی اللہ عنہ وعن  
 مقلديهم او بلفظك مع  
 ان الصحيح في المسألة  
 الاصولية قولنا فقد اقام  
 ائمتنا عليها براهين لا قبل  
 لاحد بها فيتم الالتزام  
 ولا يبقى لاحد مجال كلام.  
 رابعاً:- ”مرقاة شرح مشکوة“ میں ہے:

ہمارے امام ابوحنیفہ نعمان رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کے اور ان کے مقلدین کے اصولوں  
 پر ہے ”اویہ آپ کے اپنے الفاظ ہیں  
 حالانکہ صحیح مسئلہ اصول میں ہمارا قول  
 ہے ہمارے ائمہ کرام نے اس پر  
 ایسے دلائل قائم فرمائے ہیں کہ کوئی  
 ان پر قیل و قال نہیں کر سکتا، پس التزام  
 تام ہوا اور اس کے بعد اس میں کسی  
 کو کلام کی مجال نہیں۔ (فاروقی)

”قال ابن حجر اخذ منه الشافعي انه يسن القنوت  
 في اخيرة سائر المكتوبات للنازلة التي تنزل بالمسلمين  
 عامة كوجوبه و قحط و طاعون او خاصة ببعضهم  
 كاسر العالم او الشجاع ممن تعدى نفعه و قول  
 الطحاوي لم يقل به فيها غير الشافعي غلط منه بل  
 قنت على رضی اللہ تعالیٰ عنہ في المغرب بصفين اه  
 و نسبة هذا القول الى الطحاوي على هذا المنوال

غنط اذ اطبق علماء نا على جواز القنوت عند النازلة“  
 یعنی غلامہ ابن حجر مکی نے فرمایا کہ اسی حدیث سے حضرت  
 امام شافعی نے یہ مسئلہ اخذ کیا کہ قنوت مسنون ہے تمام فرض  
 نمازوں کی آخری رکعت میں، جب عام مصیبت کے  
 مسلمانوں پر نازل ہو جیسے وباء، قحط اور طاعون یا کوئی خاص  
 مصیبت جو ان میں سے بعض لوگوں پر نازل ہو، مثلاً کسی عالم  
 کا یا بہادر (جنگجو) کا گرفتار کیا جانا، جن سے دوسروں کو فائدہ  
 پہنچتا ہے، اور امام طحاوی کا قول کہ اسے کسی غیر شافعی نے  
 نہیں کہا یہ ان کی طرف سے غلطی ہے بلکہ حضرت علی رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ نے (جنگ) صفین کے موقع پر نماز مغرب  
 میں قنوت پڑھی اور اس قول کی نسبت امام طحاوی کی طرف  
 اس طور پر غلط ہے کہ قنوت عند النازلہ کے جواز پر ہمارے  
 علماء متفق ہیں۔ (فاروقی)

اسی میں ہے:

”قال الامام النووي السنن من مسنون في صلاة  
 الصبح دائما واما في غيرهما فثبته ثلثة اقوال و  
 الصحيح المشهور انه اذا نزلت نازلة كعدو او قحط

اور بقاء او عطش او ضرر ظاہر فی المسلمین و نحو ذلك  
فتوا فی جمیع الصلوات المكتوبة والافلا ذکره  
الطیبی و فیہ ان مسنونیتہ فی الصبح غیر مستفادہ من  
هذا الحدیث“ یعنی حضرت امام نووی نے فرمایا کہ قنوت  
پڑھنا ہمیشہ مسنون ہے نماز صبح میں اور رہی بات فجر کے  
علاوہ نمازوں کی تو اس میں تین اقوال ہیں اور صحیح مشہور یہ  
ہے کہ جب کوئی سختی نازل ہو جیسے دشمن کا غلبہ آیا قحط یا وباء یا  
تشنگی یا مسلمانوں کو کوئی (جانی یا مالی) مضرت ہو اور ایسی ہی  
دوسری مصیبتیں تو قنوت پڑھی جائے گی تمام فرض نمازوں  
میں اور اگر مذکورہ صورتیں نہیں تو جائز نہیں، اسے علامہ طیبی  
نے ذکر کیا اور اسی میں ہے کہ قنوت کی مسنونیت صلاة صبح  
میں اس حدیث سے مستفاد نہیں۔ (فاروقی)

دیکھو مولانا علی قاری نے امام ابن حجر مکی سے تصریح و صریح نقل فرمائی کہ جس  
نازلہ کے لیے قنوت پڑھنی جاتی ہے وہ وباء قحط و طاعون وغیرہا سب کو شامل ہے اور امام  
طیبی سے انہوں نے امام اجل ابو زکریا نووی سے نقل کیا کہ نازلہ میں قحط و وباء و تشنگی  
وغیرہا سب داخل ہیں اور ان اقوال کو مسلم و مقرر رکھا اور بعض بیان کے خلاف مذہب  
سمجھے ان پر اعتراض کر دیا اسے برقرار رکھا بلکہ نازلہ کے معنی مذکور نقل کر کے صاف

فرمادیا کہ امام طحاوی کی طرف قنوت نازلہ کا انکار اس طرح نسبت کر دینا ٹھیک نہیں کہ اس کے جواز پر تو ہمارے علماء کا اتفاق ہے۔

اس سے صاف مفہوم کہ وہی نازلہ جس کے معنی ابھی بیان ہو چکے کہ قحط و بلاء و طاعون سب اس میں داخل ہیں اسی کے لئے ہمارے علماء جواز قنوت کے قائل ہیں۔  
خامساً: کیوں راہ دور سے نشان معنی مقصود دیجئے کلمات علماء سے صاف صریح تصریحیں لیجئے۔

اسی ”مرقاۃ شریف“ میں ہے:

”قال ابن الملك وهذا يدل على ان القنوت في الفرض ليس في جميع الاوقات بل اذا نزلت بالمسلمين نازلة من قحط و غلبة عدو و غيره ذلك يعني علامه ابن فرشته نے فرمایا اس حدیث سے ثابت ہے کہ فرض میں قنوت ہمیشہ نہیں بلکہ خاص اس وقت ہے جب معاذ اللہ مسلمانوں پر کوئی سختی آئے جیسے قحط اور دشمن کا غلبہ وغیرہ“

علامہ زین العابدین بن ابراہیم بن محمد مصری نے ”کتاب الاشباہ“ میں ”غایہ و شمنی و فتح“ کے عبارات کہ ”نوازل میں قنوت روا ہے“ نقل کر کے فرمایا:

”فالقنوت عندنا في النازلة ثابت وهو الدعاء برفعها

ولا شك ان الطاعون من اشد النوازل يعني ان عبارات



علماء سے ثابت ہوا کہ ہمارے نزدیک بلا کے وقت قنوت پڑھنا ثابت ہے اور وہ یہی ہے کہ اس بلا کے دفع کی دعا کی جائے اور شک نہیں کہ طاعون سخت تر بلاؤں میں سے ہے۔

اسی طرح علامہ سید احمد مصری نے حاشیہ ”نور الایضار“ اور علامہ سید محمد مشقی نے حاشیہ ”شرح تنویر“ میں دفع طاعون کے لیے قنوت پڑھنے کی تصریح فرمائی اور انہیں بحر محقق صاحب ”بحر“ کا حوالہ دیا اول کی عبارت انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آتی ہے اور ثانی نے زیر قول شارح مدقق نے ”لایقنت لغيره الا لنازلة“ فرمایا:

”قال فی الصحاح النازلة الشديدة من شدائد الدهر ولا شك ان الطاعون من اشد النوازل“ اشباہ یعنی صحاح میں فرمایا کہ ”نازلہ“ زمانے کی سختیوں میں سے ایک سختی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ طاعون شدید تر بلاؤں میں سے ہے۔ (فاروقی)

تنبیہ:- ان بیانیوں سے چند امر روشن ہوئے!

اول:- یہ کہ طاعون و وبا اور ان کے مثل ہر بلیہ عامہ کے لئے قنوت صحیح

حدیثوں کے اطلاقات سے ثابت ہے تو زید یعنی مصنف ”ضروری سوال“ کا قنوت نوازل کو جائز و ثابت مان کر اسے بعض نازلہ سے خاص کرنا اور باقی کی نسبت کہنا کہ:

”جب تک شریعت میں عکسی کام کی اصل نہ ملے وہ

کام یا تو بدعت ہو گا یا گناہ؟“

محض بے معنی ہے کیا اطلاق احادیث اس شخص کے نزدیک کوئی اصل شرعی نہیں کہ اس کے حکم کو بے اصل و گناہ مانتا ہے؟۔

دوم:- قنوت طاعون و وبا کو نہ صرف اطلاقات کلام علما بلکہ ان کی صاف تعمیہ میں شامل جن میں خود امام اجل ابو جعفر طحاوی بھی داخل تو اس کی نسبت زید کا ادعا کہ:

”نہ اقوال خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے ثابت اور نہ ہمارے

امام صاحب کے توابعین کے اقوال سے وہ ایک زائد بات ہے“

JANNATI KAUN?

صریح ناہمی ہے۔

سوم:- اطلاق و عموم سے استدلال نہ کوئی قیاس ہے نہ مجتہد سے خاص:

کما بینہ خاتمة المحققین جیسا کہ ہمارے جد امجد خاتم المحققین

سیلنا الجد قلوس سرہ الامجد قدس سرہ نے اپنی کتاب مبارک

فی کتابہ المستطاب ”اصول الرشاد لقمع مہانی الفساد“

الرشاد لقمع مہانی الفساد میں بیان فرمایا۔ (فاروقی)

۱۔ آج تک جمع سالم مذکر یا مؤنث سنی تھی یہ مصنف ”ضروری سوال“ کی جمع منٹ ہے اول تو منتخبی المجموع کی پھر جمع مذکر سالم بنائی دوسرے تاریخ وصف مذکر عاقل کو توابع پر جمع کیا حالانکہ صفت ذوی العقول میں وہ جمع تاہتہ مؤنث کی ہے جیسے ضوارب جمع ضاربتہ پھر اس جمع مؤنث کو یاد نون سے جمع بنا کر مذکر بنایا تذکیر و تانیث جمع فرما کر جمع منٹ کا رنگ جمایا زبے ملائی ۱۲ محمد ضیاء الدین الکنی بانی السکین۔

مثلاً اس اخیر زمانہ فتن میں طرح طرح کے نئے قسم قسم کے باجے ایسے پیدا ہوئے جن کی حرمت کا ذکر نہ قرآن مجید میں ہے نہ حدیث شریف میں نہ اقوال ائمہ میں مگر انہیں حرام ہی کہا جائے گا کہ وہ:

”کل مسکر حرام“ یعنی ہرنشہ آور شے حرام ہے۔ (فاروقی)

کے عموم اور حدیث:

”یستحلون الحر والحریب والنخمر والمعازف“ یعنی وہ

لوگ ریشم، شراب اور مزامیر کو حلال سمجھیں گے (فاروقی)

JANNATI KAUN?

وآیہ کریمہ

”وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ“ اور کچھ لوگ

کھیل کی باتیں خریدتے ہیں۔ (کنز الایمان)

کے شمول و اطلاق میں داخل!

اب اگر کوئی جاہل کہہ اٹھے کہ یہ تو تم قیاس کرتے ہو احادیث میں کہیں تصریح نہیں پائی جاتی نہ ہمارے امام صاحب کے تابعین سے ہمارا تمہارا قیاس مسائل فقہیہ دینیہ میں بیکار ہے تو اس سے یہی کہنا چاہیے کہ اے ذی ہوش یہ قیاس نہیں بلکہ جب ایک حکم مطلق یا عام احادیث و کلمات نامائے کرام میں وارد ہے تو اس کے دائرے میں جو کچھ داخل سب کو وہ حکم محیط و شامل تو ثابت ہوا کہ زید کا ”ضروری سوال“ میں خود ہی یہ سوال قائم کرنا کہ:

”جب قنوت عند النازلہ ثابت اور جائز ہوئی تو ہر قسم کی بلا اور مصیبت پر جائز ہونی چاہئے“ اور اس کا یہ مہمل جواب دینا کہ ”ہمارا تمہارا قیاس مسائل فقہیہ دینیہ میں بیکار ہے احادیث میں کہیں تصریح نہیں پائی جاتی نہ ہمارے امام صاحب کے توابعین کے اقوال سے“

صریح نادانی ہے۔

چہارم:- اگر صرف یہی اطلاق و عموم احادیث و اقوال ائمہ ہوتے تو ثابت کہنے کے لیے کافی تھے ایسے مسئلے کو ہرگز کذب و بہتان نہیں کہہ سکتے دوسرے دلائل کی نظر سے راجح و ارجح کا اختلاف دوسری بات ہے مگر آپ اوپر سن چکے کہ طاعون و وبا و قحط وغیرہا کے لیے قنوت کی صاف صریح تصریحیں امام اجل ابو زکریا نووی شارح صحیح مسلم شریف (جن کی جلالت شان پر علمائے جمیع مذاہب حقہ کا اجماع ہے) اور امام جلیل شرف الدین حسن بن محمد طیبی شارح ”مشکوٰۃ“ امام شہاب الحق والدین احمد بن حجر مکی تیمی و علامہ عبداللطیف بن عبدالعزیز شہیر بن فرشتہ از اجلہ علمائے حنفیہ و محقق فقیہ زین بن نجیم مصری عمدہ حنفیہ و مولانا علی بن سلطان محمد ہروی قاری مکی حنفی و فاضل جلیل سید احمد مصری طحاوی حنفی و عالم نبیل سید محمد آفندی شامی حنفی نے فرمائیں اور امام ابن حجر مکی نے اسے امام مجتہد عالم قریش سیدنا امام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا تو مصنف ”ضروری سوال“ کا قول کہ:

”طاعون یا وباء کے لیے قنوت ثابت نہیں وہ ایک قسم کا  
کذب اور بہتان ہے اگر خطا ایسا کلمہ بے موقع کسی سے  
سرزد ہو جائے جناب الہی میں توبہ و استغفار جلد کر لے“

محض کذب و بہتاسی اور ان ائمہ کرام و علمائے اعلام کی جناب میں گستاخی  
و توہین شان ہے، زید پر لازم ہے کہ اپنی اس خطا اور بے موقع کلمے سے جلد جناب الہی  
میں توبہ و استغفار کرے۔

اگر بفرض باطل یہ قنوت نوازل صرف امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب  
ہوتا اور ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بالاتفاق اس سے انکار فرماتے تو غایت یہ کہ  
مسئلہ ائمہ مجتہدین اختلافیہ اور ہمارے مذہب کے خلاف ہوتا اسے کذب و بہتان کہنا  
اس حالت میں بھی حلال نہ تھا نہ کہ اس صورت میں کہ خود ہمارے ائمہ و علماء کے بھی  
اطلاق و عموم و نصوص سب کچھ موجود اور اگر اسے خصوص نقل فعل کا منکر ٹھہرائے تو  
اولاً تو یہاں اس کا محل نہیں کہ اس خصوص کا مدعی کون تھا جس کے رد میں زید یہ الفاظ لکھتا  
ثانیاً اوپر واضح ہو چکا کہ عدم نقل فعل نہ زید کو مفید نہ اس کے مخالف کو مضر تو اس  
کا ذکر محض فضول و نادانی ہے۔

بالجملہ آفتاب کی طرح واضح بنا کہ زید نے اس تحریر ”ضروری سوال“ میں نہ  
ہمارے متون مذہب کے ظاہر پر عمل کیا نہ ہمارے شارحین اعلام کا قول لیا بلکہ اپنی  
طرف سے ایک نیا فتویٰ گڑھ دیا:

بلى قد وقع ما يوهمه فى  
 كلام بعض ائمة الحديث  
 فى تقرير مذهب الامام  
 احمد بن حنبل رضى الله  
 تعالى عنه و فى كلام بعض  
 ائمتنا فى توجيه مذهب  
 بعض الصحابة رضوان الله  
 تعالى عليهم ثم لم يعتمد  
 ولا جعله مذهب علمائنا و  
 لا ذكره فى تقرير كلامهم  
 مع انه قد اثر عنه التعميم  
 صريحاً فيتحمل ان يكون  
 القصر ههنا وقع وفاقاً لا حصراً  
 و اياما كان فجعل هذا مذهباً  
 لنا لا سلف لزيد فيه فيما اعلم  
 والله سبحانه و تعالى اعلم.

ہاں مذہب امام احمد بن حنبل رضى الله  
 تعالى عنه کی تفصیل کرتے ہوئے بعض  
 ائمہ حدیث کے کلام میں اور بعض  
 صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے مذہب  
 کی توجیہ کرنے ہوئے ہمارے بعض  
 ائمہ کے کلام میں ایسی گفتگو واقع ہوئی  
 ہے جو وہم کو راستہ دیتی ہے پھر بھی اس  
 پر کسی نے اعتما نہیں کیا نہ یہ ہمارے  
 علماء کا مذہب ہے نہ ہی یہ ان کے کلام  
 میں مذکور ہے باوجودیکہ ان کے عموم  
 پر تصریح منقول ہے لہذا یہاں یہ ممکن  
 ہے کہ یہاں قصر اتفاق واقع ہو گیا ہو  
 اور قصر مقصود نہ ہو جو بھی ہوا ہوا سے  
 ہمارا مذہب بنا دیا گیا، جہاں تک میں  
 سمجھتا ہوں اس میں زید کے لئے کوئی  
 فائدہ نہیں۔ (فاروقی)

”ضروری سوال“ کے اظہارِ خطا کو اسی قدر بس تھا بے حاجت شرعیہ ناقصوں  
 قاصروں کی جہالتوں سفاہتوں کا شمار اپنا شیوہ نہیں لقولہ تعالیٰ:

”وَاعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ“ یعنی اور جاہلوں سے منہ پھیرو۔

(کنز الایمان)

مگر امور متعلقہ بہ دین میں بعد سوال سائل بیان امر حق ضروری اور یہاں مصلحت  
 دینی اس کی طرف داعی کہ جب ایک ایسا بے علم و کم فہم و مشکوک و متہم شخص اپنے آپ کو  
 مفتی و مصنف بنائے ہوئے ہے اور بعض عوام اسے عالم و قابل اعتماد سمجھے ہیں تو اس کے  
 پُر جہل و نا اہل ہونے کا آشکارا کرنا انشاء اللہ تعالیٰ دین عوام کو نافع اور ضلالت و جہالت  
 میں پڑنے کا دافع ہوگا وباللہ التوفیق۔

زید کی ترکیب و بندش الفاظ و انشاء و املا اگرچہ سب میں خطا ہائے فاحشہ موجود  
 ہیں مگر ان سے تعرض داب محصلین نہیں لہذا انہیں چھوڑ کر اس کے باقی کثیر و بسیار اغلاط  
 و جہالات سے صرف بعض کا اظہار کیا جاتا ہے۔

جہالت اے:- حدیث مذکورہ ابن حبان کہ زید کے دعوے تخصیص کا صاف

رد تھی براہ نادانی اپنی دلیل بنا کر لکھی اور اس پر فائدہ جمادیا کہ:

”یہاں سے سمجھا گیا کہ کفار ظلم کریں تو نصرت

چاہے طاعون کے لئے قنوت ثابت نہیں“

عقلمند سے پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ظلم کفار کی تخصیص کہاں ہے اور اس کے ذکر سے سوا ضرر کے تجھے کیا فائدہ حاصل ہوا؟

**جہالت ۲:-** قنوت فجر کے بارے میں ہمارے مشائخ کرام تبصریح فرماتے ہیں: کہ منسوخ ہے ولہذا حکم دیتے ہیں کہ حنفی اگر فجر میں شافعی کہا اقتدا کرے قنوت میں اس کا اتباع نہ کرے کہ منسوخ میں پیروی نہیں اس قدر پر تو کلمات علما متفق ہیں ہاں محل نظریہ ہے کہ یہاں ”عموم نسخ“ ہے یا ”نسخ عموم“ عموم نسخ یہ کہ نازلہ و بے نازلہ کسی حال میں قنوت فجر کی مشروعیت باقی نہیں عموماً نسخ ہو گیا اور ”نسخ عموم“ یہ کہ نازلہ بے نازلہ ہر حال میں عموماً قنوت کا پڑھا جانا یہ منسوخ ہو اصراف بحالت نازلہ باقی رہا۔

”نسخ عموم“ پر تو بہت احادیث صحیحہ دلیل ہیں جن کی تفصیل امام محقق علی الاطلاق نے ”فتح القدر“ میں افادہ فرمائی اور ”مسند احمد و صحیح مسلم و سنن نسائی ابن ماجہ“ میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے:

”ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قنت شہرا  
 یدعو علی احياء من احياء العرب ثم ترکہ  
 (یعنی) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک  
 نماز صبح میں قنوت پڑھی عرب کے کچھ قبیلوں پر دعائے  
 ہلاکت فرماتے تھے پھر چھوڑ دی“



”زاد ابن ماجہ فی صلاة الصبح وهو عند البخاری  
 فی المغازی بزيادة بعد الركوع وترك ثم تركه“ یعنی  
 ابن ماجہ نے یہ زیادہ کیا کہ ”نماز صبح میں قنوت پڑھتے تھے“  
 اور بخاری کے کتاب المغازی میں یہ اضافہ ہے کہ ”قنوت  
 رکوع کے بعد تھی“ اور ”پھر اسے ترک فرمادیا“ کے الفاظ کو  
 انھوں نے چھوڑ دیا۔ (فاروقی)

اور صحاح ستہ میں بضمن حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ ترک کا سبب  
 نزول آئیہ کریمہ:

JANNATI KAUN?  
 ”لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ  
 فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ“ یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں یا انھیں توبہ کی توفیق  
 دے یا ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں۔ (کنز الایمان)

ہے یہاں نظر دو طرف جاتی ہے اگر معنی آیت مطلقاً ممانعت اور سید عالم صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترک فرمانا بر بنائے ارتفاع شریعت ہو یعنی فجر میں قنوت اصلاً

۱۔ زاد کلمة ضمن لان بيان نزول الآية في هذا الباب ليس من قول ابی هريرة رضي الله  
 تعالى عنه وإنما هو مدرج في الحديث من قول الزهري ذكره بلاغا واصح نزولها في واقعة  
 احد حین دعانا نبی صلی الله تعالی علیہ وسلم علی الذین ادموا وجهه صلی الله تعالی علیہ  
 وسلم كما ثبت فی صحیح مسلم کذا حققه الحافظ فی الفتح و كذلك قال الشيخ المحقق  
 فی شرح المشکوٰۃ ان الاکثرین علی نزولها یوم احد والله تعالی اعلم ۱۲ منه

مشروع نہ رہی تو عموم نسخ ثابت ہوگا اور اب قنوت نازلہ بھی منسوخ ٹھہرے گی اور اگر  
 معنی آیت ان خاص لوگوں پر دعائے ہلاک سے ممانعت ہو کہ ان میں بعض علم الہی میں  
 مشرف باسلام ہونے والے تھے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترک انہیں کے  
 بارے میں ہونہ مطلقاً تو صرف نسخ عموم ہی ثابت ہوگا اور قنوت نازلہ مشروع رہے گی۔  
 یہی دونوں نظریں امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدر پھر ان کی تبعیت سے  
 علامہ محقق حلبی نے ”شرح کبیر“ میں افادہ فرمائیں، ان دونوں کتابوں اور ”مرقاۃ شرح  
 مشکوٰۃ“ میں ہے:

”و اذا ثبت النسخ و جب حمل الذی عن انس من رواية  
 ابی جعفر (هو الرازی) ونحو (کدینار بن عبد اللہ خادم  
 انس رضی اللہ عنہ، ما زال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم یقنت فی الصبح حتی فارق الدنیا) اما علی الغلط  
 (لان الرازی کثیر الوهم قاله ابو زرعة و دینار قد قبل فيه  
 ما قبل) او علی طول القیام فانه یقال علیہ ایضا او یحمل  
 علی قنوت النوازل و یکون قوله (ای قول انس رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ) ثم ترکہ فی الحدیث الآخر (المروی فی  
 الصحاح) یعنی الدعاء علی اولئک القوم لا مطلقاً  
 مختصراً مزیداً منی ما بین هلالین“ یعنی جب نسخ ثابت ہو تو

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت حضرت ابو جعفر  
 (رازی) اور اس کی مثل دیگر روایات (جیسے دینار بن عبد اللہ  
 خادم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح میں قنوت پڑھتے تھے یہاں تک کہ  
 دنیا سے تشریف لے گئے) کو یا تو غلطی پر محمول کیا جائے گا  
 (کیونکہ بقول رازی ابو زرہ کثیر الوہم ہیں اور دینار کے بارے  
 میں جو کچھ کہا گیا وہی کچھ ہے) یا طول قیام پر محمول کیا جائے گا  
 کیونکہ ”قنوت“ کا اطلاق اس پر بھی ہوتا ہے یا اسے ”قنوت  
 نازلہ“ پر محمول کیا جائے گا اور ان (یعنی حضرت انس رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ) کا قول دوسری حدیث (جو صحاح میں موجود ہے)  
 میں کہ ”پھر اسے ترک کر دیا گیا“ یعنی قوم کے خلاف دعا ترک  
 کر دی نہ کہ ہر دعا؟ اھ مختصراً۔

اور میری (یعنی حجۃ الاسلام کی) طرف سے وہ اضافہ ہے  
 جو قوسین میں ہے۔ (فاروقی)

نیز کتابیں مذکورین میں ہے:

”فیجب کون بقاء القنوت فی النوازل مجتہدافیہ و

ذالك ان هذا الحديث (ای حدیث ابن مسعود

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطریق حماد بن ابی سلیمان و  
 ابی حمزہ العقاب عن ابراہیم عن علقمة عنہ قال لم  
 یقنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی  
 الصبح الا شہرا ثم ترکہ لم یقنت قبلہ ولا بعدہ و  
 لفظ حماد لم یقبل ذلك ولا بعد (لم یقنت عنہ صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من قوله ان لا قنوت فی نازلة  
 بعدہ بل مجرد العدم بعدها فیتجہ الا جتہاد بان  
 یظن ان ذلك انما هو لعدم وقوع نازلة بعدہا  
 تستدعی القنوت فتكون شرعية مستمرة وهو  
 محمل قنوت من قنت من الصحابة بعد وفاته صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او ان یظن رفع الشرعية نظر  
 الی سبب ترکہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وهو انه  
 لما نزل قوله تعالیٰ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْأَمْرِ شَیْءٌ ترک واللہ  
 سبحانہ و تعالیٰ اعلم ان بزیادة "یعنی نازلہ کے وقت "قنوت"  
 باقی رکھنے کو اجتہادی قرار دینا واجب ہے کیونکہ یہ حدیث (یعنی  
 حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو طریقوں سے مروی ہے  
 حماد بن ابوسلیمان اور ابو حمزہ قصاب سے انھوں نے ابراہیم

سے انھوں نے علقمہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قنوت نہیں پڑھی سوائے ایک مہینے کے پھر اسے ترک فرمادی اس سے پہلے کبھی آپ نے قنوت نہیں پڑھی اور نہ اس کے بعد میں اور حماد کے الفاظ یہ ہیں کہ نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ بعد میں (اور نہ ہی حضور ﷺ سے یہ قول منقول ہے کہ اس کے بعد سخت مصیبت میں بھی قنوت نہیں پڑھی جائے گی بلکہ اس کے بعد عدم بھی منقول نہیں تو اس مسئلے میں اجتہاد کی ضرورت ہوئی بایں طور کہ غالب گمان ہے کہ اس کے بعد کوئی ایسی شدید مصیبت نازل نہیں ہوئی جو ”قنوت“ کا تقاضا کرتی لہذا ”قنوت“ دائماً جائز ہوگی اور یہی محل ہے اس ”قنوت“ کا جو حضور جان نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے یا اس طور پر کہ غالب گمان ہے کہ جواز ”قنوت“ کا ختم ہونا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ترک کے باعث ہو اور وہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا قول ”لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ“ نازل ہوا آپ نے اسے ترک فرمادیا واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (فاروقی)

روش علم تو یہ ہے مگر مصنف ”ضروری سوال“ کی سخت نا فہمی کہ دو متنافی باتوں کو ایک کر دیا اور کچھ نہ سمجھا کہ خود اسی کا ایک کلام دوسرے کو رد کر دے گا۔  
 مسلک تو وہ اختیار کیا کہ قنوت نازلہ باقی ہے منسوخ نہیں اگرچہ نازلہ معنی خاص  
 فتنہ و فساد غلبہ کفار کے لئے!

ایک جگہ لکھا:

”عند النازلہ بدعت نہیں مداومت بدعت اور  
 دین میں نیا کام ہے“

JANNATI KAUN?

پھر لکھا:

”دلیل اوپر نسخ قنوت کے مداومت کے طور پر اور  
 دلیل واسطے جواز قنوت کے عند النازلہ“

پھر لکھا:

”مداومت کے طور پر منسوخ اور عند النازلہ غیر منسوخ“

اور مزے سے وہی آئیہ کریمہ اور وہی حدیث بحوالہ صحیحین ذکر کر کے کہہ دیا:

”اسی آیت سے اور حدیث متفق علیہ سے نسخ

قنوت عموماً ثابت ہو اسوائے قنوت وتر کے“

ذی ہوش سے پوچھا جائے کہ اس حدیث میں کس چیز پر قنوت مذکور تھی نازلہ پر

اور نزول آیت کس قنوت کے بارے میں ہوا قنوت نازلہ میں اگر آیت و حدیث سے

اس کا نسخ ثابت مانتا ہے تو قنوت نازلہ کہاں باقی رہی وہی تو صراحتہ ان سے منسوخ ہوئی یہ طرفہ تماشا ہے کہ وہی منسوخ وہی باقی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم.

جہالت ۳:- حدیث طارق الشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربارہ انکار قنوت فجر

(جس طرح معمول شافعیہ ہے) نسائی نے اس طرح روایت کی کہ:

”میں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و

خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی

کسی نے قنوت نہ پڑھی وہ بدعت ہے“

اور ”ترمذی وابن ماجہ“ نے یوں کہ:

”ان کے صاحبزادے سعد ابو مالک نے ان سے پوچھا

آپ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے

اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھیں کیا وہ

فجر میں قنوت پڑھتے تھے فرمایا نئی نکالی ہوئی ہے“

ایک ہی حدیث ایک ہی مضمون ایک ہی صحابہؓ ایک ہی مخرج اور مصنف

”ضروری سوال“ نے اسے بلفظ ”اول“ ذکر کر کے ”نسائی وابن ماجہ و ترمذی“ سب کی

طرف نسبت کیا اور لفظ ”دوم“ کو بے نسبت چھوڑ کر کہہ دیا:

”ان دونوں حدیثوں میں لفظ بدعت اور محدث کا وارد ہے“

ایسی حدیث کو دو حدیثیں کہنا اصطلاح فقہاء در کنار اصطلاح محدثین پر بھی ٹھیک نہیں آ سکتا یہ زید کی بے خبری و غفلت ہے۔

جہالت ۴:- قنوت مذکور ائمہ شافعیہ ائمہ مالکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حدیث

مذکور سے بدعت بتا کر آگے حاشیہ جمایا:

”اور حکم بدعت کا یہ ہے کہ کل محدث بدعة و کل

بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار“ یعنی ہر محدث

بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہ ناری ہے۔

قطع نظر اس سے کہ جملہ اولیٰ حکم بدعت نہیں حکم بہ بدعت ہے، اجتہادیات ائمہ

دین کو ایسے احکام کا مورد قرار دینا کیسی بے باکی و جرأت ہے، حاشا ائمہ کرام اہل سنت

کا کوئی مسئلہ ضلالت و فی النار کا مصداق نہیں وہ سب حق و ہدایت و سبیل جنت ہے۔

جہالت ۵ تا ۸:- حدیث عاصم بن سلیمان ذکر کی:

”قلنا لانس بن مالک ان قومًا يزعمون ان

النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لم يزل

يقنت في الفجر فقال كذبوا انما قنت رسول

الله صلى الله تعالى عليه وسلم شهرا واحدا

يدعو على احياء من احياء المشركين“

اور اس کا ترجمہ کیا:



”ہم نے پوچھا انس بیٹے مالک سے یہ کہ مقرر ایک قوم گمان کرتی ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قنوت پڑھتے تھے نماز فجر میں سو جواب دیا مالک نے کہ وہ لوگ اپنے گمان میں جھوٹے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ قنوت پڑھی آپ نے مہینہ ایک سو بھی بددعا کرنے کو اوپر قبیلوں کے قبیلوں سے مشرکین کے“

اولاً:- محاورہ عرب میں زعم بمعنی مطلق قول بھی شائع یہاں تک کہ صحیح حدیث میں ”زعم جبریل“ تک واقع۔

ثانیاً:- کلام نا محقق یا خلاف تحقیق بھی مراد ہو تو یہ حکم اس قائل کی نزدیک ہوتا ہے جو اسے بلفظ ”زعم“ تعبیر کرتا ہے اس سے یہ مستفاد نہیں ہے وہ زاعم خود بھی اسے مشکوک یا مظنون سمجھتا ہے زید نے زبردستی ”یزعمون“ کے معنی یہ بنا لئے کہ جو قنوت فجر کی بقا کے قائل ہیں خود ہی اسے شک و گمان کے مرتبے میں جانتے ہیں اور اسی بنا پر ”کذبوا“ کا ترجمہ کیا کہ:

”وہ اپنے گمان میں جھوٹے ہیں“

ثالثاً:- یہ نیو جما کر اب اس پر فائدہ جزا:

”اس حدیث سے یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ زمانہ تابعین میں قنوت کا فقط گمان ہی گمان تھا یقینی امر

نہ تھا پس جتنی روایات ان روایات کے مخالف ہیں وہ  
سب ظنیات ہونی چاہئے واللہ اعلم بالصواب“

افسوس کہ جو کہنا چاہا تھا وہ بھی کہ نہ جانا عقلمند سے پوچھا جائے کہ قائلان قنوت  
مالکیہ و شافعیہ نے کس دن کہا تھا کہ قنوت فجر یقینی ہے یا مانعان قنوت حنفیہ و حنبلیہ کب  
کہہ سکتے ہیں کہ عدم قنوت قطعی ہے مسائل اجتہاد یہ دونوں طرف ظنیات ہوتے ہیں پھر  
یہ کون سا فائدہ آپ نے نکالا اور اس سے بحث میں کیا نفع حاصل ہوا۔

رابعاً:- اس سب سے قطع نظر کیجئے تو ”ان قومایزعمون“ لفظ قوم نکرہ حیز  
اثبات میں ہے جس کا مفاد صرف اس قدر ہوگا کہ کچھ لوگ بطور وہم بقائے قنوت  
مانتے ہیں اس سے کب لازم ہوا کہ زمانہ تابعین میں سب قائلان قنوت اسے اسی  
درجے میں جانتے۔

جہالت ۹:- حدیث ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

”نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم عن القنوت فی الفجر نبی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے قنوت فجر سے منع فرمایا“

جس میں تین راوی ضعیف و شدید الضعف ہیں ذکر کر کے تضعیف رواۃ کا

جواب دیا کہ:

”امام صاحب کی تحقیق کو وہ مانع نہیں دوم یہ کہ انس بن مالک

نے بدعت اور محدث کہا تو گمان یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو اس ”نہی“ کی ضرور خبر ہوگی اگرچہ بدعت اور محدث کی جگہ لفظ ”نہی“ کا نہ ذکر کیا ہو اور اسی پر اکتفا کیا

قطع نظر اس سے کہ بدعت یا محدث کے قائل حضرت طارق اشجعی ہیں نہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نو پیدا کہنے سے اس گمان کی راہ کدھر سے ملی کہ ضرور انہیں اس ”نہی“ کی خبر ہوگی انہوں نے صراحتاً نو پیدا ہونے کی ویرا ارشاد فرمادی تھی کہ:

”میں نے سید عالم و خلفائے کرام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و

سلم سب کے پیچھے نماز پڑھی کسی نے قنوت نہ پڑھی“

اے فرزند وہ نئی نکلی ہے اس میں ”نہی“ پر اطلاع کی بوجہ نہیں نکلتی نہ کہ

اس سے گمان ہو کہ ضرور نہیں معلوم ہوگی بلکہ انصافاً اس سے یہی متبادر کہ ”نہی“ یا تو واقع ہی نہ ہوئی یا ہوئی تو انہیں خبر نہ تھی ورنہ عدم فعل کا ذکر نہ کرتے صاف جواب دیتے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے منع فرما چکے ہیں“ جو اب مسئلہ میں دلیل اقوی کا ترک کیوں کیا جاتا۔

جہالت ۱۰:۱- ایک حدیث کی سند ذکر کی:

”عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما“

اور ترجمے میں بھی لکھا:

”اس نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے“

عالم صاحب کو اتنی خبر نہیں کہ ”صحابیت“ درکنار مسعود سرے سے مسلمان ہی نہ ہو جاہلیت میں مراا سے رضی اللہ عنہ میں شامل کرنا کیسی جہالت اور دانستہ ہو تو سخت تر آفت!

### جہالت :- آگے لکھا:

”فتح القدر میں تحت حدیث عبد اللہ بن مسعود کے بیان کیا ہے چنانچہ لم یکن انس نفسہ یقنت فی الصبح کما رواہ الطبرانی و اذا ثبت النسخ و جب حمل الذی عن انس من روایة ابی جعفر اما علی الغلط او علی طول القيام فانه یقال علیہ ایضا فی الصحیح عنہ علیہ الصلوۃ والسلام افضل الصلوۃ طول القنوت ای القيام“ یعنی خود حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر میں ”قنوت“ نہیں پڑھتے تھے اسے طبرانی نے روایت کی اور جب نسخ ثابت ہو گیا تو وہ روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت ابو جعفر سے مروی ہے یا تو اس غلطی پر محمول کیا جائے گا یا طول قیام پر کیونکہ حدیث صحیح میں اس پر بھی ”قنوت“ کا اطلاق ہوتا ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز میں افضل ترین عمل

”طول قنوت“ یعنی طول قیام ہے۔ (فاروقی)

قطع نظر اس سے کہ تحت حدیث فلاں یا زیر آیت اٰچناں اہل علم کے محاورے میں اس معنی پر بولا جاتا ہے کہ اس آیت و حدیث کی تفسیر و شرح یا اس کی بحث میں ایسا کہا یہاں مجتہد عنہ حدیث ابی جعفر رازی ہے اسی کی تحت اسی کی بحث میں حدیث ابن مسعود و حدیث طبرانی وغیرہا مذکور ہیں نہ کہ ایک دوسرے کی تحت ہیں عبارت فتح کا صاف مطلب جسے ہر حرف شناس عربی بے تکلف پہلی ہی نگاہ میں سمجھ لے، یہ ہے کہ حدیث ابی جعفر میں جو دوام قنوت مذکور ہوا ممکن کہ وہاں قنوت سے طول قیام مراد ہو کہ لفظ ”قنوت“ اس معنی پر بھی بولا جاتا ہے۔

دیکھو حدیث صحیح میں ارشاد ہوا کہ ”بہتر نماز طول قنوت ہے“ یعنی جس میں

قیام دیر تک ہو!

مصنف ”ضروری سوال“ ایسی سلیس عبارت کے واضح معنی کو خاک نہ سمجھا لفظ

”ایضاً“ کو کہ صراحتہ ”یقال“ کی طرف ناظر تھا اس سے قطع کر کے مابعد سے ملایا اور

”ایضاً فی الصحیح“ کو سند جداگانہ ٹھہرایا ولہذا لفظ ”ایضاً“ پر نشان (۔) کہ علامت

فصل ہے لگایا اور عبارت کا ترجمہ یوں فرمایا:

”کیونکہ وہ لفظ قنوت کا مقرر بولا گیا ہے اوپر طول

قیام کے اور بھی صحیح حدیث کے وہ لفظ قنوت

کا آیا ہے جو مروی ہے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ

والسلام سے کہ افضل ترین نمازوں کی وہ نماز  
ہے جس میں قنوت یعنی قیام دراز ہو“

اس جہالت کی کچھ حد ہے؟ اور ذرا یہ حسن ادا بھی قابل لحاظ کہ:  
”بیچ صحیح حدیث کے وہ لفظ قنوت کا آیا ہے“

گویا یہاں اس کی بحث تھی کہ حدیث میں کہیں لفظ قنوت آیا ہے یا نہیں۔  
جہالت ۱۲:- اسی عبارت ”فتح“ کے آخر میں تھا:

”والاشکال نشأ من اشتراك لفظ القنوت بين  
ما ذكر وبين الخضوع والسكوت والدعاء وغيرها“  
یعنی یہاں لفظ ”قنوت“ کے طول قیام اور خضوع و سکوت  
اور دعاء وغیرہ کے درمیان معانی میں مشترک ہونے کی وجہ  
سے اشکال پیدا ہوا ہے۔ (فاروقی)

یہاں ”ما ذکر“ سے مراد وہی طول قیام تھا اور اس کے معطوفات خضوع  
و سکوت و دعاء وغیرہا یعنی قنوت کا لفظ جب کہ ان سب معانی پر بولا جاتا ہے اس وجہ سے  
حدیث ابی جعفر میں قائلان قنوت فجر کو اشتباہ پیش آیا اس سے دعا سمجھ لئے حالانکہ مراد  
طول قیام تھا کہ ”ہمیشہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز فجر میں قیام طویل فرمایا“ یہ  
ایسے صاف معنی ہیں کہ عربی کا ہر مبتدی بے تامل سمجھ لے۔

اب مصنف صاحب کا علم دیکھئے عبارت صرف ”ما ذکر“ تک نقل کی اور ترجمہ فرمادیا:

”اور وہ جو مشکلیں پیدا ہوئی ہیں وہ لفظ قنوت کے مشترک

المعنی کے سبب اور وجہ سے درمیان اس چیز کے جو مذکور ہوئی

یعنی اپنے محل پر پورا ہوا ترجمہ فتح القدر کی عبارت کا“

گویا آپ کے نزدیک ”بین“ صرف شیء واحد پر داخل ہوتا ہے معطوف کی

حاجت ہی نہیں ماذکر کے معنی یہ کہ اپنے محل پر مذکور ہوئی ہے اسی پر مطلب تمام ہو گیا۔

جہالت ۱۳:۔۔ سوال قائم کیا جب نسخ قنوت ثابت ہوا تو عند النازلہ جواز کہاں رہا

اور اس کے جواب میں لکھا:

”جواب بصورت اجمالیہ اجماعیہ یہ ہے فی فتح القدر

وتر و نوافل کی بحث میں قولہ ان مشروعیة القنوت

فی المنازلہ مستمرة لم ینسخ الخ تحقیق کے

جائز ہونا قنوت کا بیچ وقت سختی کی؟ منسوخ نہیں“

”فتح القدر“ سے استناد اور قنوت نازلہ کے اجماعی ہونے کا ادعا ”بکف چراغ

دارد“ کا تماشا ہے ”فتح القدر“ کی اسی عبارت میں صراحت فرمایا کہ نازلہ میں بقائے

قنوت مجتہد فیہ ہے منسوخ ہونا نہ ہونا دونوں طرف نظر جاتی ہے۔

۱۔ یہ ”مشترک المعنی“ بھی نئی گزشت ہے علامہ لفظ کو مشترک کہا کرتے ہیں ان صاحب کے نزدیک اس کے

معنی دو معنی یا شاید دو لفظوں میں مشترک ہوتے ہوں گے ۱۲ ارمنہ

۲۔ کاف بیانہ کو یونہی لکھا ہے اس نادانی کا کچھ نمکنا ہے ایسی غلطی کبھی نون مشق اطفال سی بھی سرزد نہ ہوگی ۱۱۲ ابوالسکین

وقد تقدم نصه في بيان الجهالة الثانية. اس کی دلیل جہالت نمبر ۲ کے بیان میں گزر چکی ہے۔ (فاروقی)

اسی عبارت منقولہ زید کے بعد بلا فصل فرمایا تھا:

”وبه قال جماعة من اهل الحديث“ یعنی محدثین کی ایک جماعت نے یہی فرمایا ہے۔ (فاروقی)

کہاں ایک گروہ محدثین کا قول ہونا اور کہاں اجماع!

جہالت ۱۲: JANNATI KAUN

”جو قنوت دونوں حضرات نے نماز فجر میں پڑھی وہ

در بارہ اصلاح ذات البین کے تھی نہ بددعا“

بددعا نہیں مگر دعائے وصول مکروہ اور شک نہیں کہ فریقین میں ہر ایک کو اپنی

مغلوبی مکروہ ہوتی ہے اور شک نہیں کہ دونوں جماعتیں اپنا غلبہ مانگتی تھیں۔

مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

سے ہے:

”انه لما قنت في الصبح انكر الناس عليه فقال استنصرنا

على عدونا“ یعنی انھوں نے (حضرت علی نے) نماز صبح میں

”قنوت“ پڑھی تو لوگوں نے آپ پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا:

ہم نے دشمن پر مدد مانگی ہے۔ (فاروقی)



محرر مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ "کتاب الآثار" میں فرماتے ہیں :

"قال ابراهيم ( هو النخعي ) وان اهل الكوفة انما  
 اخذوا القنوت عن علي قنت يدعو علي معاوية حين  
 حاربه واما اهل الشام فانما اخذوا القنوت عن  
 معاوية قنت يدعو علي علي حين حاربه قال محمد و  
 بقول ابراهيم ناخذ وهو قول ابي حنيفة" یعنی حضرت  
 ابراهيم (نخعی) نے فرمایا کہ: اہل کوفہ نے "قنوت" حضرت  
 علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اخذ کی ہے کیوں کہ انہوں نے اس  
 وقت "قنوت" پڑھی جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 سے ان کی جنگ ہوئی اور اہل شام نے حضرت معاویہ سے  
 "قنوت" اخذ کی کیوں کہ وہ بھی حضرت علی سے جنگ کے  
 وقت "قنوت" پڑھتے تھے، حضرت امام محمد نے فرمایا کہ: حضرت  
 ابراهیم کے قول پر ہمارا عمل ہے اور یہی قول حضرت امام اعظم  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ہے۔ (فاروقی)

جہالت ۱۵:- بعید نہیں کہ ان حضرات نے قنوت اس مضمون کی پڑھی ہو کہ:

"اللهم اصلح بيننا و بين قومنا فانهم اخواننا بغوا علينا"  
 یعنی اے اللہ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان صلح

فرمادے کیوں کہ وہ ہمارے بھائی ہیں انھوں نے  
ہمارے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ (فاروقی)

امیر المؤمنین کی طرف سے یہ قنوت محتمل کیا امیر معاویہ بھی معاذ اللہ امیر  
المؤمنین کو باغی سمجھتے تھے یہ نرا جاہلانہ افتراء ہے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے  
صاف تصریح بسند صحیح موجود ہے کہ مجھے خلافت میں نزاع نہیں نہ میں اپنے آپ کو  
مولیٰ علی کا ہمسر سمجھتا ہوں:

”وانسى لا علم انه افضل منى واحق بالامر ولكن الستم  
تعلمون ان عثمان قتل ظلما وانا ابن عمه ووليه اطلب  
بدمه میں خوب جانتا ہوں کہ امیر المؤمنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ  
مجھ سے افضل اور احق بہ امامت ہیں مگر کیا تمہیں خبر نہیں امیر  
المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظلماً شہید ہوئے میں ان  
کا ولی اور ابن عم ہوں ان کا قصاص مانگتا ہوں رواہ یحییٰ بن  
سلیمن الجعفی استاذ الامام البخاری فی کتاب  
صفین بسند جید عن ابی مسلم الخولانی“ یعنی اسے  
امام بخاری کے استاد یحییٰ بن سلیمان الجعفی نے ”کتاب  
صفین“ میں سند جید کے ساتھ ابو مسلم خولانی سے روایت  
کیا ہے۔ (فاروقی)

جہالت ۱۶:- خود ہی سوال میں لکھا:

”جب قنوت عند النازلہ جائز ہوئی تو ہر مصیبت پر  
جائز ہونی چاہئے جس طرح قلت باران یا کثرت  
باران و سیلاب زلزلہ آندھی امراض مختلفہ خاص کر  
وبا اور طاعون کہ وہ اشد النازلہ ہے“

اور جواب دیا:

”ہمارا تمہارا قیاس بیکار ہے ان مصیبتوں کے لئے  
شارع علیہ السلام نے جدا جدا طریقہ بتا دیا اور ان کا  
حکم بھی سنا دیا چنانچہ کتب فقہ ان سے مملو ہیں الخ“

اسے قیاس بتانے کی جہالت اوپر مذکور ہو چکی مگر طاعون کو خود ”اشد النازلہ“ لکھنے  
نے رہا سہا اور بھی جہل کا پردہ کھول دیا جب ”قنوت نازلہ“ ثابت اور طاعون سب سے  
سخت تر نازلہ ہے تو اس کے لئے ”بدلالت النص“ ثابت اور ”دلالت النص“ سے اثبات کو  
قیاس بتانا سخت جہالت۔

اب مصنف ”ضروری سوال“ کی مثال اس ذی ہوش کی طرح ہے جس سے کہا

جائے والدین کو مارنا حرام ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

”لَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ مَاں باپ سے ہوں نہ کہہ“

جب ہوں کہنے سے ممانعت ہے تو مارنا اس سے سخت تر ہے بدرجہ اولیٰ منع ہے! وہ کہے:

”ہمارا تمہارا قیاس مسائل فقہیہ دینیہ میں بیکار ہے“

قرآن میں تو کہیں والدین کو مارنے کی ممانعت نہیں ولا حول ولا قوۃ الا

باللہ العلیٰ العظیم -

جہالت ۱۷:- قطع نظر اس سے کہ قلت و کثرت باران و سیلاب و زلازل و

ریاح و امراض مختلفہ سب کے لئے جدا جدا طریقہ شارع ﷺ نے کہاں بتایا اگر اس بیان

پر مصنف سے مطالبہ کیا جائے تو خود ہی اپنی جہالت کا اقرار کرنا پڑے بالفرض جدا جدا

طریقے ارشاد بھی ہوئے ہوں تو سب کے لئے ایک طریقہ عامہ ہونے کے کیا منافی

ہے پھر اس مہمل بات سے سو اپنے اظہار علم کے اور کیا حاصل ہوا۔

جہالت ۱۸:-

”اشباہ و النظائر“ والے صاحب نے فرمایا ہے کہ

۹۹۹ھ نو سو ننانوے میں مصر القاہرہ میں لوگوں نے

مجھ سے پوچھا تھا طاعون میں قنوت پڑھنے سے سو

میں نے جواب دیا کہ اس کی تصریح کہیں نہیں

میں حکم کر نہیں سکتا چنانچہ قولہ سئلک عنہ فی

الطاعون سنة تسع و تسعين و تسع مائة

بالقاهرة فاجبت بانى لم اره صريحا

صاحب "اشباہ" رحمہ اللہ تعالیٰ کا انتقال ہستم رجب ۹۷۰ھ تو سوستر کو ہوا، علامہ

حموی "شرح اشباہ" فن ثانی "کتاب الوقف" میں نقل فرماتے ہیں:

"قد توفى المصنف رحمه الله لثمان مضين من

رجب سنة سبعين و تسعمائة" یعنی مصنف رحمہ اللہ کا

وصال آٹھ رجب ۹۷۰ھ کو ہوا۔ (فاروقی)

آپ ۹۹۹ھ کا واقعہ ان سے لکھوار ہے ہیں حقیقتہً "اشباہ" میں یہاں "سنة تسع

و ستين و تسع مائة" ہے یعنی ۹۶۹ھ نو سو اہتر جسے آپ ۹۹۹ھ بنا رہے ہیں۔

جہالت ۱۹:-

اور پھر بیان کیا (یعنی صاحب اشباہ نے) کہ اگر کوئی قنوت

پڑھا چاہے تو اکیلا دو رکعت نماز نفل کی نیت کر کے پڑھے

چنانچہ بقنت للطاعون لانه اشد النوازل بل ذکرہ ۲

انه یصلی رکعتین فرادی فرادی و ینوی ۱۱ کعتی ۳

۱ ضروری سوال میں یونہی لکھا اور اسی غلطی کی بنا پر طاعون کو خود بھی اشد الزلہ کہا حالانکہ اشباہ میں من اشد

النوازل ہے ۱۲/۲ ھكذا بخطه و صوابه بل بذکر ۱۲/۳ ھكذا بخطه و صوابه رکعتین ۱۲-

لذفع الطاعون ترجمہ قنوت پڑھے واسطے دفع  
 طاعون کے کیونکہ مقرر وہ بڑی سخت ہے سختیوں سے  
 مگر جماعت سے نہ پڑھے بلکہ پڑھے دو دور کعتیں  
 اکیلے اکیلے اور نیت کرے دو رکعت نفل کی واسطے دفع  
 طاعون کے پورا ہوا حاصل مطلب اشباہ والے کا۔

قطع نظر اس سے کہ یہ عبارت اشباہ کی نہیں بلکہ صاحب اشباہ سے ناقل کی ہے  
 اور اس میں ”بل ذکر“ کی ضمیر خود صاحب ”اشباہ“ ہی کی طرف ہے جسے آپ نے  
 ”چنانچہ“ کہہ کر عبارت اشباہ ہونے کا اشعار کیا اور ”بل ذکر“ کا مطلب کچھ نہ بنا لہذا  
 اسے ترجمے سے خارج کر دیا۔

طرفہ سخت جہالت فاحشہ یہ ہے کہ دو رکعت پڑھنے کے مسئلے کو مسئلہ قنوت کا

تمہ بنا دیا کہ:

”قنوت پڑھا چاہے تو اکیلا دو رکعت نفل کی نیت  
 کر کے پڑھے“

۱۔ ظاہر کہیں طحاوی حاشیہ مراقی الفلاح دیکھنے کو مل گئی اس میں انہوں نے فرمایا تھا ”ذ۔ الاشباہ بقنوت  
 للطاعون لانه من اشد السوازل بل ذکر انه بصلی له رکعتان فرادی وبنوی رکعتان رفع  
 الطاعون“ یہ صاحب اپنی خوش نہی سے سمجھے کہ یہ سب عبارتیں ”فی الاشباہ“ کی تحت میں داخل ہے ۱۲/۱۲

اور اسی لئے ترجمے میں اپنی طرف سے ”مگر“ تراش لیا کہ ”مگر جماعت سے نہ پڑھے“ حالانکہ کوئی کم علم بھی عبارت ”اشباہ“ خواہ عبارت مذکورہ ناقل عن الاشباہ دیکھ کر کسی طرح اس جہالت کا گمان بھی نہ کرے گا۔

”اشباہ“ میں تو قنوت طاعون ثابت فرما کر نماز طاعون کا مسئلہ ہی جدا شروع فرمایا اور جدا گانہ دلیلوں سے اس کا ثبوت دیا:

حيث قال صرح في الغاية بانه اذا نزل بالمسلمين  
نازلة قنت الامام في صلاة الفجر فالقنوت عندنا في  
النازلة ثابت ولا شك ان الطاعون من اشد النوازل و  
في السراج الوهاج قال الطحاوي لا يقنت في الفجر  
عندنا من غير بلية فان وقعت بلية فلا بأس به كذا في  
الملتقط انتهى فان قلت هل له صلاة قلت نعم كالخسوف  
لما في منية المفتي في الخسوف والظلمة في النهار و  
اشتداد الريح و المطر و الثلج و الافزاع و عموم المرض  
يصلى و حدانا انتهى ولا شك ان الطاعون من قبيل  
عموم المرض فتسن له ركعتان فرادى مختصراً يعني يوں  
فرمایا ”غایہ“ میں تصریح ہے کہ: جب مسلمانوں پر کوئی بڑی  
مصیبت نازل ہو تو امام نماز فجر میں ”قنوت“ پڑھے پس

”قنوت“ ہمارے یہاں ثابت شدہ امر ہے اور بے شک طاعون بڑی مصیبتوں میں سے ہے ”سراج الوہاج“ میں ہے کہ: طحاوی نے فرمایا کہ بغیر کسی مصیبت کے ہمارے یہاں فجر میں ”قنوت“ نہ پڑھی جائے اور اگر کوئی مصیبت نازل ہو جائے تو پڑھنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ ”ملتقط“ میں ہے اتنی اگر آپ پوچھیں کہ اس کے لئے نماز ہے تو میں کہتا ہوں کہ طاعون کا معاملہ خسوف ہی کی طرح ہے ”منیۃ المفسر“ کے باب الخسوف میں ہے کہ: سخت تاریکی، شدید طوفان، شدید بارش، شدید گولہ باری، شدید خوف یا مرض عام لاحق ہو جائے تو تنہا نماز ادا کریں اتنی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ طاعون ایسا مرض ہے کہ جو عام لوگوں کو لاحق ہو جاتا ہے لہذا اس کے رفع کے لئے بھی دو رکعات تنہا ادا کرنا سنت ہوگا مختصراً۔ (فاروقی)

اور ناقل نے بھی ”بل ذکر“ لکھ کر اسے جدا کر دیا تھا مگر جب آدمی کو سہل سہل

عبارات کا ترجمہ سمجھنے کی لیاقت نہ ہو تو مجبور ہے۔

جہالت ۲۰:- اس سے بھی سخت تر جہالت یہ کہ صاحب اشباہ کا مطلب وہ ٹھہرایا کہ:



”طاعون میں قنوت کی تصریح کہیں نہیں میں حکم نہیں  
کر سکتا“

اور عبارت یہ نقل کی کہ ”یقننت للطاعون“ جس کا آپ ہی ترجمہ کیا کہ:  
”قنوت پڑھے واسطے دفع طاعون کے“

کیوں حضرت کیا یہ حکم نہ ہوا؟

واقعی جو بزرگوار اپنا لکھا آپ نہ سمجھ سکے پورا مایوس ہے یہ سردست بیس  
جہالتیں ہیں اور شروع کلام میں اولاً سے خامساً اور اس کے بعد تنبیہ میں  
اول سے چہارم تک جو سخت وجوہ قاہرہ سے ”ضروری سوال“ کی بظاہر جہالتیں  
ثابت کی گئیں انہیں شامل کیجئے تو یہاں تک ۲۹ جہالات شدیدہ بیان ہوئیں۔  
اب تیسویں جہالت سب سے بڑھ کر ”سفاہت“ ملاحظہ ہو۔

”ضروری سوال“ کی ساری محنت و جانکاہی اپنے اس ادعائے باطل کے اثبات  
کو تھی کہ فتنہ و غلبہ کفار کے سوا طاعون وغیرہ نوازل کی قنوت کذب، باطل و بہتان، بے  
ثبوت و گناہ و بدعت و ضلالت و فی النار ہے جو اسے ثابت مانے اس پر حکم تعجیل توبہ و  
استغفار ہے ”ساڑھے پانچ ورق“ کی تحریر میں دس صفحے اسی مضمون میں سیاہ کئے یہ سب  
کچھ لکھ لکھا کر اب چلتے وقت حاشیے پر ایک فائدہ کا نشان دیا:  
”ف: زمانہ طاعون میں نماز پڑھنے کی ترکیب“

اور متن میں لکھا:

”هذه الكيفية لصلوة الطاعون پہلے دل میں نیت کر کے زبان سے کہے: نويت ان اصلى لله تعالى ركعتين صلوة النفل للدفع الطاعون متوجها الى جهة الكعبة الشريفة الله اكبر پھر دوسری ركعت کے آخر رکوع میں جو قنوت ماثورہ ہو پڑھے کہ مشتمل ہو اوپر طاعون کے اور اگر ایسی قنوت اس کو یاد ہی نہ ہو تو رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھے یہ آیہ وافی ہدایہ جامع جمیع ادعینہ کی ہے اللہ تعالیٰ دلوں کے ارادے سب جانتا ہے“

چلئے وہ اگلا پچھلا لکھ لکھایا بھولنا درکنار یہی یاد نہ رہا کہ ”ضروری سوال“ کی تحریر کس غرض کے لئے تھی، کس بات کا دعویٰ، کا ہے سے انکار تھا اپنے زعم میں کیا جنت کا راستہ کیا طریق نار تھا خود ہی کذب و بہتان بنانے لگے ضلالت و فی النار کی ترکیبیں بتانے لگے یارب مگر اسے اختلال حواس کے سوا کیا کیسے طرفہ یہ کہ اوپر سوال قائم کیا تھا: ”بارادہ دفع طاعون یا و با کون سی قنوت ہے؟“ اور جواب دیا تھا ”کہیں پتا نہیں“ اب حکم ہوتا ہے کہ:

۱۔ یہ ترکیب بھی نئی ہے قنوت میں علما مختلف ہیں کہ قبل رکوع ہے یا بعد آپ فرماتے ہیں خود رکوع میں پڑھے ۱۲ / ۲ تحریر زید میں یونہی ہے جیسے کجبریوں میں شیخ کوچی متبولہ لکھتے ہیں ۱۲ / ۲۔

”قنوت ماثورہ پڑھے کہ مشتمل ہو اور پڑھا عاون کے“

اب خدا جانے کہاں سے اس کا پتا لگ گیا۔

اعلاط تصحیف :- یعنی عبارت کچھ ہے اور پڑھیں کچھ، یوں تو زیادت و نقص و

تبدیل ہر قسم کی خطا اس ”ضروری سوال“ میں موجود! یہیں ”قنا ربنا عذاب النار“  
کو آیت بتا دیا حالانکہ قرآن عظیم میں ”قنا“ کے بعد لفظ ”ربنا“ کہیں نہیں۔

”من اشد النوازل“ سے ”من“ اڑا کر طاعون کو ”اشد النازلة“ کہا اور

اپنے ہی پاؤں میں تیشہ مارا۔

عبارت ”اشباہ“ میں ”سبعین“ کو ”تسعین“ بنایا مگر زیادہ اظہار علم کی تصحیفیں

یہ ہیں ”شیبان بن فروخ“ کو اصل عبارت سند اور ترجمہ دونوں میں ”شیبان بن فرسخ“  
لکھا یہ نام صحیح مسلم و سنن ابی داؤد سنن نسائی میں خدا جانے کتنی جگہ آیا ہے اگر یہ کتابیں  
پڑھی ہوتیں تو ایسی غلطی شاید نہ ہوتی۔

”اللہم اشد وطأتک علی مضر“ دو جگہ آیا دونوں جگہ ”وطأتک“

بہمزہ بجائے ”تا“ بنایا اور قبیلہ ”قارہ“ کو کہ یہ لفظ بھی دو جگہ وارد ہوا تھا دونوں جگہ صاف  
”قارہ“ بحرف فا بجائے قاف تحریر کیا اور سب میں اخیر کا لطیفہ یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم سے مناجات مروی ہے:

”اللّٰهُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ  
 وَلَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا  
 هَادِيَ لِمَنْ أَضَلَّتَ وَلَا مُضِلَّ لِمَنْ هَدَيْتَ وَلَا  
 مُقْرِبَ لِمَا بَاعَدْتَ وَلَا مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ“ یعنی اسے  
 اللہ! جس چیز کو تو نے کشادہ فرمایا اسے کوئی سمیٹنے والا نہیں  
 اور جسے تو نے بند فرما دیا اسے کوئی کھولنے والا نہیں اور جسے  
 تو نے ہدایت دی ہے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور  
 جسے تو نے گمراہ کیا اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جسے  
 تو نے عطا کیا اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو توروک نے  
 لیا اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں اور جسے تو نے دور کر دیا  
 اسے کوئی قریب کرنے والا نہیں اور جسے تو نے قریب فرمایا  
 اسے کوئی دور کرنے والا نہیں۔ (فاروقی)

آپ اسے لکھتے ہیں:

”اللّٰهُمَّ يَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ وَيَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ“  
 اہل علم کی غلطی اس طرح کی نہیں ہوتی اتنا بھی نہ سمجھا کی یوں ہوتا تو:  
 ”يَا قَابِضًا لِمَا بَسَطْتَ وَيَا بَاسِطًا لِمَا قَبَضْتَ“

نصب کے ساتھ ہوتا نہ بالضم کہ بوجہ حصول معمول کلمہ شبہ مضاف ہو کر مفرد نہ رہا اور نصب واجب ہوا "کقولک یا طالعا جبلا و یا خیرا من زید" اور یہ تو تم سے کیا کہا جائے کہ یہ حدیث جو آپ نے نقل کی جس میں یہ مناجات مذکور ہوئی علمائے ناقدین اسے سخت منکر بتاتے ہیں یہاں تک کہ امام ذہبی فرماتے ہیں:

"انحاف ان لا یسکون موضوعا میں ڈرتا ہوں کہیں  
موضوع نہ ہو"

### JANNATI KAUN?

خاتم الحفاظ امام جلیل سیوطی "جمع الجوامع" میں اسے نقل کرنے کے مقرر رکھتے ہیں۔  
اغلاط ترجمہ:- گزری جہالتوں کے بیان میں متعدد جگہ واضح ہوا کہ زید کو سیدھی سادی عبارت عربی سمجھنے اور اس کا ٹھیک ترجمہ کر لینے کی استعداد نہیں اور میں ایسے ترجموں کا شاکی بھی نہیں کہ "ان یدعو لقوم او علی قوم" کے ترجمے میں لکھا:  
"واسطے دعا کرنے کے کسی قوم کے لئے یا او پر بد  
دعا کرنے کے کسی قوم پر"

یا "سندہ صحیح" کا ترجمہ "سند اس حدیث کی بہت صحیح ہے" یا "عن ابی مالک سعد بن طارق الاشجعی" کا ترجمہ "روایت کی مالک سعید بیٹے طارق اشجعی نے" لطیف خوش فہمیوں کے ترجمے وہ ہیں جن کا بیان ذکر جہالات ۵/۶ و ۸/۸ اور ۱۱/۱۲ و ۱۹/۱۹ میں گزرا علی الخصوص ثلثہ اخیرہ اور اسی قبیل سے ہے حدیث:

”اللهم انج الوليد بن الوليد و سلمة بن هشام  
وعياش بن ابي ربيعة والمستضعفين من  
المؤمنين و غفار غير الله لها و اسلم سالمها الله“

کا ترجمہ:

”اے پروردگار خلاصی بخش ولید اور سلمہ اور عیاش کو  
اور ناتواں مومنوں کو اور قبیلہ غفار کو مغفرت کرے  
اللہ ان کی اور قبیلہ اسلم کو سلامت رکھے اللہ ان کو  
یعنی شر سے اعداء کے“

”غفار غیر اللہ لها و اسلم سالمها الله“ دو مستقل جملے جدا گانہ خبریہ یاد عائیہ ہیں۔

یعنی میں کہوں گا میرے نزدیک پہلا	القول والاوّل عندی اولی
احتمال اولی ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ	لقول رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلم	تعالیٰ علیہ وسلم اسلم
سے اللہ تعالیٰ نے مصالحت فرمائی	سالمها الله و غفار غیر الله
اور غفار کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت	لها اما والله ما اناقلته ولكن

۱۔ ”سالمها الله“ کا ظاہر ترجمہ اللہ نے ان سے صلح کی علیہ درج فی اشعة النعمات و فی الصراح مسالمة  
مصالحة و فی القاموس سالماصالحا و فی ناج العروس و منه الحدیث اسم سالمها الله و هو من  
المسالمة و ترك الحرب و فی مجمع البحار اسم سالمها الله هو المسالمة و ترك الحرب ۱۲ منہ

اللہ قالہ رواد مسلم عن  
 ابی ہریرۃ و احمد و  
 الطبرانی فی الکبیر و  
 الحاکم عن سلمۃ بن  
 الاکوع و ابو بکر بن ابی  
 شیبۃ عن خفاف بن ایماء  
 الغفاری و ابو یعلی  
 الموصلی عن ابی ہرزہ  
 الاسلامی رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہم۔

فرمائی، خبردار! خدا کی قسم میں نے یہ  
 بات خود نہیں کہی بلکہ اللہ تعالیٰ نے  
 ارشاد فرمائی ہے، اسے امام مسلم نے  
 ابو ہریرہ سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
 روایت کی اور امام احمد اور طبرانی نے  
 ”کبیر“ میں اور امام حاکم نے سلمہ بن  
 اکوع اور ابو بکر بن شیبہ نے خفاف  
 ابن ایماء غفاری سے اور ابو یعلیٰ موصلی  
 نے ابو ہرزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم  
 سے روایت کی ہے۔ (فاروقی)

مصنف ”ضروری سوال“ نے اپنی نادانی سے ”غفار و اسلم“ کو ”ولید“ پر  
 معطوف اور ”انسج“ کے نیچے داخل سمجھا گویا یہ قبائل انصار بھی مثل ولید و سلمہ و عیاش و  
 ضعفاء مومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین دست کنار میں گرفتار تھے ان سب کی نجات  
 کے لئے دعا فرمائی جاتی تھی حالانکہ یہ حدیث اس حدیث سے جدا ہے۔

”صحیح بخاری شریف“ صفۃ الصلاة میں بے ذکر ”غفار و اسلم“ صرف  
 حدیث اول روایت فرمائی اور استثناء میں کہ اسے اس کے ساتھ روایت کیا صاف  
 فصل بتا دیا:

”حيث قال عن ابي هريرة ان النبي صلى الله تعالى عليه و سلم كان لظفر رفع رأسه من الركعة الأخيرة يقول اللهم انج عياش بن ابي ربيعة اللهم انج سلمة بن هشام اللهم انج الوليد بن الوليد اللهم انج المستضعفين من المؤمنين اللهم اشدد وضائقت عسى مضر إيلهم اجعلها سنين كسنى يوسف وان انبى صلى الله تعالى عليه و سلم قال غفار غفر الله لنا و اسلم سالمت الله تعالى“ يعنى باس طور فرمایا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ: جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری رکعت سے سر اٹھاتے تو یہ فرماتے ”اے اللہ! نجات دے عیاش ابن ابوربیعہ کو، اے اللہ! نجات دے سلمہ ابن ہشام کو، اے اللہ! نجات دے ولید ابن ولید کو، اے اللہ! نجات دے ضعیف مؤمنوں کو، اے اللہ! تو اپنی گرفت سخت فرما مشرپر، اے اللہ! ان پر قحط مسلط فرما جیسا قحط یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ہوا تھا“ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے غفار کی مغفرت فرمائی اور اسلم سے اللہ تعالیٰ نے صلح فرمائی۔ (فاروقی)



”فتح الباری وعمدة القاری وارشاد الساری شروح صحیح بخاری“ میں ہے:

”قوله وان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ

حدیث اخر وهو عند البخاری بالاسناد المذكور

فكانه سمعه هكذا فاوردہ كما سمعه زاد العینی وقد

اخر جه احمد كما اخر جه البخاری“ یعنی ان کا قول

”ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“ الخ یہ دوسری

حدیث ہے اور یہ امام بخاری کے یہاں مذکورہ سند کے ساتھ

ہی مروی ہے گویا انھوں نے اسی طرح سن کر شامل کر لیا اور

”عینی“ نے یہ بات زیادہ کی کہ: اسے امام احمد نے بھی تخریج

کی جس طرح امام بخاری نے تخریج کی ہے۔ (فاروقی)

ذی ہوش نے یہ بھی نہ دیکھا کہ روایت میں ”غفار“ مرفوع ہے نہ منصوب تو ”ولید“

پر عطف کیوں کر ممکن۔

اغلاط روایت:- ”ضروری سوال“ میں واقعہ بیر معونہ بطور خود ذکر کیا جسے

بے اصل اغلاط سے بھر دیا خلاصہ عبارت یہ ہے:

”ایک عامر بیٹا مالک کا دو گھوڑے دو اونٹ پیسیر خدا صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس ہدیہ لایا حضور نے فرمایا ہم کافر کا ہدیہ قبول

نہیں کرتے وہ اسلام تو نہ لایا مگر انکار بھی نہ کیا اور بولا اے

حبیب خدا میرے پیچھے ایک قوم ہے آپ چند اصحاب ہمراہ  
 دو تو امید کہ وہ سب مسلمان ہو جائیں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام نے ستر یا چالیس جوان انصار سے جو سب کے  
 سب قرآن مجید کے حافظ تھے عامر کے ہمراہ کر دیئے اور  
 ایک راہبر بھی ہمراہ ہولیا ان پر منذر کو سردار کیا اور بنام عامر  
 بن طفیل ایک خط لکھوا کر حوالہ منذر کے کر دیا یہ صحابہ بیر معونہ  
 کے قریب پہنچ کر وہیں قیام کیا پھر ایک شخص کے ہاتھ وہ خط  
 عامر بن طفیل کے پاس بھجوا دیا جب وہ خط عامر بیٹے طفیل  
 نے پڑھا آگ کا شعلہ بن گیا اور جھپٹ کر خط پہنچانے  
 والے کو قتل کر ڈالا پھر اپنے تمام حلیفوں اور قبیلوں کی کمک ان  
 صحابہ کو قتل کر ڈالا اور منذر کو زندہ قید کر لیا“

قطع نظر اس سے کہ:

اولاً:- عامر بن مالک ابو براء نے ”اے حبیب خدا“ ہرگز نہ کہا کہ یہ خاص کلمہ

اسلامی تھا۔

۱۔ سب انصاری نہ تھے بعض مہاجر تھے ”خمیس“ میں ہے: کان اکثرہم من الانصار و اربعة من  
 المناجرین ”مدارج“ میں ہے اکثر ایشان از انصار بودند و بعضی از مہاجرین، نیز ”خمیس“ میں ہے: لم یکن  
 الشراء احد کورون کلہم من الانصار بل کان بعضهم من المناجرین مثل عامر بن فہیرۃ مولی  
 ابی بکر۔ التمام و نافع بن ہدیہ بن ورقاء الخزاعی و غیر ہما رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲۔

ثانیاً:۔ ہمراہ ہولیا سے ظاہر یہ کہ بطور خود ساتھ ہولیا حالاں کہ حدیث میں ہے  
خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مطلب سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رہبری کے  
لئے ہمراہ فرمادیا تھا:

”فقد اخرج الطبرانی من طریق عبد الله بن لهيعة عن  
ابى الاسود عن عروة قال ثم بعث النبي صلى الله  
تعالى عليه وسلم المنذر بن عمرو الساعدي وبعث  
معه المطلب السلمى ليدلهم على الطريق الحديث  
ذکرہ فی الاصابة فی ترجمة المطلب“ یعنی طبرانی  
نے عبداللہ بن لہیعہ کے طریق سے تخریج کی انھوں نے  
ابوالاسود سے انھوں نے عروہ سے روایت کی وہ فرماتے  
ہیں کہ: پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منذر بن  
عمرو ساعدی کو (روئے سائے نجد و بنی عامر کے پاس) بھیجا اور  
ان کے ساتھ مطلب سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ فرمایا  
تا کہ وہ ان کی رہنمائی کریں الحدیث، اس حدیث کو  
”الاصابة فی تمیز الصحابة“ میں  
مطلب کے عنوان کے تحت ذکر کیا۔ (فاروقی)

”یتدارسون القرآن باللیل ویصلون“ یعنی وہ راتوں کو درس قرآن اور نمازوں مشغول رہتے تھے (فاروقی)

”عمد القاری“ کتاب الجہاد باب العون بالمدد میں ہے:

”سمواہ لکثرة قرائتہم“ یعنی تلاوت قرآن کریم کی کثرت

کے سبب انھیں ”قراء“ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ (فاروقی)

خامساً:- عامر بن طفیل کے خاص اپنے قبیلہ بنی عامر نے ہرگز مکہ نہ دی بلکہ

صاف انکار کر دیا کہ تیرا چچا عامر بن مالک انہیں اپنی پناہ میں لے چکا ہے ہم اس کا ذمہ ہرگز نہ توڑیں گے۔

”مواہب لدنیہ“ میں ہے:

”استصرخ علیہم بنی عامر فلم یجیبوہ وقالوا لن

نخفر ابابراء وقد عقد لهم عقدا وجوارا“ یعنی

عامر بن طفیل نے مسلمانوں کے خلاف قبیلہ بنو عامر کو مدد

کے لئے پکارا تو انھوں نے اس کی مدد کرنے سے انکار کر دیا

اور کہا ہم ابوبراء کے معاہدے کو ہرگز نہ توڑیں گے کہ اس

نے مسلمانوں کو پناہ دینے کا عہد کر رکھا ہے۔ (فاروقی)

”سیرت ابن ہشام“ میں ہے:

ثالثاً:- فرمان اقدس خاص بنام عامر بن طفیل نہ تھا بلکہ رؤسائے نجد و بنی

عامر کے نام تھا۔

”خمیس“ میں ہے:

”و کتب کتابا الی رؤساء نجد و بنی عامر“ یعنی  
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رؤسائے نجد و بنی  
عامر کے نام خط لکھا۔ (فاروقی)

JANNATI KAUN? ”مدارج“ میں ہے:

”مکتوبے برؤسائے نجد و بنی عامر نوشت“ یعنی حضور صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک خط رؤسائے بنی عامر کو تحریر  
فرمایا۔ (فاروقی)

رابعاً:- حافظ قرآن کے اگر یہ معنی کہ قرآن مجید سے کچھ یاد تھا تو اس میں  
ان صحابہ کی کیا خصوصیت انہیں قراء نام رکھنے کی یہ وجہ نہیں ہو سکتی اور اگر یہ مراد  
کہ جس قدر قرآن مجید اس وقت تک اتر اوہ سب ان سب کو یاد تھا تو اس کا کوئی  
ثبوت نہیں بلکہ انہیں قراء کہنے کی وجہ یہ کہ شب کو درس و تلاوت قرآن مجید میں  
بکثرت مشغول رہتے۔

”صحیح بخاری“ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

کما رواه الطبرانی عن  
ثابت البنانی عن انس بن  
مالک رضی اللہ تعالیٰ  
عنه۔  
یعنی جیسا کہ طبرانی نے اس حدیث  
کو ثابت بنانی سے انہوں نے اسے  
انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے روایت کیا (فاروقی)

اور عدو اللہ عامر بن طفیل کفر پر مرا۔

کما فی صحیح البخاری  
عن اسحاق بن ابی طلحة  
عن انس بن مالک رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ۔  
یعنی جیسا کہ بخاری میں یہ حدیث  
اسحاق ابن ابو طلحہ سے مروی ہے انہوں  
نے انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ  
عنه سے روایت کی۔ (فاروقی)

”صحیح بخاری شریف“ میں ہے:

”جعل یحدثهم فإو ما أو ابی رجل ألتاه من خلفه  
فطعنه یعنی حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا قزوں کو پیام اقدس  
پہنچاتے اور ان سے باتیں فرما رہے تھے کہ انہوں نے کسی  
کو اشارہ کیا اس نے پیچھے سے آ کر نیزہ مارا“  
امام حافظ الشان عسقلانی نے ”فتح الباری“ میں فرمایا:

”لم اعرف اسم الرجل الذی طعنه مجھے اس نیزہ مارنے

والے کا نام نہ معلوم ہوا“

”استصرخ علیہم بنی عامر فابوان یجیبوہ الی مادعا  
 ہم الیہ وقال لن نخفر الیٰ اخر مامر“ یعنی عامر بن طفیل  
 نے مسلمانوں سے مقاتلہ کے لئے بنو عامر کو پکارا تو انھوں  
 نے اس سے انکار کر دیا اور کہا ہم تیرے چچا ابو براء کے  
 معاہدے کو ہرگز نہ توڑیں گے۔ (فاروقی)

”خمیس“ میں ہے:

”استصرخ عامر بن الطفیل بنی عامر علی المسلمین  
 فامتنعوا وقالوا لا نخفر ذمۃ ابی براء عمک الخ“ یعنی  
 عامر بن طفیل نے مسلمانوں کے خلاف قبیلہ بنو عامر کو قتال  
 کے لئے پکارا تو انھوں نے اس سے صاف انکار کر دیا اور کہا  
 ہم تیرے چچا ابو براء کے ذمہ کو ہرگز نہ توڑیں گے۔ (فاروقی)

”مدارج“ میں ہے:

”تمامہ بنی عامر از جنگ مسلمانان ابا آوردند“ یعنی تمام  
 بنو عامر نے مسلمانوں سے جنگ کرنے سے انکار کر دیا۔ (فاروقی)

ساوساً: - عامر بن طفیل کا حامل فرمان اقدس حرام بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ

عنه کو شہید کرنا بھی خلاف تحقیق ہے بلکہ ان کا قاتل اور شخص تھا کہ بعد کو اسلام لے آیا۔

”زرقاتی شرح مواہب“ میں ہے:

”فی الطبرانی من طریق ثابت عن انس ابن قاتل حرام  
بن ملحان اسلم و عامر بن الطفیل مات کافراً کما  
تقدم انتہی من الفتح“ یعنی طبرانی میں حضرت انس رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حرام بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ کا قاتل اسلام لے آیا اور عامر بن طفیل کافر مرا جیسا کہ  
”فتح“ سے گزرا۔ (فاروقی)

سابعاً:۔ ان سب سے قطع نظر کے بعد اس میں ایک غلطی یہ ہے کہ:  
”جب وہ خط عامر نے پڑھا آگ کا شعلہ بن گیا“

کتب سیر میں تصریح ہے کہ اس خبیث نے فرمان اقدس دیکھا تک نہیں ”سیرت

ابن اسحاق و سیرت ابن ہشام و مواہب لدنیہ“ میں ہے:

”لما اتاہ لم ينظر فی کتابہ“ یعنی جب نبی اکرم ﷺ  
کا نامہ مبارکہ عامر بن طفیل کو پہنچا تو اس نے اس پر نظر بھی  
نہیں ڈالی۔ (فاروقی)

”خمیس“ میں ہے:

”لم ينظر عامر بن الطفیل فی کتاب رسول اللہ صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“ یعنی عامر بن طفیل نے رسول اللہ



ﷺ کے فرمان عالی شان کو دیکھا تک نہیں۔ (فاروقی)

”کامل“ میں ہے:

”لما اتاه لم ينظر الى الكتاب“ یعنی جب عامر بن طفیل

کے پاس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نامہ مقدسہ لایا گیا تو

اس نے اس کی طرف نہیں دیکھا۔ (فاروقی)

ثامناً: - سخت غلطی فاحش یہ ہے کہ منذر کو زندہ قید کر لیا حالانکہ منذر رضی اللہ تعالیٰ

JANNATI KAUN?

عنه عین معرکہ میں شہید ہوئے ہیں۔

”معالم التنزیل“ میں ہے:

”قتل المنذر بن عمرو واصحابه الا ثلاثة نفر كانوا في

طلب ضالة لهم الخ“ یعنی منذر ابن عمرو اور ان کے ساتھی

شہید کر دیئے گئے سوائے تین افراد کے جو کسی گم شدہ کی

تلاش میں گئے ہوئے تھے۔ (فاروقی)

”مدارج“ میں ہے:

”تمامہ اصحاب شہید شدند الا منذر بن عمرو با او گفتند اگر خواہی

تر امان و بیم او امان ایشان را قبول نکرد و با ایشان را مقاتلہ کرد تا

شہید شد“ یعنی تمام ساتھی شہید ہو گئے سوائے حضرت منذر ابن

عمرو کے، بنو عامر نے آپ سے کہا اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو

امان دیدیں؟ آپ نے ان کی یہ پیش کش قبول نہ فرمائی اور  
ان سے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (فاروقی)  
”سیرتین ابنائے اسحاق و ہشام“ میں ہے:

”لما راؤہم اخذوا سیوفہم ثم قاتلوہم حتی قتلوا  
من عند اخرہم یرحمہم اللہ الا کعب بن زید اخا  
بنی دینار بن النجار فانہم ترکوہ وبہ رمق فارتث  
JANNATI KAUN?  
من بین القتلی فعاش حتی قتل یوم الخندق شہیدا  
یرحمہ اللہ“ یعنی جب کفار نے مسلمانوں کو دیکھا تو اپنی  
تلواریں تان لیں پھر ان سے جنگ کی یہاں تک کہ ان  
سب کو شہید کر دیا اللہ ان پر رحمت فرمائے سوائے کعب ابن  
زید دینار بن نجار کے بھائی کے کہ ان کو انہوں نے زخمی  
حالت میں چھوڑ دیا اور ان کی آخری سانس چل رہی تھی  
تو انھیں مقتولین میں سے اٹھایا گیا پھر وہ زندہ رہے  
یہاں تک کہ جنگ خندق میں شہید ہوئے، اللہ ان پر  
رحمت فرمائے۔

”مواہب“ میں ہے:

”قتلوا السی احرہم الا کعب بن زید الخ“ یعنی

انہوں نے سارے مسلمانوں کو شہید کر دیا سوائے کعب ابن

زید کے۔ (فاروقی)

”خمیس“ میں ہے:

”قتلوا من عند احرہم الا کعب بن زید الخ“ یعنی

کافروں نے سارے مسلمانوں کو شہید کر دیا سوائے کعب

ابن زید کے۔ (فاروقی)

خود حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی:

”ان احوانکم لقوا المشرکین فاقتطعوہم فلم یبق منہم

احد و انہم قالوا ربنا بلغ قومنا انا قد رضینا و رضی عنا

ربنا فانارسلہم الیکم قد رضوا اور رضی عنہم رواہ

الحاکم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ“

یعنی تمہارے بھائی کفار سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوں

گے، تو ان میں سے کوئی نہ بچا اور انہوں نے کہا: اے ہمارے

رب! ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم

اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ ہم سے راضی ہوا، حضور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ان کا پیغام تمہیں پہنچا رہا ہوں

کہ وہ اللہ سے اور اللہ ان سے راضی ہوا، اس حدیث کو حاکم

نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (فاروقی)

فریب دہی عوام :- جہالات و اغلاط کثیرہ کے ساتھ فریب دہی عوام بھی

”ضروری سوال“ میں ضرور ہے۔

فریب لے :- حدیث مذکور ابن حبان ذکر کی جو صراحۃً مطلق تھی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح میں قنوت نہ پڑھتے مگر جب کسی قوم کے نفع یا ضرر کی دعاء

فرمانی ہوتی، مصنف ”ضروری سوال“ نے اس کا ترجمہ لکھ کر معاً جوڑ لگا دیا:

”یعنی سوا اس کے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اور مصیبت پر قنوت نہیں پڑھتے تھے“

جس سے عوام سمجھیں حدیث میں کسی خاص مصیبت کا ذکر ہے اسی کے لئے قنوت

پڑھنے کا ثبوت ہے باقی بے ثبوت۔

اس مغالطے سے جو فائدہ اٹھانا چاہا اسے یہیں ظاہر بھی کر دیا کہ:

”اب یہاں سے سمجھا گیا کہ کفار ظلم کریں تو نماز فجر میں

نصرت چاہے طاعون یا وبا کے لئے قنوت ثابت نہیں“

حالانکہ ہر اجد خواں عربی بتا سکتا ہے کہ یہ محض دھوکہ دیا ہے حدیث میں اصلاً

کسی مصیبت خاص کا نام نہیں جس کے غیر پر نفی قنوت ہو۔

فریب ۲:- قنوت نازلہ خود بھی تو غیر منسوخ مانی ہے اگرچہ خاص ایک نازلے میں، اب جو اس پر سند پیش کرنی ہوئی تو علامہ طحطاوی و علامہ شامی و محقق سامی بحرطامی صاحب اشباہ نامی کا دامن پکڑا کہ:

”چنانچہ حاشیہ در مختار طحطاوی و شامی و اشباہ و النظائر وغیرہ وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے“

حالاں کہ اوپر واضح ہو چکا کہ یہ علمائے کرام تو نہ صرف تعمیم نوازل بلکہ خاص طاعون ہی کے لئے قنوت ثابت کرتے ہیں جس کے سبب معاذ اللہ اس شخص کے نزدیک کذب و بہتان میں پڑے ہیں، ان کے کلام پورے نقل نہ کرنا درکنار جو عبارت ان کے نام سے نقل کی اسی میں دو کاروائیاں کیں۔

ایک یہ کہ خود ان کے ترجمہ کلام میں وہ الفاظ ملا دیئے جو اپنے ساختہ مذہب کے مطابق تھے۔

دوسرے یہ کہ ایک عربی عبارت اپنی طرف سے بنا کر اس کلام سے ملا دی اور سب کا ایک ساتھ ترجمہ کر دیا جس سے ناواقف کو دھوکہ ہو کہ یہ سارا کلام ان علمائے کرام کا ہے وہ نقل و ترجمہ ملخصاً یہ ہے:

”وغیرہ وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے اور وہ یہ ہے کہ

وقد قنت ابو بکر الصديق وعمر و علي و مغوية

فالقنوت فی النازلة ثابت فافهم واغتتم قلت  
 والمراد بالنازلة هناك هو الذي مذکور فی  
 الاحادیث ولا یقاس علی غیره و اللہ اعلم  
 ترجمہ: اور مقرر قنوت پڑھی ابو بکر الصدیق اور عمر  
 فاروق اور حضرت علی اور حضرت معویہ نے پس قنوت  
 بیچ واقع ہونے سختی اور فتنہ اور فساد اور غلبہ کفار اشرار  
 کے ثابت ہے سو سمجھ اور غنیمت جان اب کہتا ہوں میں  
 کہ مراد نازلہ سے اس جگہ وہی نازلہ مراد ہے جو مذکور  
 ہوا ہے حدیثوں میں اور نہیں قیاس کہ جائے گا اوپر  
 غیر اس نازلہ کے اعنی ہر ایک نازلہ نہیں“

ترجمہ اصل میں فتنہ و فساد و غلبہ کفار اشرار کے لفظ بڑھادئے کہ نرے بے علم  
 کہیں دیکھو جو بات مولوی صاحب نے کہی تھی وہی ان کتابوں میں لکھی ہے ورنہ اصل  
 عبارت علماء میں نہ ان لفظوں کا اصلاً پتہ نہ اس غرض فاسد کے سوا ترجمے میں اس پیوند کا  
 کوئی منشا پھر ”قلت“ سے آخر تک ایک عبارت عربی گڑھ کر عبارت سے ملا دی اور

۱۔ اس خوبی علم کو دیکھے کہنا یہ مقصود ہے کہ لایقاس علیہ غیرہ اور نازلہ اس پر قیاس نہ کیا جائے گا اور کہنا یہ کہ  
 ”لایقاس علی غیرہ نہ قیاس کیا جائے اوپر غیر اس نازلہ کے“ ۱۲ منہ ۔

اس کا ترجمہ ترجمے سے کہنا واقف کم علم جانیں یہ ”قلت“ انھیں علماء نے فرمایا ہے ورنہ یہ کہیں کا ادب نہیں کہ اردو رسالے میں جو بات اردو ہی زبان میں ظاہر کرنی ہو اسے پہلے عربی میں بولیں پھر اپنی عربی کی اردو کریں اور کلام علماء میں ”قلت“ ہزار جگہ ہوتا ہے تو صاف اسی طرف ذہن جائے گا کہ یہ کلام بھی انھیں کا ہے۔

فریب ۳ :- اشباہ میں فرمایا تھا:

”فائدة في الدعاء برفع الطاعون سئلت عنه

فاجبت باني لم اره صريحا يعني فائدة طاعون

دور ہونے کی دعاء میں مجھ سے اس کا سوال ہوا تھا میں

نے جواب دیا کہ اس کی تصریح میں نے نہ دیکھی“

پھر ”غایہ و شمنی و فتح القدر“ کی وہ عبارتیں نقل فرمائیں کہ ”نازلہ کے لئے قنوت

پڑھے“ پھر فرمایا:

”فالقنوت عندنا في النازلة ثابت ولا شك ان

الطاعون من اشد النوازل يعني ان عبارات سے

واضح کہ ہمارے نزدیک بلا میں قنوت ثابت ہے اور

شک نہیں کہ طاعون سخت تر بلاؤں میں سے ہے“

پھر اس دعوے کے ثبوت کو کہ نازلہ ہر سختی و شدت کو عام ہے ”مصباح وقاموس و

صحابی کی عبارات مذکورہ سابق نقل فرمائیں پھر عبارت ”سراج و ہاج و ملتقط“ و کلام امام طحاوی سے ثبوت مؤکد قائم فرمایا کہ جو کوئی بلا ہو اس کے لئے قنوت پڑھنے میں حرج نہیں کسی عاقل غیر مجنون کے نزدیک اس کلام کے معنی سوا اس کے کچھ نہیں ہو سکتے کہ طاعون کے لئے قنوت پڑھے جانے کو فرما رہے ہیں۔

لا جرم علامہ سید شریف طحاوی نے ”حاشیہ مراقی الفلاح“ میں فرمایا:

”فی الاشباہ یقنت للطاعون لانه من اشدا لنوازل یعنی

اشباہ میں ہے کہ طاعون کے لئے قنوت پڑھے۔ اس لئے کہ وہ

سخت تر بلاؤں میں سے ہے“

اب مصنف ”ضروری سوال“ کی سنئے:

”اشباہ والنظار والے صاحب نے فرمایا ہے لوگوں

نے مجھ سے پوچھا طاعون میں قنوت پڑھنے سے سو

میں نے جواب دیا کہ صریح مسئلہ اس کا کہیں نہیں

دیکھا میں حکم کر نہیں سکتا“

اول تو سوال خاص قنوت طاعون سے ہونا بنایا کہ جو جواب گڑھا جائے گا وہ

بالتخصیص صراحتہ اسی پر وارد ہو پھر جواب میں یہ لفظ اپنی طرف سے بڑھا دئے کہ ”نہیں

حکم کر نہیں سکتا“ حالانکہ عبارت اشباہ میں اس کا وجود منقود بلکہ بالتصریح اس میں قنوت کا



حکم دینا موجود اسے کس درجے کی تحریف و بددیانتی و مغالطہ و فریب دہی کہا جائیے  
والعیاذ باللہ رب العلمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم .

مخالفت تو بہ نامہ :- خود اس ”ضروری سوال“ سے بھی پیدا!

اولاً :- اس میں اپنے طرفداروں کے ایک رسالے کی نسبت لکھا تھا کہ:

”اس میں سادات کرام و علمائے عظام کی شان و

عظمت کے خلاف الفاظ رکیکہ برتے گئے ہیں واقعی

یہ کمال درجے کی بے ادبی میرے طرفداروں سے تو

گویا مجھی سے ہوئی میں اللہ ان کل حضرات بابرکات

سے معافی چاہتا ہوں خواہ حضرات سادات و علمائے

اہل سورت خواہ اہل بمبئی خواہ آفاقی“

وہاں تو آج کل کے علماء کو جو آپ کے طرفداروں نے کچھ الفاظ رکیکہ لکھے اس

سے معافی چاہی اور ”ضروری سوال“ میں خود آپ اکابر سابقین علمائے عظام و فقہائے

کرام و سادات فخام مثل امام نووی و امام ابن حجر و امام طیبی و علامہ ابن ملک و محقق زمین

العابدین بن نجیم و مولانا علی قاری مکی و سید علامہ طحطاوی و سید علامہ شامی و امثالہم کو معاذ

اللہ کذب و بہتان کی طرف نسبت فرما رہے ہیں شاید یہ الفاظ رکیکہ نہ ہوں گے۔

ثانیاً :- اس میں لکھا تھا:

”واللہ باللہ میں مذاہب اربعہ حقہ کو سچے دل سے حق  
جاننا ہوں“

یہاں صراحۃً قنوت فجر کو کہ مذہب امام مالک و امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے  
بدعت و ضلالت و فی النار بتایا، ادھر قنوت و طاعون و باکو کذب و بہتان ٹھہرایا۔  
شراح حنفیہ سے قطع نظر بھی کیجئے تو ائمہ شافعیہ کے یہاں اس کی صریح  
تصریحیں موجود اور امام ابن حجر مکی نے خود امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان  
مذہب میں اسے ذکر فرمایا۔

ثالثاً:- اس میں لکھا تھا:

”جمہور علماء کا اتباع اختیار کیا اولیائے کرام کی نذر  
و نیاز عرفی میں جبکہ فقہائے کرام نے تصفیہ کر دیا ہے  
اور مستحسن رکھا ہے تو ہم انھیں کی پیروی کریں  
یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے لیکن بندہ اپنے پرانے  
خیالات سے باز آ کر اولیاء کی نذر و نیاز عرفی جو فی  
زمانا خاص و عوام میں مروج ہے اس کو مستحسن جانتا  
ہوں سو اس کے میری تصانیف میں جو بات خلاف  
اقوال جمہور علماء ہو اس کو واپس لیتا ہوں اور عہد کرتا

ہوں کہ آئندہ علمائے کرام کے مخالف کوئی مسئلہ  
نہیں لکھوں گا“

اور یہاں نہ ظاہر ارشاد جمیع متون پر اقتصار لیا نہ طریقہ مصرحہ جمہور شارحین  
اختیار کیا سب کے مخالف مسئلہ لکھ دیا یہ ”ضروری سوال“ کی مخالفتیں تھیں۔

درابحاً:۔ شرائط بحث میں تو صراحتاً اس توبہ کو توڑ دیا، نذر و نیاز عرفی اولیائے  
کرام قدست اسرار ہم جو فی زمانہ مروج ہے ظاہر ہے کہ زمانہ صحابہ و تابعین و تبع  
تابعین میں اس پر کوئی نزاع قائم نہیں ہوئی نہ اس کا کوئی تصفیہ اس وقت کے فقہائے  
کرام نے کیا تو لا جرم توبہ نامے میں جمہور علمائے متاخرین ہی کی پیروی کو لکھا اور ان  
کی مخالفت کا عہد کیا تھا اب شرائط بحث میں قرونِ ثلاثہ کے سوا متاخرین متقدمین سب  
کو بالائے طاق رکھ کر صاف لکھ دیا کہ:

”سند دین میں اصول و فروع مسائل میں زمانہ

خیر القرون کی ہونی چاہیے یعنی صحابہ و تابعین و تبع

تابعین اور اس پر عمل بھی جاری ہوا ہو“

بوائے و ہابیت پیدا ہونے کو اولاً و ثانیاً ”ضروری سوال“ ہی کی وہ

تقریریں کہ یہ ارشاد فقہاء کذب و بہتان ہے اور وہ مذہب ائمہ بدعت و ضلالت

وفی النار ہی کافی تھیں۔

ثالثاً: مگر شرائط بحث میں تو صاف صاف وہی معمولی تقریر و ہابیہ کہ قرون  
ثلثہ کی سند معتبر ہے باقی سب باطل صراحۃً لکھ دی اور اس کے ساتھ اور تنگی بڑھادی  
کہ صحابہ و تابعین کی سند بھی مقبول نہیں جب تک اس پر عمل نہ جاری ہوا ہو یہ باتیں  
ضرور و ہابیت کی ہیں۔

رابعاً: اور شرط لگائی کہ:

”کوئی مسئلہ کسی کتاب میں بے سند لکھا ہو وہ بغیر

اسناد کے تسلیم نہ کیا جائے گا“

ہر شخص جانتا ہے کہ کتب فقہیہ متون و شروح و فتاویٰ کسی میں ذکر اسناد نہیں ہوتا تو  
اس شرط میں صاف بتا دیا کہ کتب فقہ مہمل و ناقابل عمل ہیں ان کا مسئلہ تسلیم نہ کیا جائے  
گا یہ اول نمبر کی و ہابیت غیر مقلدی ہے۔

ان وجوہ سے ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ زید اپنی قدیم و ہابیت پر باقی ہے والعیاذ باللہ

تعالیٰ و اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

## بالجملہ

ان تمام بیانات خلیلہ سے واضح ہوا کہ ”ضروری سوال“ کی تحریر ہمارے علمائے  
کرام کے خلاف ہے وہ سراسر غلطیوں سے بھری ہے جو اسے صحیح و درست بتائے سخت  
جاہل و نافہم ہے ”ضروری سوال“ کا مصنف علم دین سے بہرہ نہیں رکھتا وہ نہ عبارت سمجھ

سکتا ہے نہ ترجمے کی لیاقت رکھتا ہے پھر مطلب سمجھنا تو بڑا درجہ ہے وہ خود اپنا لکھا نہیں سمجھتا نہ نافع و مضر میں تمیز کرتا ہے اور اس کے ساتھ کلمات علماء کو بدلنا گھٹانا بڑھانا مغالطہ عوام کو کچھ کا کچھ مطلب بنانا علاوہ ہے ایسا بے علم و کج فہم ہرگز فتویٰ دینے کی قابلیت نہیں رکھتا نہ اس کے فتوے پر اعتماد ہو سکتا ہے۔

”صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند امام احمد و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ“ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”اتخذ الناس رؤسًا جهالًا فسلوا فافتوا بغير علم  
فضلوا و اضلوا لوگ جاہلوں کو سردار بنا لیں گے ان سے مسئلے  
پوچھے جائیں گے وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے آپ بھی گمراہ  
ہوں گے اوروں کو بھی گمراہ بنا لیں گے“

اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ جو ایسے شخص کے فتوے پر اعتماد کرے گا گمراہ ہو جائے گا نیز اس کے اقوال و کلمات سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ وہ فقہائے کرام کی شان میں گستاخ ہے ارشادات علماء کو کذب و بہتان بتاتا اور مذہب ائمہ اہل حق کو ضلالت و فی النار بتاتا اور تمام کتب فقہ کو مہمل و بے کار ٹھہراتا ہے اس نے اپنی توجہ توڑی اور قدیمی وہابیت اب تک نہ چھوڑی مسلمانوں کو اس کی صحبت سے احتیاز چاہیے کہ بحکم حدیث صحیح گمراہی میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔

ایسی حالت میں جو اس کی اعانت کرے گمراہی کی بنیاد قائم کرتا ہے ہاں اگر وہ پھر از سر نو ان تمام حرکات سے تائب ہو اور ایک زمانہ ممتد زرعے جس میں اس سے وہ باتیں صادر ہوں جن سے اس کی توبہ دوم کا برخلاف توبہ اول سچا ہونا ظاہر ہو تو اس وقت اس سے تعرض نہ کیا جائے مگر اس کے فتوے پر اعتماد پھر بھی نہیں ہو سکتا کہ اس قدر سے اس کا جہل زائل ہو کر عالم نہ ہو جائے گا۔

لاکھوں عوام سنی المذہب بجمہ اللہ تعالیٰ ایسے ہیں جس سے تمام عمر میں کبھی کوئی بات بد مذہبی یا گستاخی شان ائمہ و فقہاء و کتب فقہیہ کی صادر ہی نہ ہوئی مگر جب کہ وہ بے علم ہیں مفتی نہیں بن سکتے۔

اللہ عزوجل خذلان سے بچائے اور بطفیل خاکپائے بندگان بارگاہ بیکس پناہ حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توفیق علم و عمل عطا فرمائے آمین آمین آمین!

والحمد لله رب العلمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا  
محمد وآلہ وصحبہ اجمعین آمین واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و  
علمہ جل مجدہ انہ احکم

محمد المعروف بحمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمد بن النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

## تصدیق: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی

فی الواقع یہ تفصیل کہ فتوے نازلہ جائز ہے مگر اس کا جواز صرف ایک نازلہ سے خاص باقی سب میں ناجائز ہمارے ائمہ کرام کا مذہب نہیں، مصنف ”ضروری سوال“ کی تحریروں سے اس کی جہالت و بطالت صاف ظاہر ہے بیشک ایسے شخص کو مفتی بنانا حلال نہیں نہ اس کے فتوے پر اعتماد جائز مجیب سلمہ القریب الحجیب نے جو امور بالجملہ میں لکھے ضرور قابل لحاظ و مستحق عمل ہیں مسلمانوں کو ان کی پابندی چاہیے کہ باذنہ تعالیٰ مضرت دینی سے محفوظ رہیں وباللہ العصمۃ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا بریلوی

عفی عنہ بمحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

## تصدیق: حضرت علامہ محمد وصی احمد قادری محدث سورتی

الحمد لله والصلاة والسلام على حبيب الاله في نبي "ضروري سوال" کو حرفاً حرفاً دیکھا اس کو فاش غلطیوں سے بھرا ہوا اور اس کے لکھنے والے کو علم سے بے بہرہ اور غایت گستاخ اور جہالت سے مالا مال پایا ایسے مغویں غیبی و ہابی خفی کے فتوے پر عمل کرنا ناجائز، اور اس کا حکم احکام شرعیہ میں غیر نافذ، اس کی تحریروں پر اہل سنت و الجماعت کو اعتماد کرنا ناروا، خصوصاً "ضروری سوال" جیسی اس کی پوچھ تحریر کو درست سمجھنا اور اس کے مطابق کار بند ہونا تو نہایت ہی نادرست اور برا ہے ایسے شخص کو جگہ دینا

اپنے پاس رکھنا حرام اور اس کی مدد اور اس کی تائید اور اعانت کرنا اور اس کے اقوال بدعت و ضلالت مآل کو زواج دینا موجب ناخوشی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور پوری مخالفت صحابہ کرام و علمائے فخام کی ہے۔

الغرض علامہ مجیب دام ظلہ نے جو تفصیل جواب میں افادہ فرمایا وہ اس میں مصیب ہیں اور امور جو کہ انہوں نے بالجملہ کے ذیل میں ثبت فرمائے ہیں وہ سب قرین صواب اور واجب العمل ہیں:

واللہ الہادی العزیز  
العظیم یہدی من یشاء  
الی صراط مستقیم و  
صلی اللہ تعالیٰ علی من  
وصفہ الشریف و نعتہ  
المنیف ہو الاول و الآخر  
والظاہر و الباطن و هو  
بکل شئی عظیم فقط۔

یعنی اللہ ہادی عزیز عظیم وہ جسے  
چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے صراط  
مستقیم کی اور اللہ درود بھیجے ان  
پر جن کو شرافت و بلندی سے  
متصف کیا، وہی اول اور وہی  
آخر ہے اور وہی ظاہر وہی باطن  
ہے اور وہ ہر چیز کا جاننے والا  
ہے۔ (فاروقی)

حررہ العبد المسکین المتثبت بزیل سید المرسلین

وصی احمد الحنفی الحنفی السنی حماد اللہ تعالیٰ

عن شرک کل غیبی و غوی



تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد سلامۃ اللہ صاحب

اقول وبالله سبحانه احوول وبحولہ وقوتہ اصول جو شخص ذکی مصنف  
بنظر انصاف اصل معانی تحریر جواب فاضل محقق مولوی حامد رضا خان صاحب کو ملاحظہ  
کرے گا میری طرح اس کے منہ سے بے ساختہ یہی جملہٴ جمیلہ نکلے گا کہ:

”نعم الجواب وحبذ التحقیق“ یعنی کیا ہی اچھا جواب  
ہے اور کیا ہی عمدہ تحقیق ہے۔ (فاروقی)

اور جو ادنیٰ فہم والا بھی رسالہٴ موسومہ ”ضروری سوال“ کو دیکھے گا بے تامل و بے  
تحمشا اس مصرع کا مضمون اس کے ذہن میں منظور ہوگا کہ: اللہ

صغریٰ خند و کبریٰ فرود گرید بہ برہانش

اس واسطے کہ اول سے آخر تک ہر دعویٰ بے ضبط، سہ دلیل بے ربط، مطلب خبط  
مقصود جبط، اگر کوئی منصف مصنف و مصنف دونوں کی شان میں یہ داد دے خود غلط، املا  
غلط، انشاء غلط، توجیح اور بجا ہے اور مطابق مثل مشہور کے:

ہر جیسے کو تیسا جیسی روح ویسا فرشتہ

ہر چند کہ مجھ کو فرصت تفصیلاً دیکھنے کی ہاتھ نہ آئی مگر نظر اجمالی میں جس قدر  
خدشات ظاہر ہوئے اگر میں ان کو قلم بند کرنا چاہوں تو ان کے لئے بھی دفاتر درکار ہیں  
حق تعالیٰ فاضل جلیل و عالم بے عدیل فخر بیت الامثال مجیب مصیب کو اس جواب  
با صواب کا اجر عظیم عطا فرمائے کہ نصرت اہل سنت کی اس مسئلے میں پوری فرمائی ورنہ

”ضروری سوال“ کے مغالطوں سے بہت سے لوگوں کو دھوکہ ہوتا، خصوصاً عوام کو جو نظر علمی سے عاری ہیں وہ بے شبہ اس سے گمراہی میں پڑتے اور بعضے مخالف کج فہم اس کو اپنی سند مستند جان کر اس پر اڑتے۔

فاضل مجیب نے دھجیاں اڑا کر مخالفین کے پرکاٹ دیئے میں اپنی نظر سرسری کے خدشوں میں سے ایک دو بطور مشتمل نمونہ پیش کر کے اس تصور کی تصدیق چاہتا ہوں مصنف ”ضروری سوال“ اپنی جان کو آخر رسالہ میں حنفی نقشبندی لکھتا ہے اور مدعی ہے اس امر کا کہ یہ رسالہ موافق اصول مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہے اور اس مضمون کے اظہار کے واسطے عربی عبارت میں قابلیت جھاڑی ہے:

”علی اصول مذہب امامنا الاعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ“  
یعنی یہ رسالہ اصول مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ  
علیہ کے موافق ہے۔ (فاروقی)

حالانکہ رسالہ مذکور اول سے آخر تک سراسر مخالف ہے اصول حنفیہ کے اس واسطے کہ اصول حنفیہ سے ہے۔

”رسم المفتی“ میں ہے:

”الحکم والفتیۃ بالقول المرجوح جهل و خرق  
للاجماع ولا يجوز العمل عندنا بالمرجوح حتی

لنفسہ“ یعنی قول مرجوح پر حکم اور فتویٰ دینا جہالت اور اجماع کو توڑنا ہے اور ہمارے یہاں قول مرجوح پر عمل جائز نہیں حتیٰ کہ اپنے نفس کے لئے بھی نہیں۔ (فاروقی)

اور مصنف رسالہ نے قول استمرار شرعیۃ قنوت فی الازل علی الاطلاق کو جو مذہب جمہور اور راجح تھا چھوڑ کر اس کے خلاف کو جو مرجوح تھا اختیار کیا اور اس کا فتویٰ دیا۔

”شرح منیہ“ وغیرہا میں مصرح موجود ہے:

”فیکون شرعیۃ ای شرعیۃ القنوت فی النوازل مستمرة و هو محل قنوت من نیت من الصحابة بعد وفاته علیہ الصلاة والسلام و هو مذهبنا و علیہ الجمہور“ یعنی مشروعیت قنوت نوازل میں جاری ہے اور محل قنوت وہ ہے جسے پڑھی صحابہ کرام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مبارک کے بعد اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر جمہور کا عمل ہے۔

اور ”مرقاۃ شرح مشکوٰۃ“ میں ہے:

”اطبق علماءنا علی جواز القنوت عند النازلة“ یعنی ہمارے علماء قنوت عند النازلہ کے جواز پر متفق ہیں۔ (فاروقی)

اس سے کئی باتیں واضح ہوئیں۔

اول:- عدم لیاقت افتاء مصنف رسالہ کی کہ اس کو رسم المفتی تک کی خبر نہیں۔

دوسری:- مصنف رسالہ کو جب لیاقت سمجھنے جواز اور عدم جواز کی نہ ہوئی تو

ایسے شخص کو فتویٰ دینا کیوں کر جائز ہوگا؟

تیسری:- ایسے شخص عدیم اللیاقت کے فتوے پر جو عمل کرے گا وہ عمل اس کا

مردود ہوگا۔

### JANNATI KAUN?

چوتھی:- اصول حنفیہ مذکورہ کی شہادت سے ثابت ہوا کہ مصنف رسالہ اور

اس کے تبعین مسئلہ متنازع فیہا میں جاہل و نادان اور خارق اجماع یعنی مخالفت

کرنے والے اجماع کے ہیں۔

پانچویں:- اس اصل سے مرہن ہوا کہ ایسے شخص بلکہ اس کے تبعین کو بھی

جاہل کہنا درست اور اس کی باتوں غلط و بیہودہ کو جہالت کے ساتھ تعبیر کرنا جائز ہے۔

چھٹی:- اس سے مدلل ہوا کہ مصنف رسالہ کوفقہ میں اتنی مہارت اور نظر نہیں

ہے کہ منیہ اور شرح منیہ کے مسائل واقوال پر احاطہ ہو اور جس کوفقہ میں اس قدر بھی پونجی

نہ ہوا اس کا مسئلہ فقہیہ میں بحث کرنا فی المثل سوٹھ کی گرہ کی پنساری کا مصداق ہے۔

ساتویں:- یہ دعوے کہ رسالہ مذکور موافق اصول حنفیہ کے ہے اس کے

کذب صادق کا مصداق ہے۔

آٹھویں :- مصنف رسالہ اور اس کے سب قابعین جو اس مسئلے میں اس کے لکھنے کے موافق عمل کرتے والے ہیں یا مثل اس تحریر کے جو اور کوئی اس کی تحریر اسی قسم کی ہو اس پر چلنے والے سب گنہگار ہیں اس واسطے کہ جب اس کا قول اور اس کی تحقیق مخالف اجماع ہوئی اور مخالفت اجماع کی معصیت ہے اس واسطے کہ موافقت اجماع اور اطاعت اجماع واجب ہے تو مصنف اور سارے تابعدار اس کے تارک واجب ٹھہرے اور تارک واجب قطعاً گنہگار ہے۔

نوٹ :- جب مصنف رسالہ اور اس کے قابعین کا قول و عمل معصیت ٹھہرا اور مصنف مع اپنے چیلوں کے اس معصیت کا مرتکب ہو تو دو حال سے خالی نہیں اس معصیت کو بعد مطلع ہونے کے خواہ میری تحریر سے ہو یا کسی اور کی تحریر یا تقریر سے معصیت جائیں گے یا نہیں؟ اگر معصیت جان کر اس پر مصر ہیں تو ادنیٰ اس معصیت کا صغیرہ ہے تنزلاً، اور اصرار سے صغیرہ کبیرہ ہو جاتا ہے تو اس تقدیر پر سب کے سب مرتکب کبیرہ ہوئے اور مرتکب کبیرہ فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور اگر اس طور سے کہیں بلا تنزل کہ اس میں ترک واجب ہے اور ترک واجب حرام ہے تو حرام کو حلال جاننے والے کا حال مسلمانوں کو معلوم ہے اور اگر معصیت نہ جانا اور اس کو طاعت قرار دیا تو اس کے طاعت ہونے پر دلیل شرعی کے ذمہ دار ہیں:

ولم یجدوا والن یجدوا  
یعنی نہیں پائیں گے اور ہرگز کبھی  
نہیں پائیں گے۔ (فاروقی)

ابد اللدھر

بہر حال یا تو حقیقت سے استغنیٰ دینا پڑنے کا یا فسق وغیرہ لزومی کا الزام لینا پڑے گا۔  
 وسویں:- مصنف رسالہ عند تحقیق نہ مذہب حنفی کے موافق رہا نہ مذہب اہل  
 حدیث کے اس واسطے کہ نسخ اور تخصیص کا قول مخترع اس کا اہترح مخالف ہے دونوں کے  
 مذہب حنفی کی مخالفت واضح ہو چکی مذہب اہل حدیث کی مخالفت سنئے!  
 ”بحر الرائق“ میں ہے:



”قال جمهور اهل الحديث القنوت عند النوازل مشروع  
 في الصلوات كلها انتهى“ یعنی جمہور محدثین نے کہا کہ قنوت  
 عند النوازل تمام نمازوں میں مشروع ہے۔ (فاروقی)

گیارہویں:- اس مسئلے میں جس طرح مسلک مصنف رسالہ نہ موافق  
 مذہب حنفی کے ہے نہ مطابق مذہب اہل حدیث اسی طرح مخالف ہے اقوال و افعال  
 جمہور صحابہ خصوصاً خلفائے راشدین کے اس تقدیر پر یہ شخص مع تبعین جس طرح تارک  
 ہوا جماع کا تارک ہوا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا:

”عليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين المهديين  
 عضوا عنها بالنواجذ“ یعنی تم پر میری اور میرے خلفائے  
 راشدین مہدیین کی پیروی واجب ہے اس پر سختی کے ساتھ  
 قائم رہو۔ (فاروقی)

دو مخالفتوں کا حال معلوم ہو چکا، مخالفت صحابہ کی سند لو۔

”حجة الله البالغة“ میں مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”وكان النبي صلى الله عليه وسلم وخلفاؤه اذا  
 نابهم امر دعوا للمسلمين وعلى الكافرين بعد  
 الركوع او قبله ولم يتركوه“ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم اور ان کے خلفاء جب ان پر کوئی سختی آتی تو مسلمانوں  
 کے لئے دعاء خیر اور کافروں پر دعائے ہلاکت فرماتے رکوع  
 کے بعد یا اس سے پہلے اور اسے نہیں ترک فرمایا۔ (فاروقی)

بارہویں:- جب مصنف رسالہ مع اپنے اتباع کے مخالف ہو اندہب حنفی

اور مذاہب اہلحدیث اور مذاہب صحابہ کا تو مخالف ہو اسوداعظم کا اور اتباع اسوداعظم  
 واجب تھا، موافق فرمان واجب الاذعان رسول انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کے:

”اتبوا اسواداعظم“ یعنی اسوداعظم کی اتباع کرو۔ (فاروقی)

پس تارک واجب ہو اور تارک واجب حال معلوم ہو چکا۔

تیسرے ہویں:- جب متصنف اور اتباع اس کے مخالف ہوئے اہل حدیث اور

صحابہ کے بلکہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تو تارک سنت ہوئے اور تارک سنت  
 خصوصاً جو ناپسند رکھ کر ترک کرے سنت کو وہ ملعون ہے لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم:

”ستة لعنهم الله ولعنتهم الزائد في كتاب الله الى  
 قوله صلى الله عليه وسلم والتارك لسنتي“ یعنی حضور  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: چھ لوگوں پر اللہ  
 لعنت فرماتا ہے ان میں سے ایک وہ جو کتاب اللہ پر زیادتی  
 کرے اور ایک وہ جس نے میری سنت چھوڑ دی (فاروقی)

چودھویں:- جب بوجہ مخالفت محققین احناف اور مخالفت محدثین اور مخالفت  
 صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مصنف رسالہ اور اس کے تابعدار تارک اتباع سواد  
 اعظم ہوئے تو مستحق ہوئے اس وعید شدید کے:

”فانه من شد شد في النار“ یعنی جو سواد اعظم سے الگ  
 ہوا وہ جہنمی ہوا۔ (فاروقی)

اس واسطے کہ یہ جملہ حدیث اتباعوا کا تتمہ ہے۔

پندرہویں:- جب مصنف نہ حنفی ٹھہرانہ محدثین میں سے اور اپنے منہ سے  
 میان مٹھو یعنی دعویٰ حنفیت سے معلوم ہوا کہ شافعی مالکی حنبلی بھی نہیں تو اس وقت میں  
 لاندہب ہونا اس کا قطعاً مبرہن ہو گیا اور جب مصنف کا لاندہب ہونا ثابت ہو گیا تو اس  
 کے تابعداروں کا لاندہب ہونا علی ہذا القیاس مدلل اور واضح ہو گیا۔

سولھویں:- اپنے محل میں یہ بات ثابت اور محقق ہے کہ موافق ”اتبعوا  
 السواد الاعظم“ کے مومنین کا رستہ وہی ہے جو جمہور اور عامہ مومنین کا رستہ ہے



اور جو مخالف ہوا اس رستے کے جو رستہ ہے جمہور اور عامہ مومنین کا وہ مستحق دوزخ ہے موافق فرمان حق تعالیٰ کے:

”وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ  
غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصَلِّهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ  
مَصِيرًا“ یعنی اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق  
راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم  
اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل  
کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔ (کنز الایمان)

اور جب مصنف رسالہ ”ضروری سوال“ مع اتباع اپنے تارک ہوا مذہب  
جمہور کا تو قبیح ہوا غیر سبیل المؤمنین کا اور جو قبیح ہو غیر سبیل المؤمنین کا وہ لائق دخول  
جہنم ہے پس مصنف اور قابعین سب مستحق ہوئے اس عتاب اور عذاب الہی کے  
نعوذ باللہ منها۔

ستر ہویں:- جب مصنف اور اس کے تابعدار بوجہ مخالفت مذاہب  
مجتہدین اور مذاہب محدثین اور صحابہ کرام اور احادیث رسول اللہ اور آیت کتاب اللہ  
مستحق ٹھہرے عذاب اخروی کے تو ایسے گمراہوں کا اتباع کس طرح جائز ہوگا؟  
اٹھار ہویں:- اس تنقیح سے واضح و لائح ہوا کہ مصنف رسالہ مسطور اپنے  
ائمہ کا جن کا نام لیوا ہے قبیح بھی نہیں اس واسطے کہ اقوال اس کے اولاً اپنے اقوال سے

معارض و متناقض ثانیاً جمہور حنفیہ سے مخالف ثالثاً حدیث سے غیر مطابق رابعاً آیت سے غیر موافق پس جب اس میں تابع ہونے کا مضمون متحقق نہ ہو تو اس کو متبوع بنانا کس طرح صحیح اور درست ہوگا؟ اس لئے کہ شرع میں متبوع ہونے کے واسطے اولاً تابع ہونا شرط ہے:

و اذا فأت الشرط فأت یعنی جب شرط فوت ہو جائے تو

المشروط . مشروط بھی فوراً ہو جاتا ہے۔ (فاروقی)

انیسویں:- بعد احاطہ ان سب امور کے بنظر امور مسطورہ اور دیگر وجوہ مبقیہ و مبنیہ مجیب اگر کہیں کہ تحریر اس کی فاحش غلطیوں سے پر ہے تو بجا ہے اور اگر لکھیں کہ لکھنے والا اس کا علوم دین سے خصوصاً علم فقہ و اصول و حدیث سے اندھا بہرا یعنی بے بہرہ ہے تو روا ہے اور بایں ہمہ اس کے استدلال کی نسبت جو نقل احادیث سے کیا ہے جن کے تراجم غلط پر اس کی جرأت اور مال بے باکی باعث ہے کہا جائے کہ ”غایت گستاخ ہے“ تو ہرگز گستاخی نہیں اور اگر موافق عبارت اصول ”رسم لمفتی“ کے حکم کریں کہ ”جہالت سے مالا مال ہے“ تو واقعی اس کو اس کے مال سے مالا مال کر دینا ہے اور اس خیال سے کہ جب وہ مصنف ہے تو مطلب اس کا اس سے بمقتضائے غایت غباوت اشاعت اپنے مختصرات کا ہے جو موجب ہے اغوائے عوام اور ضلالت خاص و عام کا بجہت اخفائے توہب کے اپنے تسمیہ حنفی میں کہ ”اس کام میں صرف نام ہے“ اور اس نام میں سارا اپنا کام ہے ایسے شخص کو مغوی غبی چھپا دہا بی کہیں تو کھلی ہدایت اہل

سنت و جماعت ہے اور اگر فتویٰ دیں کہ ایسے شخص کے فتوے پر عمل اور اعتماد ناجائز ہے تو جائز ہے اور اس کا ہر حکم جملہ احکام شرعیہ میں بر تقدیر نافذ غیر نافذ اور عامل غیر فائز۔

عموماً اس کی کسی تحریر پر اہل سنت کو اعتماد کرنا بدعت خصوصاً ”ضروری سوال“ کی پوچھ و لپچر تقریر کا پرتال فاضل مجیب کے جواب سے سوال ضروری، اگر کوئی نا سمجھ اس نا سمجھ کی تحریر کو درست سمجھے تو نادرست اور جو اس کے مطابق کار بند ہو تو حکم شرع سے اس کا کار بند ایسے شخص کو جگہ دینا اپنی تشخیص اس کے لئے تشخص لا کلام ہے، اپنے پاس رکھنا کوئی حلال جانے تو حرام مدد اس کی بد، تائید اس کی رد، اعانت اس کی معاونت ”عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ“ مخالف حکم قرآن خلاف مرضی رحمن اس کے اقوال بدعت نشان ضلالت تو امان کی ترویج اور اعلان سراسر خسران دو جہان سر بسر موجب ناخوشی حضرت رسول انس و جان علیہ صلوات الرحمن مادام الملوان اور بالکل مضادت صحابہ کرام کے ساتھ اور پوری محادت علمائے اعلام کے ساتھ خصوصاً حضرات احناف تبعیین امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی مخالفت تو گویا مبناء ہے تصنیف کا اور منشاء ہے تالیف کا اور مقصود اصلی اور غرض مخفی اور قوی اشاعت لاندہی اور ہدایت غیر مقلدی ہے جیسا کہ طور تحریر اور طرز تقریر سے روشن اور ظاہر ہے ۱

بہر رنگے کہ خواہی زبامہ می پوش

من انداز قدرت را می شناسم

حاصل کلام و خلاصہ مرام یہ ہے کہ علامہ عظیم و فہامہ حکیم مجیب مظفر و مصیب  
منحرف جن کی صورت تقریر سے مخالفین قیامت زاد ہائے آہ دربر، جن کا رد تحریر اعدائے دین  
کے ہوش و حواس کے لئے برق انداز محشر ادا م اللہ ظلالہ و عم العلمین نوالہ و  
خص العلمین با فضالہ و متبع اللہ المسلمین بطول حیاتہ و افاضاتہ نے  
مقدمات جواب کی تنقیح و تحقیق میں جس توضیح و تفصیل سے فیصلہ لکھا اس میں ان کی  
رائے صائب اور اصابت رائے کا مراد عند العلماء الربانیین بحال اور جو تلوخ با جملہ  
کے جملے میں تصریح افادہ فرمائی جملہ قرین صواب بلکہ ایجاب عمل ذرا بد کا فرمان شاہی  
بے قیل و قال:

والله سبحانه ولي الهداية	یعنی اللہ پاک ہے جس نے مجھے
بارسال حبیبه الهادي	ہدایت فرمائی اپنے حبیب کو بھیج کر جو
لجميع الخلق الى جميع	تمام مخلوق کے نشاۃ و کمال کے ہادی
المعاد و المبادى نشأة و	ہیں دنیا و آخرت میں ان کے استعداد
كما لأعلى حسب مراتب	کے مطابق خواہ وہ ماضی میں ہو یا
الاستعداد ما ضيا و مستقبلا	مستقبل میں یا حال میں اور جو اللہ عزیز
و حالا و من كان بهذا الشان	کے نزدیک ایسا بلند رتبہ اور شان والا
و رفعة المكان عند الله العزيز	ہو تو کوئی عزیز ان سے عزیز تر نہیں
فلا عزيز اعز منه بل لا عزة	بلکہ کسی کے لئے کوئی عزت نہیں مگر

لاحد الامن جنابه المقدس  
 فهو العزيز الكامل المطلق  
 الغالب المتصرف في ملكوت  
 جزئيات الكائنات و كليا تھا  
 ايجادا و اعدا ما يعلم ما بين  
 ايديهم و ما خلفهم فيفيض  
 الوجود على من يستحقه  
 من المعدومات و يعطي منافع  
 الوجود لمن يستعده من  
 الموجودات فارباب السعادة  
 رضوا ما اتاهم الله و رسوله  
 من فضله و ارضونما فقالوا  
 حسبنا الله و رسوله و اصحاب  
 الشقاوة ما نعموا الا اذ اغناهم  
 الله و رسوله من فضله فسخطوا  
 اسخطو هما و ما هم بضارين  
 به الا انفسهم فيعز صلي الله  
 اسی کی بارگاہ اقدس سے تو وہ عزیز کامل  
 مطلق ہیں غالب ہیں وہ ساری کائنات  
 کے جزئیات و کلیات کی سلطنت کے  
 وجود و عدم میں تصرف کرنے والے  
 ہیں وہ جانتے ہیں جو کچھ ان کے آگے  
 ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے معدومات  
 میں سے جو وجود کے مستحق ہیں ان کو  
 وجود بخشتے ہیں اور موجودات میں سے  
 مستحقین کو جو وجود کی منفعتیں عطا فرماتے  
 ہیں تو اہل سعادت اللہ اور اس کے  
 رسول کی عطا پر راضی ہوئے جو اپنے  
 فضل سے عطا فرمایا اور انہوں نے اللہ  
 و رسول کو راضی لیا اور بولے: اللہ اور اس  
 کے رسول ہمیں کافی ہیں اور اہل شقاوت  
 کو یہی برا لگا کہ اللہ و رسول نے اپنے  
 فضل سے ان کو غنی کر دیا تو وہ خود ناراض  
 ہوئے اور اللہ و رسول کو بھی ناراض کیا

علیہ وسلم من یشاء وهو یعلم  
 ما فی اعزازہ من المصالح  
 والحکم و ینزل من یشاء وهو  
 اعلم بمالہ و ما علیہ من وجوہ  
 الاذلال والعدم فهو العلیم  
 بعلم اللہ والقادر بقدرۃ اللہ  
 فاللہ ورسولہ اقدر و اعلم  
 فیہدی صلوات اللہ وسلامہ  
 علیہ بقدرتہ و علمہ من  
 یشاء من اهل الجمال الی  
 صراط العرفان و المشاہدۃ  
 المستقیم وهو صراط الذین  
 انعم علیہم فی الازل من غیر  
 علة بتجلی ذاتہ و صفاتہ  
 فرش علیہم من نور امانۃ  
 العشق و المحبۃ فصاروا  
 حاملین لہذہ الامانۃ الی لما  
 اور اس سے وہ خود کو ہی نقصان پہنچاتے  
 ہیں تو رسول اللہ ﷺ جسے چاہتے ہیں  
 عزت عطا فرماتے ہیں اور اعزاز کی  
 مصلحتوں اور حکمتوں کو بھی جانتے ہیں  
 اور جسے چاہتے ہیں ذلت دیتے ہیں  
 اور خوب جانتے ہیں اسباب ذلت کو  
 اور اس کے نفع و نقصان کو تو وہ جانتے  
 ہیں اللہ کے سکھانے سے اور قادر ہیں  
 اللہ کی قدر کرنے دینے سے تو اللہ و رسول  
 زیادہ قدرت والے اور زیادہ علم والے  
 ہیں رسول صلوات اللہ وسلامہ علیہ  
 تو اہل جمال میں سے جسے چاہتے ہیں  
 اپنی قدرت و علم سے راہ عرفان و مشاہدۃ  
 مستقیم کی طرف راہنمائی فرماتے  
 ہیں ان لوگوں کا راستہ جن پر اللہ تعالیٰ  
 نے انعام فرمایا ازل میں بلا کسی کمی  
 کے اپنی ذاتی و صفاتی تجلی کے ذریعہ، تو

عرضت على السماوات  
 والارض والجبال فابین ان  
 یحملنها واشفقن منها و  
 حملها الانسان الكامل  
 الخلیفة الجامع الجمیل  
 المکرم الاحسن تقویما و  
 تشریفا ویهدی صلی الله  
 علیه وسلم بقدرته و علمه  
 من یشاء من اهل الجلال  
 الی صراط الجهالة والحجاب  
 وهو صراط الذین غضب  
 علیهم فاضلهم عن ذلک  
 وابعدهم بحکمته ومصلحته  
 فی ربی صلی الله علیه وسلم  
 کلامن الفریقین بما یناسب  
 کل فرد فرد منهم غذاء ودواء  
 باذن ربه تربیة جمالیة او  
 الله تعالی نے ان لوگوں پر امانت عشق  
 و محبت کی نور باری فرمائی تو یہ لوگ اس  
 امانت کے حامل ہو گئے جو آسمانوں و  
 زمین پر پیش کی گئی تو انھوں نے اس  
 کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس  
 سے ڈر گئے اور ایک انسان کامل نے  
 اسے اٹھا لیا جو خلیفہ ہے، جامع ہے،  
 جمیل ہے، مکرم ہے، عزیز شرف اور شکل  
 و صورت میں احسن ہے اور نبی کریم  
 صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قدرت و علم  
 سے اہل جلال میں سے جسے چاہتے  
 ہیں راہ جہالت دکھاتے اور حق سے دور  
 فرماتے ہیں اور یہ ان لوگوں کا راستہ  
 ہے جن پر غضب فرمایا تو انھیں اس سے  
 دور کر دیا اپنی حکمت و مصلحت سے تو  
 نبی کریم صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم دونوں  
 فریقوں میں سے ہر ایک ایک فرد کو

جلالیة فمامن دابة الا هو  
 اخذ بنا صيتها ان ربي علي  
 صراط مستقيم فهو رب  
 العلمين صلى الله عليه  
 وسلم صلاة دائمة مقبولة  
 تزدى بها عنا حقه قدر  
 حسنه و جماله و كماله و  
 جلاله من اسمہ الشریف  
 من اسماء الله و وصفه المنيف  
 من اوصاف الله تعالى سماه  
 محمدا بالفتح لتحميدة اولا  
 في بدء الخلق مع انه محمد  
 بالكسرو انما محمد بالفتح  
 حقيقة هو الله الحق جل  
 مجده لم يرض لكمال  
 غيرة المحبة بكون اسم حبيبه  
 اپنے رب کے حکم سے مناسب غذا  
 اور دوا کے ذریعہ نشوونما فرماتے ہیں  
 خواہ وہ تربیت جمالی ہو یا جلالی، کوئی  
 چلنے والا نہیں جس کی چوٹی اس کے  
 قبضہ قدرت میں نہ ہو، بے شک میرا  
 رب سیدھے راستے پر ملتا ہے، وہ  
 نبی کریم سارے عالم کی پرورش کرتے  
 ہیں اللہ کے دائمی درود و سلام ہوں ان  
 پر ایسا متبویا درود کہ جس سے ان کے  
 حسن و کمال اور جمال و جلال کے  
 مقدار ان کا حق ہماری طرف سے ادا  
 ہو جائے، آپ کا اسم گرامی اسمائے  
 باری تعالیٰ سے ہے آپ کا وصف  
 عالی اللہ کے اوصاف سے ہے آپ  
 کا نام مُحَمَّد (میم کے فتح کے  
 ساتھ) رکھا آپ کی تعریف کئے



غیر اسمہ تعالیٰ شانہ فہو  
 مُحَمَّدٌ وَّ مُحَمَّدٌ بکل تحمید  
 من کل حامدٍ ازلا وابدًا فہو  
 صلی اللہ علیہ وسلم محمد  
 بمحامد اللہ و محامد الانبیاء  
 و محامد الملائکة و محامد  
 الجن و البشر و محامد کل  
 فرقة من سکونات جمیع العوالم  
 فمحمد فی کتاب اللہ و محمد  
 علی لسان الانبیاء و محمد  
 علی السنة الملائکة اجمعین  
 وان من شیء الا یسبح بحمدہ  
 ولکن لا تفتہرون تحمیدہم  
 و تسبیحہم فہو الاول السابق  
 فی الخلق و الوجود علی  
 جمیع الخلق و الموجودات  
 جانے کے سبب مخلوق میں سب سے  
 پہلے جبکہ آپ مُحَمَّدٌ (مہیم کے  
 کسرہ کے ساتھ) بھی ہیں اور محمد  
 بافتح حقیقت میں اللہ جل مجدہ سے  
 خدانے کمال غیرت محبت کے سبب  
 اپنے حبیب کے نام کا اپنے نام کے  
 علاوہ ہونا پسند نہیں فرمایا تو وہ مُحَمَّدٌ  
 و مُحَمَّدٌ ہیں ہر حامد کی تحمید کے ساتھ  
 ازلا وابدًا تو آپ ﷺ محمد ہیں اللہ کی  
 تعریفیات اور تمام انبیاء و ملائکہ،  
 جن و بشر اور عالم کے ہر ذرے کی  
 تعریفیات کے ساتھ تو وہ محمد ہیں  
 کتاب اللہ میں، محمد ہیں تمام انبیاء  
 کی زبانوں میں، محمد ہیں تمام ملائکہ  
 کی زبانوں میں اور کوئی ایسی چیز  
 نہیں جو انہیں سراہتی نہ ہو اور ان

وهو السابق فى العرفان و  
 التحميد و جميع الصفات  
 الكمالية لقوله تعالى وَمَا  
 أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ  
 فهو صلى الله عليه وسلم و  
 اسطة مطلقة لجميع العوالم  
 و جوداً و عدماً و ضراً و نفعاً  
 و لقوله صلى الله عليه وسلم  
 اول ما خلق الله نورى  
 الذى هو المظهر الجامع  
 لجميع الصفات الحقيقية  
 الذاتية و الاضافية و الثبوتية  
 و السلبية وهو الاخر الخاتم  
 الذى ختم به النبىون و ختم  
 به جملة الكمال المنتظر  
 ظهوره من الازل الى الابد  
 كى پا كى نہ بولتى ہو ہاں تم ان كى تسبیح  
 و تحمید نہیں سمجھ سكتے تو وہى اول و  
 سابق ہیں تمام مخلوقات و موجودات  
 كے خلق و وجود میں وہ سابق ہیں  
 عرفان اور تحمید میں اور تمام صفات  
 كمالیہ میں بسبب ارشاد بارى تعالى  
 وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ  
 كے تو رسول اللہ ﷺ تمام عالم كے وجود  
 و عدم، نفع و نقصان كے و سلبیہ مطلق  
 ہیں اور فرمان نبی ﷺ اول ما خلق  
 اللہ نوری كے سبب تمام صفات  
 حقیقیہ، ذاتیہ، اضافیہ ثبوتیہ اور سلبیہ  
 كے مظهر جامع ہیں وہى آخر ہیں،  
 وہى خاتم ہیں جن پر نبیوں كا سلسلہ  
 ختم ہوا اور تمام كمال جو اپنے ظہور كے  
 منتظر تھے ازل سے ابد تک انھیں پر

فلا شىء يسبق على  
 الاول والا لم يكن الاول  
 اول ولا شىء يخرج من  
 الاخر والا لم يكن الاخر  
 اخر افاذن جميع الاشياء  
 محاط بالاول والاخر وهو  
 معنى قوله صلى الله عليه  
 وسلم نحن الاخرون السابقون  
 اى الاخرون كما لا وجودا  
 وظهورا وبطننا الى ابد الابد  
 وكذا السابقون سبقة ذاتية و  
 اضافية على كل مقدم و كل  
 مؤخر و كل ظاهر و كل باطن  
 من ازل الازال و اذا لم يخرج  
 شىء من احاطة الاول والاخر  
 ونبينا صلى الله تعالى عليه وسلم  
 ختم فرمایا اور کوئی شىء اول پر سابق  
 نہیں ہوتی ورنہ اول اول نہ رہے  
 گا اور آخر کے بعد کوئی شىء ظاہر  
 نہیں ہوتی ورنہ آخر آخر نہ رہے گا  
 تو اس وقت تمام اشياء اول و آخر کے  
 احاطے میں ہیں اور یہی معنی ہے نبی  
 کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
 فرمان نحن الاخرون السابقون  
 کا یعنی آخر ہیں کمال میں، وجود میں  
 ظہور میں اور بطون میں تا ابد الابد،  
 ایسے ہی سابق ہیں ہر مقدم اور ہر  
 مؤخر پر پرتما ظاہر و باطن پر ازل الازال  
 سے خواہ وہ سبقت ذاتی ہو یا اضافی  
 جب اول و آخر کے احاطے سے کوئی  
 شىء خارج نہیں اور ہمارے نبی کریم  
 ﷺ ہی اول و آخر ہیں تو ظاہر ہو گیا

هو الاول والاخر فظهر انه  
 صلى الله عليه وسلم هو الظاهر  
 في مرآة المظاهر وهو السراج  
 الوهاج النور المنير المنور  
 المنور في قناديل وجودات  
 الاشياء بحذا فيرهما نقيرها  
 وقطميرها ولنعم ما قيل  
 ان النبي صلى الله عليه وسلم  
 هو الذي جعل الدنيا دار  
 آخرة والدار الآخرة دار  
 عقاب فمن استعمل الدنيا  
 دار آخرة فقد استعملها  
 دار عقاب ومن استعملها  
 دار آخرة فقد استعملها  
 دار جنة

جہان مرأت حسن شاہد ماست

نشاهد وجهه فی کل ذوات

دنیا ہمارے محبوب کے حسن کا آئینہ ہے

برذرے میں اسی کے جلوہ کا مشاہدہ کرتے ہیں

فما من کمال فی کسی بھی مظہر میں کوئی کمال نہیں

مظہر الا وهو صلی اللہ تعالیٰ مگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

علیہ وسلم ظاہر فیہ ظہورا تمام وکمال کے ساتھ اس میں ظاہر

ہیں، اور یہ فرمان نبی صلی اللہ تعالیٰ تاما کمالا فی مرتبہ ایه مرتبہ

کانت وهو احد المحامل علیہ وسلم "میں مبعوث کیا گیا بنی آدم

من معانی قوله صلى الله  
تعالى عليه وسلم بُعِثت في  
خير قرون بنى ادم قرنا بعد  
قرن فهو المبعوث حقيقة  
في قوالب الانبياء عليهم  
السلام وهو المعنى من صورهم  
في كل زمان و مكان بل  
هو الظاهر صلى الله تعالى  
عليه وسلم في كل شىء من  
الكائنات فالظاهر واحد احد  
والمظاهر كثيرة متعددة . ع

کے قرنا بعد قرن خیر قرون میں“  
کے معانی کے محال میں سے ایک  
ہے تو وہی مبعوث ہیں حقیقتہً انبیاء  
کے قالبوں میں اور یہی معنی ہے  
”بمن صورهم فی کل زمان  
و مکان“ کا (یعنی ان کی صورتوں  
میں ہر زمان و مکان میں) بلکہ  
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
ہی ظاہر ہیں کائنات کی ہر شے میں  
تو ظاہر واحد واحد ہے اور مظاہر  
متعدد و کثیرے

السلام اے آنکہ نامہ درہمہ کون . و مکان

تیز بینان را بجز نور تو در چشم شہود

سلام ہو تم پر اے وہ ذات جو جلوہ گر ہے تمام کون و مکاں میں

بصیرت والوں کو چشم ظاہر میں بھی تیرے نور کے سوا کچھ نہیں دیکھتا

و کما انہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح نبی کریم ﷺ ظاہر ہیں

ظاهر فی جمیع المظاهر و  
 الا کو ان فکذلک هو الباطن  
 المستور بسرہ فی حقائق  
 المکونات الساری بمادته  
 النوریة و کلیتہ الروحیة  
 فی کل شی من الموجودات  
 فلما کان صلی اللہ علیہ وسلم  
 اول کل شی و اخر کل شی  
 و ظاہر کل شی و باطن کل  
 شی لاجرم کان شاہدا کل  
 شی کان و ما یكون من الا  
 رواح و الاجرام العلویة و  
 السفلیة و غیرہا فلا یشذ  
 عنہ شاذ مما یمکن لاحد من  
 خلق اللہ در کہ سواء کان  
 من اسرار افعال اللہ تعالیٰ او  
 تمام مظاہر و اکوان میں ایسے ہی باطن  
 و مستور ہیں اپنے سر کے ساتھ کائنات  
 کے حقائق میں اور اپنے مادہ نوری  
 و کلیہ روحی کے ساتھ موجودات کی  
 ہرشی میں سرایت کئے ہوئے ہیں تو  
 نبی کریم ﷺ اللہ کے اول، ہرشی  
 کے آخر، ہرشی کے ظاہر اور ہرشی کے  
 باطن ہیں یقیناً وہ شاہد ہیں ہر اس  
 شی کے جو ہو چکی اور جو ہونے والی  
 ہے ارواح و اجرام علویہ و سفلیہ  
 و غیرہ میں سے، ہر وہ شی جس کا  
 درک اللہ کی مخلوق میں سے کسی کے  
 لئے ممکن ہے ان کے علم سے جدا نہیں  
 خواہ وہ افعال خداوندی کے اسرار  
 ہوں یا اس کی کارگیری کے عجائب  
 یا اس کی قدرت کے غرائب اور

عجائب صنعہ او غرائب  
قدرتہ ولا يعزب عنه  
مشقال ذرۃ فی السموات  
والعرش و فوقہ و الارضین  
و تحتہا ولا ادنیٰ من ذلک  
ولا اکثر الا و هو معلوم لہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
ولا یشارکہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم فی ہذا غیرہ فہو  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
وحدہ بکل شیء کان و ما  
یکون من ازل الازل الی  
ابد الابد علیم بعلم اللہ تعالیٰ  
و تعلیمہ و هو قولہ تعالیٰ فلا  
یظہر علی غیبہ أحدًا الا  
من ارتضیٰ من رسول و قولہ  
آسمانوں و عرش اور اس کے اوپر ہے  
زمین اور جو اس کے نیچے ہے ان  
میں کا ادنیٰ اور اکثر نبی کریم ﷺ کو  
معلوم ہے اور کوئی ان کا غیر اس میں  
شریک نہیں تو نبی کریم ﷺ منسرد ہیں  
برشی میں جو ہو چکی اور جو ہونے والی  
ہے ازل الازل سے ابد الابد تک،  
علیم ہیں علم خداوندی اور اس کی تعلیم  
سے اور یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے قول  
فلا یظہر علی غیبہ احد الا من  
ارتضیٰ الایۃ سے اور اللہ عزوجل کا قول  
انا ارسلنک شاہدًا مطلق ہے  
شہودوں شہود سے متشدد نہیں اور اللہ  
سجانہ کا قول لیكون الرسول  
علیکم شہیدًا مطلق ہے شہادت  
عامہ، جامعہ، محیطہ باحاطہ تامہ کے

عز من قائل انا ارسلتك  
 شاهدا مطلقا غير مقيد  
 بشهود دون شهود و قوله  
 سبحانه ليكون الرسول عليكم  
 شهيدا مطلقا بشهادة عامة  
 جامعة محيطه احاطة تامة  
 وقوله تعالى و علمك ما لم  
 تكن تعلم و كان فضل الله  
 عليك عظيما و لقوله صلى  
 الله تعالى عليه وسلم علمني  
 ربي وضع يده بين كفتي  
 فانكشف لي ما كان و ما يكون  
 و علمت علم الاولين و الاخرين  
 رواد صاحب اصح الكتب بعد  
 كتاب الله اللهم صل عليه وسلم  
 و على اله و صحبه عند

ساتھ اور اللہ کا قول "و علمک  
 ما لم تكن تعلم و كان فضل  
 الله عليك عظيما" اور فرمان  
 نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "علمنی  
 ربي..... الحديث" یعنی مجھے  
 میرے رب نے علم عطا فرمایا اپنے  
 دست قدرت کو میرے دونوں  
 شانوں کے درمیان رکھا تو مجھ پر  
 منکشف ہو گئی ہر وہ چیز جو ہو چکی  
 اور جو ہونے والی ہے اور مجھے  
 اولین و آخرین کا علم عطا کیا گیا"  
 اسے صاحب اصح کتب بعد کتاب  
 اللہ نے روایت کی ہے۔  
 اے اللہ اپنے کلمات اور اپنی  
 مخلوق کی تعداد کے برابر جو تجھے  
 پسند ہو عرش جیسا عظیم المرتبت



خلاق و رضی نفسک و  
 زنة عرشک و مداد کلماتک  
 دائی اور مقبول درود و سلام اپنے  
 نبی پر اور ان کی آل و اصحاب پر  
 نازل فرما جس سے ان کا حق  
 صلاۃ دائمة مقبولة تودی  
 بہا عنہ حقہ کما تحب و  
 ہماری طرف سے اس طور پر ادا  
 ترضی فقط۔ ہو جائے جو تجھے محبوب و پسند ہو۔

وانا العبد المذنب الاواء ابو الذکاء سراج الدین

JANNATI KAUN?

محمد سلامة الله شاه عفا الله عنه ما جناہ

بحرمة سيد الثقلين وسيلتنا في الدارين اعظم گڑھی اسلام

فودی و طنا رامپوری اقامۃ حنفی مذہباً نقشبندی مجددی مشرباً

تصدیق: حضرت علامہ محمد اعجاز حسین رامپوری

تحیف نے رسالہ ”ضروری سوال“ کو دیکھا قنوت فی النازلہ پڑھنے پر اکثر

شروح متون کتب فقہ حنفی کا اتفاق ہے اس کی مخالفت کرنا مصنف صاحب رسالہ مذکور کو

مناسب نہیں قنوت نازلہ ذبح ہر قسم کی آفت اور مصیبت کے واسطے پڑھنا جائز ہے جیسا

کہ مجیب مصیب نے بطرز عمدہ تحریر فرمایا و اللہ در المجیب محمد آتی بجواب عجیب

واللہ سبحانہ اعلم بالصواب۔

العبد محمد اعجاز حسین رامپوری

تصدیق: حضرت علامہ محمد عبدالغفار خاں رامپوری

بمقتضائے تصریح شارحین فقہائے حنفیہ قنوت نازلہ جائز ہے "ضروری سوال"

کی تحریروں میں غلطیاں کھلی ہوئی موجود ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبدالغفار خاں

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد ظہور الحسنین رامپوری

ما تفوه به صاحب ضروری یعنی صاحب "ضروری سوال" نے

السؤال ليس الاخذ عبيلا

يتضمن مخالفة الجماهير

واباطيلا فله در رد المجيب

حيث اصاب في الرد واتى

بجواب فصل فيه تفصيلا

وعول فيه على المرويات

عن جماهير الفقهاء وائمة

الحديث تعويلا و يوافقه ما

قال في الدر المختار (ولا يقنت

لغيره الا لنازلة فيقنت الامام

جو کچھ کہا ہرگز ماننے کے قابل نہیں

کیوں کہ وہ جمہور کی مخالفت اور

بطلان پر مشتمل ہے تو اللہ ہی کے

پاس ثواب ہے مجیب کے رد کرنے

کا کہ انھوں نے درست رد کیا

اور منصل جواب دیا اور اس میں

انھوں نے مدد لی جمہور فقہاء اور

محدثین سے مرویات پر اور یہ

موافق ہے اس کے جو "در مختار"

میں کہا (قنوت نہیں پڑھی جائے

گی مگر نازلہ کے وقت تو امام قنوت  
 پڑھے گا جہری نمازوں میں اور یہ  
 بھی کہا گیا کہ تمام نمازوں میں اتنی اور  
 علامہ شامی نے ”ردالمحتار“ میں ۱۰۰۰۰  
 کے قول النازلہ کے تحت کہا  
 صحاح ستہ میں کہا کہ ”نازلہ زمانے  
 کی سختیوں میں سے ایک سختی ہے“  
 اور اس میں کوئی شک نہیں کہ طاعون  
 سخت تر بلاؤں میں سے ہے ایشاد اور  
 ۱۰۰۰۰ کے قول بیقنت الامام انخ کے  
 کے تحت کہا کہ ”اس کی موافقت کی  
 ہے بحر اور شرنبلالیہ میں شرح ”نقائے“  
 اور ”غایہ“ سے کہ اگر مسلمانوں پر  
 کوئی مصیبت نازل ہو تو امام جہری  
 نمازوں میں قنوت پڑھے اور یہی قول  
 امام ثوری اور امام احمد کا ہے اور یونہی

فی الجہریۃ و قیل فی الكل  
 انتہی قال العلامة الشامی  
 فی رد المحتار قوله الالنازلة)  
 قال فی الصحاح النازلة  
 الشدیدة من شدائد الدهر  
 ولا شک ان الطاعون من  
 اشد النوازل اشباه قوله  
 بیقنت الامام الخ یوافقہ  
 مافی بحر و الشرنبلالیۃ  
 عن شرح النقایۃ عن الغایۃ  
 وان نزل بالمسلمین نازلة  
 قنت الامام فی صلاة الجہر  
 وهو قول الثوری و احمد  
 و کذا مافی شرح الشیخ  
 اسمعیل عن البناۃ اذا  
 وقعت نازلة قنت الامام

فی الصلاة الجهرية لكن  
 فی الاشباه عن الغایة  
 قنت فی صلاة الفجر  
 یزیده ما فی شرح المنیة  
 حیث قال بعد کلام  
 فتكون شرعیه فی النوازل  
 مستمرة وهو محمل  
 قنت من قنت من الصحابة  
 بعد وفاته صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم وهو مذهبنا  
 وعلیه الجمهور قال  
 الحافظ الطحاوی انما  
 لا یقنت عندنا فی صلاة  
 الفجر من غیر بلیة فان  
 وقعت فتنة او بلیة فلا باس  
 به فعلة رسول اللہ صلی

شیخ اسماعیل انما شرح میں "بنایہ" سے  
 ہے کہ جب کوئی مصیبت نازل ہو  
 تو امام (تمام) جہری نمازوں میں  
 میں قنوت پڑھے لیکن "اشباہ" میں  
 ہے کہ صرف نماز فجر میں قنوت پڑھے  
 اور اسی کی تائید شرح "منیہ" میں ہے  
 چنانچہ کچھ کلام کے بعد کہا کہ نوازل  
 میں قنوت پڑھنے کی مشروعیت  
 مستمر ہے اور یہی قنوت پڑھنے کا محمل  
 ہے جس کو صحابہ نے سرکار دو عالم  
 ﷺ کے وصال مبارک کے بعد پڑھا  
 اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر  
 جمہور ہیں، حافظ الشان طحاوی نے  
 فرمایا کہ ہمارے نزدیک قنوت نہیں  
 پڑھی جائے گی نماز فجر میں بغیر مصیبت  
 کے تو اگر کوئی فتنة یا بلا نازل ہو تو

اللہ علیہ وسلم واما القنوت  
 فی الصلوات کلها للنوازل  
 فلم یقل به الا الشافعی  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ وهو  
 صریح فی ان القنوت للنوازل  
 عندنا مختص بصلاة الفجر  
 دون غیرها من الصلوات  
 الجهریة او السریة انتھی  
 مختصراً واللہ تعالیٰ اعلم.

قنوت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں کہ  
 رسول اللہ ﷺ نے ایسا عمل فرمایا ہے  
 اور رہا قنوت کا پڑھنا تمام نمازوں  
 میں تو اسے نہیں کہا مگر امام شافعی رحمہ اللہ  
 نے اور وہ صریح ہے اس بات میں  
 کہ قنوت نازلہ کے وقت ہمارے  
 نزدیک خاص ہے نماز فجر میں نہ کہ  
 تمام سری و جہری نمازوں میں انتھی  
 مختصراً واللہ تعالیٰ اعلم (فاروقی)

وانا العبد المفتاق الی زافة رب المشرقین

محمد ظہور الحسین عفی عنہ فی الدارین

للمدرس للدرجة الثانية فی المدرسة العالیة

الواقعة فی الریاسة الرامفوریة

تصدیق: حضرت علامہ خواجہ احمد صاحب رامپوری

الجواب صحیح والمجیب یعنی جواب صحیح ہے اور مجیب کامیاب

مصیب وائراد نجیح و اور رد کرنے والا درست ہے اور

ضروری سوال مردود      ”ضروری سوال“ مردود و قبیح ہے اور  
 وقبیح و کاتبہ مغالط صریح      اس کا لکھنے اور سرتح دھوکے باز ہے  
 واللہ تعالیٰ اعلم.      واللہ تعالیٰ اعلم. (فاروقی)

العبد خواجہ احمد عفی عنہ

تصدیق: حضرت علامہ ارشد علی صاحب رامپوری

بلاشبہ قنوت واسطے کسی حادثہ عظیم مثلاً وبا وغیرہ ہے جائز ہے ”درالمختار“ اور اس  
 کے حاشیہ ”ردالمختار“ میں پوری تصریح موجود ہے اس کے خلاف جو کوئی قول کرے سراسر  
 باطل اور مخالف جماہیر فقہاء کے ہے:

کما فی الدر المختار ولا      یعنی جیسا کہ ”درمختار“ میں ہے کہ:  
 یقنت لغيره الا لنازلة      قنوت نہیں پڑھی جائے گی مگر کسی  
 وفی حاشیتہ ولا شک      منسبت کے وقت اور اس کے حاشیے  
 ان الطاعون من اشد      میں ہے کہ: کوئی شک نہیں کہ طاعون  
 النوازل اشیاہ.      سخت تر بلاؤں میں سے ایک ہے.

اور وقت قرأت عند الحنفیة صلاة فجر ہے:

کما قال فید و هو صریح فی      یعنی جیسا کہ اسی (درمختار) میں فرمایا  
 ان القنوت للنازلة عندنا      کہ نازلہ کے وقت قنوت پڑھنا ہمارے  
 مختص بصلاة الفجر دون      نزدیک خاص ہے نماز فجر میں نہ کہ

غیرها من الصلوات الجهریة  
 والسریة لعلہ تعالیٰ اعلم۔  
 تمام سری اور چہری نمازوں میں الخ  
 واللہ تعالیٰ اے۔ (فاروقی)

العبد محمد ارشد علی عفی عنہ

مدرس مدرسہ عالیہ واقع رامپور

تصدیق: حضرت علامہ رکن الدین مبارک اللہ

بیشک قنوت پڑھنا کسی حادثہ عظیم میں موافق مذہب محدثین و فقہا جائز ہے تغلیط

”ضروری سوال“ کی اہل تحقیق کو ضروری اور اظہار ناقابلیت مصنف رسالہ مذکور کا

صاحب علم کامل کو قابل قبول و منظوری واللہ تعالیٰ اعلم

العبد ابو المعالی رکن الدین محمد المدعو

بمبارک اللہ عفا اللہ عنہ پیپلسانوی مراد آبادی

تصدیق: حضرت علامہ مفتی عبدالباقی لکھنوی

حقیقت میں ائمہ حنفیہ کی تحقیق قنوت فجر نزول نازلہ میں مختص بنا زلہ دون

نازلہ نہیں بلکہ طاعون و وبا و دیگر نوازل کو بھی شامل ہے اور نا اہلوں کو فتویٰ دینا ناجائز

ہے واللہ تعالیٰ اعلم

نمفہ خادم العلماء تراب اقدام العرفاء الحفیر

محمد عبد الباقی حفہ اللہ بلطفہ نیوم التلاقی

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد عبدالمجید لکھنوی

واقعی علمائے حنفیہ کے نزدیک نماز فجر میں قنوت مخصوص بفقہ و فساد غیر طاعون  
ووباء نہیں ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے اور نا اہل کو فتویٰ دینا درست نہیں  
واللہ اعلم بالصواب حررہ .

ابوالغناء محمد عبدالمجید غفرلہ اللہ الوحید  
تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد قیام الدین صاحب  
اصاب المجیب واللہ تعالیٰ اعلم

حردۃ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ  
تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد عبدالحمید لکھنوی

لا شک ان القنوت لیس	یعنی بلاشبہ قنوت ہمارے نزدیک
مشروعا عندنا فی الفجر	مشروع نہیں مگر جب کوئی مصیبت
الا اذا نزلت نازلة کالطاعون	نازل ہو جیسے طاعون وغیرہ بے
وغیرہ فان الامام حینئذ	شک امام کا ایسی صورت میں قنوت
یقنت فی الفجر خاصة کما	پڑھنا خاص ہے جیسا کہ اس کی
فصلہ فی الاشباہ والنظائر	تفصیل "اشباہ و النظائر" میں ہے
کما لا ینحفی علی اولی	اور اہل نظر پر پوشیدہ نہیں اور فتویٰ
البصائر ولا یجوز الافتاء	دینا اس کو جائز نہیں جو اس کا اہل



لمن ليس اهلا له فقد قال  
 النبي المختار و سيد الاخيار  
 صلى الله تعالى و تبارك  
 وسلم و بارك عليه و على  
 اله و صحبه اناء الليل و النهار  
 اجرائكم على الفتيا اجرائكم  
 على النار و الله اعلم و  
 حكمة احكم.

نہیں بے شک نبی مختار سید اخیار  
 صلی اللہ تعالیٰ و تبارک و سلم و بارک  
 علیہ و علی آلہ و صحبہ اناء اللیل و النهار  
 بنے فرمایا کہ: تم میں سے جو فتویٰ  
 دینے پر زیادہ جری ہے وہ جہنم  
 میں جانے پر زیادہ جری ہے اور اللہ  
 ہی زیادہ جاننے والا اور اسی کا حکم  
 زیادہ حکمت والا ہے۔ (فاروقی)

حرره الفقير الحفیر الاثیر المنیب الی الرب الحکیم الحلیم  
 خادم العلماء و العرفاء ابو الحامد محمد عبد الحمید

غفر الله ذنوبه و ستر عيوبه بفضلہ المزید  
 تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد عبد العلی لکھنوی

اس میں کچھ شک نہیں کہ مصنف پرچہ ”ضروری سوال“ علوم دینیہ کی استعداد  
 اور فہم فتویٰ نویسی کے سواد سے بالکل بے بہرہ اور خالی ہے بلکہ رندلا ابالی ہے نہ اس کا علماء  
 میں شمار نہ منشیوں میں اعتبار نہ اس کی تحریر و تقریر معقول نہ اس کی توبہ مقبول ہے  
 ہمانا توبہ زین توبہ کہ باطن کفر و ظاہر دین  
 درون تصدیق شرک حق برون قرار توحید سے

پس جو کچھ اس کے حق میں مفتی لبیب نے تحریر فرمایا مقرون بظنواب ہے اور  
مستند بسنت و کتاب ہے واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد الایسی الایسی محمد عبد العلی المدراسی  
ثم الکنوی المصحح لاصح المطابع الواقع فی مجموعہ  
نگر لکنوی تجاوز اللہ عن ذنبہ الصوری والمعنوی  
تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد ہدایت رسول لکنوی  
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین و  
شفیع العاصین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد! قادر مطلق متلب  
القلوب خدا ہدایت خواہ لعنت کرے ہمارے اوندھی کھوپڑی بے نور آنکھوں والے کسی  
القلب ابلیس طینت خود سرو ہابیہ حضرات پر بیچ تو یہ ہے کہ ان بزرگوں کے دم سے بھی  
دنیا میں عجب چہل پہل ہے تجربہ کاروں کا مقولہ ہے کہ جس سرزمین پر اس طائفہ شریفہ  
سے کوئی بزرگ نحوست افزا ہیں وہاں میاں ڈاکٹر ایل ایل ڈی سی ایس آئی سر عزازیل  
خان بہادر علیہ ماعلی النیاچر کی چنداں ضرورت نہیں ان کے ہتھکنڈے ان کے داؤ بیچ  
کچھ ایسے موثر ثابت ہوئے ہیں جن کے سوچنے سمجھنے کیلئے ڈاکٹر سر ابلیس خان بہادر کو  
بھی کچھ وقت چاہیے۔

ان حضرات کی ادنیٰ توجہ اور سرسری کوشش کا نتیجہ جماعت اسلام میں تفرقہ، بزرگان دین اور سلف صالحین پر لعن طعن، انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں گستاخی، اصحاب اخیار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دعویٰ برابری، اولیائے کاملین و عرفائے واصلین کی حضور میں خطاب بدعتی، فضلائے معاصرین کے لئے تحفہ سب و شتم و ہدیہ مغالطات، ائمہ مجتہدین و حامیان دین متین کی خدمت میں صدہا صلوات، جہاں اپنا کام چلتا اور مطلب نکلتا دیکھا وہاں ایک سڑیل سے جاہل کو غوث الاعظم اور قطب عالم، خدائے جبار سے ہاتھ ملا کر باتیں کرنے والا انبیاء علیہم السلام سے افضل صحابہ رضی اللہ عنہم سے اعلیٰ بنا دینا اور جہاں نفسانیت و الحاد کا کفش خوار بھوت ان بزرگوں کے سر بے مغز پر سوار ہوا وہاں اولوالعزم انبیاء بلکہ محبوب کبریا علیہم التحیۃ و الثناء کو ”بڑا بھائی“ بلکہ ”خطر ساں چیرا سی“ اور راسخ العقیدہ دین دار مسلمانوں کو مشرک و جہنمی فرما دینا، پھر ان ابلسی عقائد میں جو کچا رہا وہ نکھوڈ لیل سا وہابی ہو اور جو ادھ کچرا اور پہلوں سے زیادہ بے غیرت بندہ نفس نکلا وہ غیر مقلد بنا اور جو بے دین و آزاد مشربی میں ان دونوں سے دس جوتے آگے بڑھ گیا وہ پکا دشمن اسلام کٹا نیچری ٹھہرا، یہ وہ کارستانیاں ہیں جن میں ڈاکٹر سر ابلیس خان بہادر سید ناباوا آدم علیہ السلام کے زمانے سے چٹ لنگوٹ کس کس کر زور لگا رہے تھے۔

خصوصاً تیرہ سو سال اس طرف تو تمام ابلسی خاندان اور اس کی سرکار سے

تو صل رکھنے والے مذکورۃ الصدر معاملات میں ہمہ تن مصروف و مستغرق تھے مگر کشود کار

جیسا کہ چاہیے میسر نہ تھا یعنی کسی معتقد رسالت نے اپنے مقدس و بزرگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پاک و تبرکات اشرف سے بت وغیرہ قرار دیکر گستاخی و شرارت نہیں کی تھی اس کے خوش نصیب و خدا دوست ہم نشین و حواریوں کو باوجود اعتقاد ہم نشینی کے بدعتی نہیں کہا تھا، سو بارہویں صدی کے نجدی و ہندی وہبڑوں نے ۱۱۰۰ھ

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

مصدق صحیح بن کر اس ناشائستہ و لعنتی کام میں اپنے ازکار رفتہ اور بوڑھے خرانٹ جدا مجد کا جیسا کہ ایک ہونہار بیٹے کو چاہیے خوب ہاتھ بٹایا اور امت مرحومہ کے گمراہ کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ فرمایا، اس عزازلی طائفے کو رد و قبول حق سے بھی چنداں بحث نہیں بلکہ مطلب دلی و مقصود اصلی ان اعداء الدین کا صرف جماعت حضرات اہل سنت میں نفاق پیدا کرانا اور وارثان علم دین و ناسبان حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے معائب و قبائح شائع کر کے دشمنان لعین کو ہنسوانا، اپنے حلوے مانڈے درست کرنے اور باؤ لے گاؤں میں اونٹ بننے کو تمام اہل سنت سے ڈیڑھ اینٹ کی جدا چننا ہے، جیسا کہ اس طائفہ مخذولہ قاتلہم اللہ کے گروگنڈال ماضی و حال کی نفاق و شرارت انگیز تحریروں سے ظاہر ہے۔

چونکہ ان اشقیاء کے مورث اعلیٰ و اتالیق اولیٰ نے ان ظالموں کو یہ پٹی پڑھادی ہے کہ میاں اپنی غرض نکالنے اور دنیا کے ٹھگنے کو جیسا دلیس دینا بھیس کر لیا کرو! اور مناسب وقت بہرہ پ بھر لیا کرو لہذا ہر موقع پڑنی جون بدل لینا اس ڈاکٹر سرابلیس خانی

فرقے کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے چنانچہ لقب وہابی پر اس طائفے کے نباش اول کو بڑا ناز تھا اور ہر ایک دمباز کے لب پر یہ مصرع باسوز و گداز تھا۔

وہابی کے معنی ہیں رحمن والا

مگر جب اس منحوس و مفسد لقب پر لے دے شروع ہوئی تب ان راندہ درگاہ حضرات نے دوسری جون بدلی جس میں ایک جدید لقب تراشا یعنی اپنے کو موحد و اہل حدیث و عامل بالحدیث و محمدی اور خدا معلوم کیا کیا مشہور فرمایا، آخر تیسرے نمبر پر انہیں پہلے دیوتا کی دم سے ایک اور نیم گڈام صاحب تحقیقات جدید کا بگل پھونکتے اور نئی روشنی کا لیمپ دکھاتے ہوئے نکلے جو بظاہر گو نباش اولی کا دم بھرتے تھے مگر الحاد و تزندق، کفر و تدہر میں اپنے پیشروں سے کئی جوتے بڑھے ہوئے رہے۔

عقائد اہل سنت پر بڑے زور شور سے حملے ہونے لگے، صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ڈالی ہوئی بنیادیں کھودی جانے لگیں، یاران رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سردارن امت رحمہم اللہ تعالیٰ کو بدعتی و اہل ہوا کے خطاب عطا ہوئے، صوفیائے کرام کو ضال و مضل اور فقہائے عظام کو دشمن کتاب و سنت اور مقلدین مذہب معین کو مشرک فی النبوة وغیرہ قرار دیا گیا، حضرت شیخ اکبر و مولانا رائے رازی و فاضل غزالی ایسے بے نظیر محققین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مویشگافیوں پر ٹھٹھے لگائے اور قہقہے اڑائے جانے لگے، کلام ربانی کی تفسیر کنار یورپ قاتلہم اللہ و غضب اللہ علیہم کے مسلک پر ہونے لگی۔

الغرض حاصل اس ابلیسی کدو کاوش کا یہ تھا کہ جب اہل طرح ہو سکے مسلمانوں میں  
فتنے کی آگ بھڑکائی جائے اور ان کے مقدس و پر نور دلوں سے عظمت اسلام کو حرف غلط  
کی طرح مٹا دیا جائے۔

چنانچہ جو حضرات ہمارے دعوے کا ثبوت چاہیں وہ ہمارے توبہ شکن دہنی  
صاحب کے ”ضروری سوال“ کو ملاحظہ فرمائیں اس میں بطور مشتمل نمونہ از خروار کے  
یہ باتیں قریب قریب سب یا اکثر ملیں گی اس میں دھوکے باز محقق صاحب نے قنوت  
نجر کو مخصوص بفتنہ و فساد کفار فرمایا ہے اور طاعون وغیرہ کے بارے میں بڑے شد و مد  
سے انکار کیا ہے پھر یہ شوخی و پیمائی اس پر اور بھی غضب ہے کہ حضرات مجوزین سے  
توبہ و استغفار طلب ہے، محقق صاحب نے صرف اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اس جگہ پر اپنے  
حمار طبع کو کچھ ایسا سرپٹ چھوڑ دیا کہ فقہائے عالی مقام احناف کو کذب و بہتان کی  
طرف بھی منسوب کر دیا، صفحہ ۵۷ میں اور بھی غضب ڈھایا ہے کہ ائمہ شافعیہ مالکیہ  
رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال کو صاف صاف ضلالت و فی النار کا مصداق ٹھہرایا ہے، واو  
جناب شیخ نجدی صاحب واہ۔

این کاراز تو آید و شیطان چین کنند

پھر صفحہ ۱۰۱ میں تو زید صاحب نے ”اشباہ“ کی عبارت نقل کر کے اپنی جان کو اور  
بھی آفت خریدی لطف یہ کہ جب کچھ بنتے اور کام چلتے نہ دیکھا تو اس میں تصرف بیجا کی

ٹھہرائی اور طاعون میں ایک نئی ترکیب گڑھ کرقنوت کو ثابت کر دیا جو سراسر زید صاحب کی منشا کے خلاف تھا۔ ﷺ

تخالف ہو تو ایسا ہو تجاہل ہو تو ایسا ہو

یہ ”ضروری سوال“ کے تین چار مقام کی ضروری کیفیت تھی جو بطور نمونے کے بیان ہوئی باقی اسی قیاس پر خیال کن زگلستان او بہارش را، مگر محالست کہ ہنرمندان بمیرند و بے ہنراں جائے ایشان گیرند

کس نیاید بزرگ سایہ بوم

ور ہما از جہان شود معدوم

گو اسلام کے حامی اور مسلمانوں کے سچے خیر اندیش، قوم کے باخبر پاسبان اس وقت ایک کمزوری و بے کسی کی حالت میں ہیں مگر اللہ الحمد کہ ان کا حمایتی تو نہایت قوی قول کا سچا زبردست حکمت والا ہے وہ حسب وعدہ ضرور اپنے محبوب کے پاک دین کی حمایت و حفاظت فرمائے گا اور اس کو کامل و مضبوط کرے گا گو دشمن اس کو کیسا ہی مکروہ کیوں نہ رکھیں:

وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ.

یعنی اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے

برامائیس کافرین (کنز الایمان)

الکافرُونَ.

خداوند کریم کا کروڑ کروڑ احسان ہے کہ اس گئے گزرے پر آشوب زمانے میں

بھی دشمنان دین کے ٹکڑے اڑانے کو محمدی کچھار کے وہ غلاماں شیر موجود نہیں جن کے قیامت تک قائم و غالب رہنے کا مشردہ سلطان عالم حضرت مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان مقدس اور برگزیدہ الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے:

”لا یزال طائفۃ من امتی ظاہرین حتی یأتیہم امر اللہ“

یعنی ہمیشہ ایک جماعت میری امت میں سے ظاہر ہوتی رہے

گی یہاں تک کہ ان کے پاس اللہ حکم آجائے۔ (فاروقی)

الحمد لله على احسانه کہ حضرت مجیب مصیب حامی سنت ماحی

بدعت قاصح اساس لاندہاں جناب خیر و برکت مآب مولانا مولوی حامد رضا خان

صاحب دام فیضہ خلف الرشید و فرزند سعید مخدوم الانام، حجتہ الاسلام، افضل المحققین، فخر

المتقدمین، تاج العلماء سراج الفقہاء، خاتم المحدثین، سند المفسرین، جامع علوم ظاہری و

باطنی، واقف حقائق خفی و جلی، صاحب حجت قاہرہ، مجدد مائتہ حاضرہ، عالی جناب مولانا

المولوی احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی مدظلہم العالی کی ذات بابرکات کو اللہ رب

العزۃ جل جلالہ نے اپنے مقدس محبوب کی پیشین گوئی کے مطابق اسی مقدس و مظفر

طائفے سے بنایا ہے جس کا نیزہ قلم ذوالفقار حیدری اور جس کے جج باہرہ و براہین قاطعہ

معجزات احمدی کا جلوہ دکھا رہے ہیں۔

خداوند قدیر اس محمدی پہلوان اور حنفی شیر کو مقدس اہل سنت کے سروں پر سایہ



انگن اور سلامت رکھے، جس کے نام سے شیاطین انس کے پر جلتے اور دشمنان اہل سنت کے دم نکلتے ہیں پس جو کچھ اس خدا کے شیر نے تحریر فرمایا ہے وہ سراسر حق و بجا ہے، اس پر عمل ضروری اور انحراف خسران ابدی ہے اور زید بے قید سرآمد جہاں ہے تحریر اس کی حماقت و تزندق سے مالا مال ہے اس کے قول پر عمل کرنا ابلیس کی روح کو شاد اور دین کو برباد کرنا ہے، جب تک یہ خزانہ بزرگ تو بہ نہ کرے مسلمان اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں واللہ تعالیٰ اعلم

حردۃ العبد العاجز خادم علمائے اہل سنت  
محمد ہدایۃ الرسول لکھنوی صانہ اللہ

تعالیٰ عن شر کل شقی

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ صاحب پٹنوی

مجھ کو اپنے جوان صالح فخر امثال مفتی و فاضل عالم بے ہمتا، علامہ بیکتا حضرت

مولانا مولوی حامد رضا خان صاحب خلف اشرف مخدوم و مہاشی مجدد وقت حضرت اقدس

مولانا عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان صاحب مدظلہ و دامت برکاتہ کی مقدس تحریر کے حرف

حرف سے اتفاق ہے اللہ جل جلالہ اس رئیس ملت اور مقتدا و مرشد اہل سنت کو دارین

میں جزائے خیر عطا فرمائے آمین ہندوستان میں کس اہل علم کو یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ

اس سلطان الفقہاء کے مقابلے میں قلم اٹھا سکے افسوس ہے دشمن اسلام زید بے قید کے

حال پر جس شقی و بد بخت کی وہ تحریر ہو جس کا رد حضرت مولانا ایسے یکتائے روزگار تبحر کو  
 لکھنا پڑے ان شامت زدہ وہابیہ کا تو یہ مسلک ہے کہ: ﴿

بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

ان اشقیاء کو خدا کا ڈرا اور مخلوق کی شرم تو ہے نہیں بلکہ ڈیڑھا اینٹ کی جدا چھنے  
 سے مطلب ان کا صرف عوام اہل اسلام کو گمراہ کرنا اور اپنا نام جتاننا ہے، جو آرزو  
 خلاف اہل حق کے ہوگی ان شاء اللہ العزیز کبھی پوری نہ ہوگی الحق یعلو ولا یعلیٰ  
 واللہ تعالیٰ اعلم .

خاکسار محمد عبد اللہ

سابق مدرس اعلیٰ مدرسہ اہل سنت پٹنہ بخشی محلہ

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد نجم الدین دانا پوری

الحمد لله الذي جعل العلماء

ورثة النبیین و ادبہم فاحسن

تادیبہم فجعلہم حجج الدین

و اسس بہم عمارات الدین

الهدی و افشایہم انوار البدر

الذی طلع من ام القرى فی

یعنی تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے  
 جس نے علماء کونبیوں کا وارث بنایا  
 اور انھیں عمدہ ادب سکھایا اور انھیں  
 دین کی حجت بنایا اور انھیں سے دین  
 کی عمارتوں کی بنیاد رکھی اور انھیں  
 کے ذریعہ انوار بدر کو ظاہر فرمایا جو مکہ

ليلة اسودت فوائبها العظمى  
 فهم من آيات ربهم الكبرى  
 والشرع المتين و استاصل  
 بهم الطائفة الضالة القديمة  
 والجديدة من النجدية و  
 البوهابية والنيجرية والندوية  
 ومن اهل الهوى واعداء  
 الدين والصلاة على الرسول  
 الذى علم علم الاولين و  
 الآخريين وعلی الہ واصحابه  
 الذى سعلو فى مناهج الصدق  
 وبلغوا معارج الحق واليقين .  
 اما بعد! فاعلموا يا معشر  
 المسلمين من اهل السنة  
 والجماعة ان ما افاد الفاضل  
 ابن الفاضل امام اهل السنة  
 معظمه سے طلوع ہوا اس رات میں  
 جس کے گیسوئے دراز سیاہ ہو گئے  
 تھے تو وہ اپنے رب کی اور شرع مبین  
 کی بڑی نشانیوں میں سے ہیں اور  
 اللہ نے ان کے ذریعہ اکھاڑ پھینکا  
 فرقہ قدیمہ و جدیدہ میں سے نجدیوں  
 وہابیوں، نیچریوں ندویوں کو اور ان  
 کو جو اہل ہوا اور دشمنان دین ہیں  
 اور درود و سلام ہو اس رسول پر جنہیں  
 اللہ نے اولین و آخرین کا علم عطا  
 فرمایا اور ان کے آل و اصحاب پر جو  
 کامیاب ہوئے سچائی کے راستے  
 میں اور حق و یقین کے عروج کو پہنچے  
 اما بعد! توجان لو اے مسلمانان  
 اہل سنت و الجماعۃ بے شک جو افادہ  
 فرمایا فاضل ابن فاضل امام اہل

البریلوی سلمہ اللہ تعالیٰ  
 بالبرکات والحسنات حق  
 وصحیح موافق بالکتاب  
 وسنة سيد المرسلين لا  
 ينكره الا من انكر الدين  
 كيف لا وتحقيقات  
 الفهقاء وتصريحات  
 المحدثين دالة على ان  
 القنوت ثابت عند النوازل  
 سيما عند الطاعون لانه من  
 اشد النوازل كما بينه المجيب  
 الفاضل بالتحقيق والتفصيل  
 من كتب المحققين وما زعم  
 المصنف للسؤال الضروري  
 فهو باطل جدا وهل هو الا  
 جهل او افتراء على المذهب  
 المبين لا يجوز له الافتاء

سنت بریلوی سلمہ اللہ تعالیٰ بالبرکات  
 والحسنات نے وہ حق اور صحیح ہے  
 موافق کتاب اللہ اور سنت رسول  
 اللہ ہے، اس سے انکار نہ کرے  
 گا مگر وہ جو منکر دین ہے، کیوں نہ  
 ہو تحقیقات فقہاء اور تصریحات  
 محدثین اس بات پر دال ہیں کہ  
 قنوت عند النوازل ثابت ہے خاص  
 کر طاعون کے وقت کہ وہ سخت  
 تر بلاؤں میں سے ہے جیسا کہ  
 فاضل مجیب نے کتب محققین سے  
 تحقیق و تفصیل کے ساتھ بیان  
 فرمایا اور جو مصنف "ضروری سوال"  
 نے گمان کیا وہ باطل محض ہے اور وہ  
 جہالت ہے اور مذہب مبین پر  
 افتراء ہے اس کے لئے فتویٰ دینا  
 جائز نہیں اور نہ ہی لوگوں کے لئے

ولیس للناس ان يعدوه من جائز کہ وہ ایسوں کو مفتیوں میں شمار  
المفتیین واللہ تعالیٰ اعلم کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فاروقی)

کتبه العبد المعتصر بحبل اللہ المتین

محمد نجر الدین الدانا فوری صانه اللہ عن

الشر المعنوی والصوری مدرس مدرسہ اہل سنت پٹنہ  
تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد وحید فریدی عظیم آبادی

الحمد لولیه والصلاة علی یعنی تمام تعریفیں لائق حمد (اللہ) کو اور

أهلها هذا هو عين التحقيق درود و سلام ہو اس کے اہل (حضور

وما سواہ باطل سحیق فقد پر، یہی تحقیق کا چشمہ ہے اور اس

اصاب من اجاب و من انکر کے سوا باطل محض ہے تو وہ کامیاب

فقد خسر و خاب بلا شک ہوئے جنہوں نے جواب دیا اور جس

وارتیاب واللہ اعلم بالصدق نے اس سے انکار کیا وہ بلا شک و شبہ

والصواب و عینہ حسن خائب و خاسر ہو اور اللہ صدق و صواب

الثواب والیہ المرجع والمآب زیادہ جانتا ہے اسی کے پاس بہتر ثواب

الراجی رحمة ربہ الوهاب ہے اور وہی مرجع و مآب ہے، اپنے

رب و ہاب کی رحمت کا امیدوار...

خادم السنۃ و اہل السنۃ عبد الصدیق محمد وحید

الحنفی الفردوسی العظیم آبادی ناظر النحنة الحنفیہ ومہتمم مدرسۃ الحنفیہ

## تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد عبدالواحد قادری پٹنوی

بِسْمِ اللّٰهِ حَامِدًا وَمُصَلِّيًا

اما بعد! رفع طاعون و وبا کے لئے قنوت جائز ہے کیوں کہ بحر الرائق و فتح القدر  
 ورد المختار وغیرہا کتب معتمد علیہا میں مطلقاً نازلہ کے وقت قنوت کو مشروع لکھا ہے کسی  
 خاص فتنہ و مصیبت کی قید نہیں پس طاعون بھی اس میں داخل ہے چنانچہ صاحب الاشباہ  
 والنظائر نے اس امر کی تصریح فرمادی ہے کہ طاعون سخت ترین مصائب ہے انہی میں  
 زید کا رفع طاعون و وباء کے لئے قنوت ماننے کو کذب و بہتان بتانا اس کے کمال علم  
 دیانت پر یا یوں سمجھئے کہ جہالت و سفاہت و بددیانتی پر دلالت کرتا ہے حق تعالیٰ اس کو  
 توفیق توبہ نصوح عطا فرمائے آمین!

کتبہ ابوالاصنیاء محمد عبدالواحد قادری مجددی

## تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد نبی بخش عظیم آبادی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نعیم تعریف کرتے ہیں اللہ کی اور اسی	نحمد اللہ وبہ نستعین و
سے مدد چاہتے ہیں اور ہم درود و سلام	نصلى على رسولہ خاتم
بھیجتے ہیں اس کے رسول خاتم النبیین	النبیین و على آلہ اصحابہ
پر اور ان کے تمام آل و اصحاب پر	اجمعین اما بعد! فان القنوت
لما بعد! بے شک نماز فجر میں قنوت	فی صلاة الفجر لرفع الطاعون

جائز کماحقہ الفاضل  
البریلوی فللہ درہ حیث  
حق الحق و ابطال الباطل  
واللہ اعلم بالصواب والیہ  
المرجع و الماب .

جائز ہے رفیع طاعون کے لئے جیسا کہ  
مجیب فاضل بریلوی نے ثابت فرمایا تو  
اللہ ہی کے پاس کا ثواب ہے جس نے  
حق کو حق اور باطل کو باطل کیا اور درست  
اللہ ہی زیادہ جانتا ہے وہی مرجع و ماب ہے

کتبہ ابو طاہر نبی بخش بہاری عفا عنہ الباری  
تقریظ و قطعہ تاریخ طبع اجتناب العمال عن فتاوی الجہال  
از نتائج طبع: ادیب اہلسنت حضرت علامہ محمد ضیا الدین صاحب  
حمد بیکراں اس باغبان گلزار کائنات کونہز اور جس نے اشجار گونا گوں اثمار  
بو قلمون کو استار مسطورہ سے نکال کر اظہار فرمایا اور تماشا اپنی نیرنگی قدرت و سب پرنگی بے  
چونی خالقیت کا دکھایا اور ہزاراں ہزار گہائے شکر اس صانع حقیقی کی ذات مستجمع جمیع  
صفات پر نثار کہ انسان ضعیف البنیان کو خلعت ” ولقد کرّمنا بنی آدم “ پہنایا اور تمام  
مخلوقات سے معظم بنایا اور نجات دُرودنا معدود اس سید المرسلین خاتم النبیین کے نذر جو  
پیدائش گلستان عالم کا باعث بنا اور سرتاج بنی آدم ٹھہرا۔

اسرار مکنون پروردگار کارازدار امور ماکان وما یکون پر خبردار خزانہ ارزاق تحت  
اختیار بلکہ کل اشیاء کا مختار، مالک حوض کوثر شافع یوم محشر غرض کہ وہ ایسا بشر کہ بشر اس کی  
درک کئے مابیت میں ششدر - ع

## بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یعنی اللہ درود و سلام بھیجے حضور پینچے پر	فصلی اللہ علیہ و علی الہ
اور ان کے آل کرام اور اصحاب	المنکرین و صحبہ المعظمین
عظام پر اور ان پر جنھوں نے احسان	و علی من تبعہم باحسان
کے ساتھ ائمہ مجتہدین باذین کی	من الائمة المجتہدین الباذین
پیروی کی اور ان پر جنھوں نے آیت	وسعہم فی استنباط الاحکام
اور سنت سید المرسلین سے احکام	من الآیة و سنة سید المرسلین
کے استنباط میں کوشش کی خاص کر	سیما علی امام الائمة سراج
امام الائمة سراج الامة امام اعظم	الامة الامام الاعظم و
ہمام اقدم الائم ابو حنیفہ تابعین کے	الہمام الاقدم الافخم ابی
سردار پر۔ (فاروقی)	حنفیة سید التابعین۔

اما بعد! خاتمہ دلفگار و نالہ کنناں صفحہ قرطاس پر اشکِ خونِ ریزاں کہ اسلام کی  
شگفتہ کلی مرجھا گئی پڑ مردگی چھا گئی، بادِ سموم لاندہ ہی اپنا پورا اثر دکھا گئی، آتشِ بددینی  
دینداری کی سرسبزی و شادابی کو جلا گئی، اب اسلام برائے نام باقی فرق باطلہ نے بیخ کنی  
شریعت ٹھانی، کوئی اس کے بھیس میں دنیا کماتا رہا سہانا نام مٹاتا کوئی دامِ جہل مرکب  
میں پھنسا اس سے ہاتھ دھویا کسی پر خباثت باطنی خواہش نفسانی غالب آئی، اپنی نشست



علیحدہ بنائی، کسی نے صلحاء و ابرار خاصانِ کردگار بلکہ اخص الخواص محبوب پروردگار شفیع روز شمار سے دشمنی پیدا کی، اپنی عاقبت بگاڑی سنت کی توہین کو دین و آئین قرار دیا جماعت اہلسنت سے بغض پیدا کیا، جہالت و بددینی کا بھوت سر پر چڑھا، ہماری عقل سلیم نے پرواز کیا نور ایمان نے جواب دیا لباس اسلام اتار کر پھینکا شتر بے مہار کے طرح جو جی میں آیا کیا، آزادانہ جو چاہا بکا:

خَذَلْهُمْ اللَّهُ تَعَالَى فِي الدُّنْيَا  
وَالْآخِرَةِ .  
یعنی اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت  
میں رسوا کرے۔ (فاروقی)

چنانچہ دینی صاحب کو از سر نو جوش پیدا ہوا، باسی کڑھی میں اُبال آیا، چھ ورق ایک رسالہ مسٹی بہ ”ضروری سوال“ لکھ مارا، اچھا خاصا بھانستی کا تھیلا ہر ورق میں ایک نیا تماشا کسی ورق میں قنوت طاعون کی ممانعت کسی میں اس کے پڑھنے کی اجازت کسی میں محبوبانِ الہی علمائے ربانی کی شانِ عالی میں گستاخی کسی میں اپنی وہابیت کھولی سابق کی توبہ توڑی کسی میں عوام کو فریب دیا، چالاکی سے کام لیا، رسالہ کیا لکھا گویا مجموعہ جہالات گلدستہ مزخرفات بنایا، ان لوگوں نے اپنی قوت بھر شمع اسلام کے گل کر دینے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔

اگر شہسوارانِ سنت نگاہبانان بوستان شریعت کی چند متبرک صورتیں نہ پڑتیں تو نہ معلوم دشمنانِ دین متین کی کس قدر ہمتیں بڑھتیں آخر ایک شیر پیشہ شریعت، عالم اہل سنت ماجی بدعت اٹھ کھڑا ہوا، جملہ رو باد باز یوں کو آن کی آن میں نیست و نابود کر دیا حالات اندرونی و بیرونی کو آشکارا کیا، یعنی ”ضروری سوال“ کا جواب لا جواب سراپا

صدق و صواب مسمی باسم تاریخی "اجتناب العمال عن فتاویٰ الجہال" اس خوبی سے تحریر فرمایا کہ مخالفین نے بھی نعرہ مرحبا بلند کیا، حسن لیاقت کی کامل داد دی، تحقیق اینق کی بہت کچھ تعریف کی۔

اے قادر تو انا حضرت مجیب لبیب مولانا مولوی محمد حامد رضا خان صاحب کو دارین میں جزائے خیر عنایت فرما جنہوں نے حمایت شریعت اعانت اہل سنت و جماعت فرما کے بہت سے سنیوں کو ورطہ گمراہی سے نکالا۔

### قطعہ تاریخ

کہاں ہے وہ نجدی فرخندہ خو ☆ کہ اس سال جاگے ہیں جس کے نصیب  
 بچھایا تھا عرصے سے دام فریب ☆ کہ لوگوں کو پھانے بنا کر حبیب  
 دوورقی رسالہ بھی اک لکھ دیا ☆ جہالات اس میں بھر وہ عجیب  
 کہ اطفال سن کر نہیں اور کہیں ☆ اسی مادے پر یہ بنا ہے ادیب  
 انہوں نے لکھا اس رسالے کا رد ☆ جو بیماری جہل کے ہیں طبیب  
 کھلی سب حقیقت ہواراز فاش ☆ جسے شک ہو دیکھے جواب مجیب  
 وہ ایسا چھپا صاف اور بے نظیر ☆ ہیں تعریف کرتے فہیم و لبیب  
 ضیاء کو ہوئی فکر تاریخ کی ☆ خرد نے کہا سن لے میرے حبیب  
 تجھے فکر کیوں ہے یہ مشہور ہے ☆ لکھا ہے یہ اچھا جواب غریب  
 ۲۰..... ۱۱۲

فتاویٰ حامد پور

کتاب

JANNATI LAUN?

البیوع

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

ایک شخص دھان اس طرح فروخت کرتا ہے کہ اگر نقد روپیہ ہو تو بازار کے بھاؤ  
یعنی ۱۶/سولہ سیر کے اور اگر قرض ہو تو ۱۰/سیر کے، آیا اس قسم کی بیع جائز ہے یا نہیں؟  
(الجواب:۔) اگر نفس عقد میں شرط لگائی کہ نقد اتنے اور نسیئہ اتنے کو تو فاسد ہے  
کہ بیع ہرگز ایسی جہالت ثمن کا تحمل نہیں کر سکتی۔

فی الخلاصة:

”رجل باع شيئاً على انه بالنقد بكذا او بالنسيئة  
بكذا لم يجز“ یعنی اگر کسی شخص نے اس طور پر بیع کی کہ  
نقد اتنے روپے میں اور ادھار اتنے روپے میں تو یہ بیع  
جائز نہیں۔ (فاروقی)

ہاں اگر نفس عقد میں کوئی شرط نہ کی اور مشتری کو قرض لیتا دیکھ کر دبایا اور نقد  
قیمت سے زائد کو بیع کیا تو اگرچہ بیع صحیح بلا کراہت ہوئی لیکن خلاف اولی ہوئی۔  
”ردالمحتار“ میں ذکر بیع ”غنیۃ“ میں زیر قول ”وہو مکروہ“ فتح سے نقل کیا:

”ان لم يعد (ای العین الی البائع) كما اذا باعه

المديون في السوق فلا كراهة فيه بل خلاف

الاولی ۱۵ مختصراً“ یعنی بیع بائع کی طرف نہیں لوٹایا

جائے گا جیسے کہ جب مدیون نے اسے بازار میں  
بیچا تو اس بیچ میں کوئی کراہت نہیں ہے بلکہ خلاف  
اولیٰ ہے۔ (فاروقی)

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

محمد المعروف بحامد رضا البریلوی

كان له الله تعالى بجاه حبيبہ احمد المجتبیٰ عليه التحية والثناء.

JANNATI KAUN?

اللَّهُ  
عَظِيمٌ

فتاویٰ حامد پورہ



JANNATI KAUN

کتاب

الحظرو الاباحۃ

حضور پر نور مرشد برحق سیدی و مولائی حجۃ الاسلام شیخ الانام

مولانا مفتی الشاہ محمد حامد رضا خان صاحب قبلہ

دامت برکاتہم القدسیۃ و مع اللہ المسلمین بطول بقائہم..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد اشتیاق آستانہ بوسی معروض، حضور والا اس وقت مسلم لیگ مسلمانان

اہلسنت کے دین و ایمان کے لئے جس قدر تباہ کن و بیخ کن ثابت ہو رہی ہے، کسی سنی

مسلمان پر مخفی نہیں، اس کے چاروں مقاصد اساسیہ مشتمل بر محرمات و ضلالت و

بطالات بلکہ منجر بکفریات ہیں اس کے آل انڈیا لیڈران اپنی تقریروں میں کھلم کھلا کہہ

رہے ہیں کہ اہلسنت و وہابیہ و روافض کے تفرقے مٹا دو سب کو آپس میں ملا دو،

صاف صاف پکار رہے ہیں کہ ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر کے سوالات کو اس وقت

مسلمانوں کے سامنے پیش کرنے سے افتراق و اختلاف پیدا ہوتا ہے لہذا ساڑھے

تیرہ سو برس پہلے کے سوالات کو دفن کر دینا چاہئے، مولویوں نے مذہب کی دوکانیں

کھول رکھی ہیں ہمیں اس وقت ان کا بائیکاٹ کر دینا چاہیے، خاکساروں سے بڑھ کر

مرتدین و کفار اس زمانے میں اور کون ہوں گے جن پر حکیم الامتہ الوہابیہ اشرف علی

تھانوی کو بھی فتویٰ تکفیر دینا پڑا۔

مگر مسلم لیگ کے ذمہ دار لیڈران ان کفار خاکسار کو اسلام کارا ز دار بتا رہے

ہیں کانگریس کے مقابلے میں خاکساروں کی حمایت و دلسوزی کے مرثیئے گارہے ہیں

لیگی اخبارات شور مچا رہے ہیں کہ عنایت اللہ خاں مشرقی نے ”تذکرہ“ میں قرآن پاک کے حقائق و معارف ظاہر کئے ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ ایسی حالت میں ہر ایک سنی مسلمان پر روشن ہے کہ مسلم لیگ اس وقت سنی مسلمانوں کے دین و مذہب کی کانگریس سے بھی زیادہ دشمن ہے۔

سنی علماء پر فرض ہے کہ وہ کانگریس کے ساتھ ساتھ اس لیگ خبیث کا بھی واضح طور پر رد فرمائیں اور سنی مسلمانوں کو لیگ کے فتنہ عظیمی سے بچائیں مگر نہایت ادب کے ساتھ معافی مانگتے ہوئے خدمت اقدس میں عرض کرتا ہوں کہ یہاں یہ خبر ملی ہے کہ سرکار والا تباہ خاک بدہن بد مذہبوں کے ساتھ ساتھ سکوت فرماتے ہیں، بلکہ جو لوگ مسلم لیگ پر رد کر رہے ہیں حضور والا ان پر ناراض ہیں بلکہ یہاں تک یہاں کہا جاتا ہے کہ حضور والا شرکت مسلم لیگ کو مختصہ و ضرورت کے ماتحت لا کر معاذ اللہ سنی مسلمانوں کو اس کی رخصت شرعیہ دیتے ہیں، ہم خدام بارگاہ رضوی کو بالخصوص مجھ سگ آستانہ رضویہ کو ظن غالب ہے اور جس مسند پاک پر سرکار جلوہ گر ہیں اس کو دیکھتے ہوئے یقین کامل ہے کہ یقیناً یہ خبر جھوٹی ہوگی۔

لہذا عرض کرتا ہوں کہ اس الزام سے حضور والا اپنی ذات مقدس صفات کی تبریت بہت جلد تحریر فرمائیں اس تحریر منیر پر سرکار کے دستخط شریف اور مہر اقدس ضرور ثبت ہوں تاکہ ہم غلاموں کو اطمینان حاصل ہو اور جن لوگوں نے یہ خبر وحشت اثر دی



ہے ان کی زبان بند کی جاسکے، یہ عریضہ نیاز جناب مولانا مولوی سردار احمد صاحب قادری گورداسپوری زید مجدہم کی معرفت حاضر خدمت کرتا ہوں تاکہ وہ ایسے وقت جو حضور والا کی فرصت کا ہو خدمت اقدس میں پیش کریں اور حضور والا اس کا جو کچھ جواب عطا فرمائیں وہ میرے نام روانہ فرمائیں والسلام مع التَّجْمِيلِ والا کرام۔

حضور والا کا حلقہ بگوش حاجی عثمان عبداللہ کھتری قادری رضوی حامدی عثمی عنہ۔

رضوی سوپ فیکٹری جام جو دھپور کاٹھیاواڑ شنبہ ۷ رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ

مکرر عرض ہے کہ یہ عریضہ نیاز پہلے جناب مولانا مولوی سردار احمد صاحب کی

معرفت بذریعہ رجسٹری حاضر خدمت کیا تھا اب تک اس کے جواب سے مشرف نہ ہوا

لہذا آج دوبارہ یہی عریضہ براہ راست خدمت اقدس میں حاضر کرتا ہوں والسلام مع

التَّعْظِيمِ والا کرام۔

چہار شنبہ ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ

(الجموں) برخوردار سعادت آثار حامی سنت عزیز طریقت سیٹھ عثمان عبداللہ

سلمہ المولیٰ تعالیٰ، آپ کا مسرت نامہ موصول ہوا حالات مندرجہ سے آگاہی ہوئی تمہاری

خیرت معلوم ہو کر مسرت ہوئی، میں ضعیف و نحیف تمہیں معلوم ہے کہ ایک مدت مدیدہ

تک علالت شدیدہ برداشت کر کے مولیٰ تعالیٰ نے حیات تازہ عطا فرمائی، میں اپنے

دل و دماغ کی کمزوری کے باعث کوئی دماغی محنت کرنے کے نا قابل ہوں۔

میرے اوپر جو افتراءات و اتہامات اٹھائے جا رہے ہیں ان کی نسبت صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ ”إِلَى اللَّهِ الْمُشْتَكِي“ یعنی اللہ ہی کی طرف شکوہ ہے مفتریوں کو یہ وعید قرآنی کافی ہے کہ:

إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَعْنِي  
جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان  
نہیں رکھتے۔ (کنز الایمان)

میرے احباب کو ضرور ان افتراءات سے روحانی صدمہ و قلبی اذیت پہنچی ہوگی

اور قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے: JANNATI KAUN?

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا كَتَبْنَا لَهُمْ  
اِحْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَأَنَّمَا مَجْنُونٌ يَعْنِي اور جو ایمان والے مردوں اور  
عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انھوں نے بہتان اور کھلا گناہ  
اپنے سر لیا۔ (کنز الایمان)

ان باتوں سے جو آپ نے مجھ کو لکھیں مجھے سخت اذیت اور روحی صدمہ پہنچا۔

۱

حدیث میں ہے:

”مَنْ أَذَى مُسْلِمًا فَقَدْ أَذَى نَفْسًا“ یعنی جس نے کسی مسلمان کو

اذیت دی بے شک اس نے مجھے اذیت دی۔ (فاروقی)

میں خوب سمجھتا ہوں کہ یہ مراسلہ آپ کا مراسلہ نہیں ع  
 کب سلیقہ ہے فلک کو یہ ستمگاری میں ☆ اور ہی کوئی ہے اس پردہ زنگاری میں  
 خیر وہ کوئی بھی ہوا سے ایک یہ حدیث پہنچا دیجئے:

”ملعون من ضار مو منا و مکر جو مسلمان کو مضرت پہنچائے  
 یا اس کے ساتھ مکاری کرے تاجدار دو عالم ﷺ کی بارگاہ سے  
 وہ ملعون ہے رواہ الترمذی عن ابی بکر الصدیق (رضی

اللہ تعالیٰ عنہ) وقال هذا حدیث غریب“

JANNATI KAUN?

دوسری حدیث میں ہے:

”من ضار مو منا ضار اللہ به و من شاق شاق اللہ علیہ  
 یعنی جس نے مسلمان کو مضرت پہنچائی یا پھوٹ ڈالی وہ ملعون  
 ہے اللہ سے مضرت دے گا“

قرآن عظیم نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّ الْأَذْيَانَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي  
 الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا یعنی بے شک  
 جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی  
 لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ ان کے لئے ذلت

کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (کنز الایمان)

عزیزم! حضور تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ارشاد سنا کہ جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا پہنچائی ارشاد قرآنی سنا کہ جو لوگ ایمان والے مردوں، عورتوں کو اذیت دیتے ہیں وہ لوگ اللہ عزوجل کو ایذا دیتے ہیں انہوں نے اپنے سر لیا کھلا بہتان اور اس ارشاد ربانی میں صاف صاف ارشاد ہوا کہ:

”إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا“ یعنی بے شک

جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی

لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ ان کے لئے ذلت کا

عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (کنز الایمان)

یہ سارے کرتوت اہلسنت میں پھوٹ ڈالنے اور امام اہلسنت حضور پر نور اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے قلب انور کو ان کے مزار اطہر میں اذیت پہنچانے والے ہیں وہ یقیناً اللہ کے سچے محبوب عاشق رسول سچے نائب غوث الوری جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وعلیٰ ابنہ النوریم وبارک وسلم تھے اور بجدہ تعالیٰ انہوں نے مجھے اپنا سچا جانشین کیا اور میں نے مولانا عبدالباری لکھنوی کے ساتھ انھیں کی روش برتی جبکہ وہ لکھنؤ کے ریلوے

اسٹیشن پر میرے استقبال کے لئے آئے تھے اور ان کے ہمراہ لکھنؤ کے بڑے بڑے جاگیردار اور روسا و علماء سینکڑوں کی تعداد میں تھے میری گھاڑی کے آنے پر میرے سیکنڈ کلاس کے ڈبے کے پاس بسرعت آئے اور جب میں اترانا ہوں نے سلام کیا میں نے جواب نہ دیا انہوں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا میں نے ہاتھ مصافحہ کو نہ دیا میں ویننگ روم کی طرف بڑھا وہ میرے پیچھے پیچھے آئے اور دیر تک میری شرکت کے لئے اصرار کرتے رہے میں نے صاف کہہ دیا کہ جب تک میرے اور آپ کے درمیان مذہبی صفائی نہ ہو جائے میں آپ سے نہیں مل سکتا نہ آپ کے جلسے میں شرکت کروں نہ آپ سے میل جول رکھوں اور بجمہ تعالیٰ میری اس روش سے انہیں متاثر ہونا پڑا اور انہوں نے صدر الافاضل مولانا مولوی نعیم الدین صاحب کے بالمشافہ توبہ نامہ تحریر فرمایا اس کے بعد میں ان سے ملا۔

عزیزی مولوی حشمت علی صاحب اس کے شاہد ہیں عزیزم پھر مجھ پر یہ افتراء کہ میں بد مذہبوں کے ساتھ میل جول اتحاد و ارتباط روا رکھتا ہوں، کہاں تک قابل یقین ہو سکتا ہے؟ میں ہرگز ہرگز مسلم لیگ میں شریک نہیں ہوا تھا واللہ علی ما اقول وکیل۔

بلاشبہ بحالت موجودہ لیگ قابل اصلاح ہے، اس میں بہت سی شرعی خامیاں ہیں، میں نے ہرگز آج تک کسی سے اس کی شرکت کو نہ کہا و کفی باللہ شہیدا ہاں

بعض اوقات جب مجھ سے اس کے متعلق سوال ہوا تو میں نے اس کے شرعی نقائص پر روشنی ڈالی، ہاں اتنا ضرور کہ جو سنی رضوی اس میں کسی غرض شرعی یا محض ناواقفی سے اس میں شریک ہو گئے ہیں ان کی نسبت میں کوئی سخت حکم نہیں لگاتا اور یہ شرعی نقطہ نظر سے کہتا ہوں اس کے لئے میرے ذہن میں دلائل ہیں، اس سے مجھے لیگ کی حمایت مقصود نہیں بلکہ اپنے سنی رضوی بھائیوں کو تکفیر و تفسیل و تفسیق سے بچانا مقصود ہے، میرے سامنے حضور پر نور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روش ہے، مدرسہ (منظر اسلام) بحیثیت تبلیغ دین اور جماعت (رضائے مصطفیٰ) بحیثیت تبلیغ عقائد اہلسنت بفضلہ تعالیٰ اسی روش اور اسوۂ حسنہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہیں۔

حضور پر نور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے مولوی عبدالباری صاحب کی دعوت پر اس جلسے میں بھیجا تھا جس کے دعوت نامے میں مولانا عبید الباری صاحب وغیرہ علمائے فرنگی محل کے ساتھ مجتہدین روافض کے بھی امم تھے اور یہ وہ وقت ہے جب مانٹی گوو وزیر ہند ہندوستان آیا تھا اور سیلف گورنمنٹ کا ہندوستان میں ایک شور غوغا مچا ہوا تھا، مولانا عبید الباری صاحب نے تحریر فرمایا تھا کہ اس وقت اگر ہماری آواز کوئی وزن نہ رکھے گی تو دیوبندی تمام مسلمانوں کے نمائندے بن کر اہل سنت کو مضرت پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھیں گے۔

میرے ہمراہ حضرت مولانا ظہور حسین صاحب رامپورنی صدر دارالعلوم اور

جناب مولانا مولوی رحمہ اللہ صاحب اور صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب خلفائے اعلیٰ حضرت بھی تھے اور ہمیں اس جلسے میں جانا پڑا تھا جس میں رد و انقض و وہابیہ وغیرہ بھی شریک تھے تو کیا تحفظ حقوق کے لئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہمیں اجازت شرکت دینا عیاذ باللہ تعالیٰ گمراہی و فسق کہا جاسکتا ہے اور کیا ہم سب شریک ہونے والے کسی گمراہی و فسق کے مرتکب ہوئے تھے؟ حاشا!

”الامور بمقاصدھا وانما الاعمال بالنیات ولکل امری مانوی یعنی امور اپنے مقاصد کے ساتھ معتبر ہوتے ہیں اور اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی“ (فاروقی)

عزیزم ان افتراءات کا سبب صرف اور صرف یہی ہے کہ میں نے اس مسئلہ کے متعلق محض بطور افہام و تفہیم تبادلہ خیالات کرنا چاہا تھا میں اہل سنت میں تفریق اور رضویوں پر فتویٰ تھلیل و تفسیق ہرگز پسند نہیں کروں گا، میرے نزدیک جو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے حلقہ بگوش ہیں وہ اگر کسی غرض شرعی سے شریک ہو گئے ہیں تو ان پر میری فقہی نظر میں کوئی شرعی الزام نہیں ہاں جن کے عقائد فاسد ہوں جیسے عقائد رکھتے ہوں ویسے ہی حکم تکفیر یا تھلیل یا تفسیق کے مستحق ہوں گے۔

عزیزم میں نے تو اس بلائے عظیم کو دیکھتے ہوئے چاہا تھا کہ اہل سنت کی تشکیل

ہو جائے اور علمائے کرام ایک تنظیم کے تحت اپنی وہ آواز حق بلند کریں جو حضور پر نور  
اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز تھی یعنی کفار و مشرکین سے موالات حرام ہونا اور  
یہ آواز حضور پر نور ہی کی آواز نہیں اللہ و رسول جل جلالہ و صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم  
کی صدائے برحق ہے۔

ہماری آواز پر اہلسنت لبیک کہیں گے اور ہماری منظم جماعت کی آواز ملک و قوم  
میں اپنے سر کے کانوں ہی تک نہیں دلوں کی گہرائیوں میں اثر کرے گی، مسلمان لیگ  
وغیرہ کی رو میں نہ بہیں گے بلکہ ہمارے ساتھ ہم آواز ہوں گے اس طرح ہم لیگ کے  
شریک نہ سمجھے جائیں گے بلکہ لیگ ہماری آواز اٹھانے والی ہوگی، اس ”منظم جماعت  
علماء“ کی ہدایات لیگ اور تمام ادارات اسلامیہ کو مذہباً ماننا پڑیں گی، مسلمان ان مناسد  
شرعیہ سے محفوظ ہو جائیں گے جن کا خطرہ اب محسوس کیا جاتا ہے۔

عرس سراپا قدس امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہمیں جو اہل سنت  
تشریف لائے تھے میں نے ان سب کو جمع کر کے اس تنظیم کی تحریک کی تھی مگر شوہن  
قسمت سے بعض حضرات کو ایک آنکھ نہ بھائی، مجلس مشاورت سے انہوں نے اس  
تفریق کو نظر استحسان سے دیکھا۔

پیارے عثمان! کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ میں نے جو یہ راہ عمل نکالی تھی اس میں کوئی  
شرعی نقص تھا؟ یا کوئی کفر و گمراہی کا راستہ تھا جس کی یوں تخریب روارکھی گئی؟ مجھے اس کی



ان صاحبوں سے ضرورت شکایت ہوئی اور ہے جب یہ سب بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا تو مجبوراً میں اور دوسرے صاحبان بھی اٹھ کر چلے آئے، زمانہ شناسی اگر ہوتی تو اس وقت دیوبندیوں پر بری بنی تھی جگہ جگہ انھیں ذلت و رسوائی کا سامنا تھا، مسلمان ان سے متنفر ہو رہے تھے اگر یہ ”تنظیم علمائے اہلسنت“ ہو جاتی تو ہماری آواز نہ صرف کانگریس کے لئے زلزلہ انگن ہوتی بلکہ احرار ”جمیۃ العلماء“ دہلی اور تمام کانگریسی دیوبندی مولوی سب سے مسلمان جدا ہو کر اہلسنت کے ساتھ ہوتے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز حق بلند کرتے ان کی سچی غلامی کا دم بھرتے میں ضرور اس کی ضرورت محسوس کرتا تھا اور اس وقت جو مہلکے کی حالت مسلمانوں کے لئے ہے وہ کھلی آنکھوں کے سامنے ہے، مشرکین ہمارے دین اور مساجد کی توہین کر رہے ہیں، قربانی گاؤں اور اذان جیسے شعائر دین بند کئے جا رہے ہیں، مسلمانوں کی جان و مال و عزت و آبرو سخت خطرے میں ہے، اسلام کے نام ایوان محض اس جرم پر کہ ”مسلمان“ ہیں ذبح کئے جا رہے ہیں، کیا اب بھی ضرورت شرعی کا تحقق نہیں ہوتا؟

حضرت سید محمد میاں صاحب نے مارہرہ شریف میں خود اس کا اعتراف کیا کہ حالت مختصہ ہے، میں نے اس مسئلہ میں تنقیح کے متعلق بحث و تحقیق کے طور پر تقریر کی تھی، اس سے میری غرض کسی کی موافقت یا مخالفت ہرگز نہ تھی، میری اس تقریر کی بنا پر اتہامات و افتراءات کئے جا رہے ہیں، میں اب بھی یہ کہنے کو تیار ہوں کہ ضرورت شرعیہ

کے وقت بہت سے منظورات مباح ہو جاتے ہیں بلکہ محرّمات قطعیه حتی کہ کلمہ کفر بھی زبان پر لانا حلال و روا ہو جاتا ہے۔

خود قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے:

”إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ“ یعنی اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا تو ناچار ہونہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں ہے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ﴿کنز الایمان﴾

”تفسیرات احمدیہ“ میں حضرت ملا احمد جیون قدس سرہ فرماتے ہیں:

”ثم هذه المحرمات انما حرم اكلها اذ كان في حالة الاختيار واما في حالة الاضطرار فحكمها الرخصة عنى ما صرح به في قوله تعالى فمن اضطر الآية، يعنى فمن اضطر من جوع او شرب بحيث يخاف تلف النفس“ یعنی ان محرّمات کا کھانا اس صورت میں حرام ہے

جبکہ حالت اختیار میں ہو اور اگر حالت اضطرار ہو تو حکم رخصت ہے جیسا کہ اللہ کے اس قول ”فمن اضطر الاية“ سے مہرح ہے یعنی اس قدر بھوک اور پیاس کا غلبہ ہو کہ جان پر بن آئی ہو۔ (فاروقی)

اس آیت کریمہ میں تحریم میتہ و دم مسفوح و گوشت خنزیر اور جو چیز کہ غیر خدا کے نام پر ذبح کی گئی ہو بھص قطعی بیان فرمائی گئی پھر ارشاد فرمایا گیا کہ یہ حرمت حالت اختیار میں ہے مگر حالت اضطرار میں ان کا استعمال بقدر ضرورت روا ہے یعنی سخت بھوک یا پیاس کے وقت جبکہ اندیشہ ہلاکت ہو تو جان بچانے کیلئے بقدر سدر متق حیات سؤر یا مردار یا ایسی چیز جس پر وقت ذبح غیر خدا کا نام لیا گیا ہو کھانے کی رخصت ہے، ہمارے اکثر ائمہ کرام کا مناسب مذہب مہذب یہی ہے کہ حرمت اصلاً باقی نہ رہی حتیٰ کہ اگر صبر کیا اور اسی حالت میں مر گیا تو گنہگار مر گیا۔

اسی ”تفسیرات احمدیہ“ میں ارشاد فرمایا:

”وذهب اکثر اصحابنا الی انه یرتفع الحرمة اصلاً حتی لو صبر و مات یموت آثماً“ یعنی ہمارے اکثر ائمہ کرام کا مذہب یہ ہے کہ حرمت اصلاً باقی نہ رہی یہاں تک کہ اگر وہ اسی حالت میں مر گیا تو گنہگار مرا۔ (فاروقی)

ہمارے یہ حضرات ائمہ کرام قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے استدلال فرماتے ہیں:

”وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ  
إِلَيْهِ“ یعنی وہ تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا مگر  
جب تمہیں اس سے مجبوری ہو۔ (کنز الایمان)

اور جو کلام مقید باستثناء ہوتا ہے وہ صادر امر مستثنیٰ نے تعبیر ہوتا ہے تو ثبوت حرمت  
صرف حالت اختیار میں ہوا اور قبل تحریم اباحت تھی تو حالت اضطرار میں وہ بحال باقی  
رہی اور حرمت مرتفع ہو گئی کما افید فی التفسیر المذکور۔

یہ تو ارتکاب محرمات قطعہ کا جواز وقت ضرورت صحیحہ شرعیہ تھا جس کا ثبوت میں  
نے قرآن کریم سے دے دیا میں نے کہا تھا کہ اجرائے کلمہ کفر کی بھی ایسی حالت میں  
اجازت ہے، اسے بھی قرآن کریم ہی سے سن لیجئے۔

قال تعالیٰ:

”مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ  
مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ“ یعنی جس نے کفر کیا اللہ کے ساتھ بعد  
ایمان لانے کے مگر وہ کہ مجبور کیا گیا حالانکہ قلب اس کا  
ایمان کے ساتھ مطمئن تھا۔ (کنز الایمان)



”ان عبادو اللک فعدلنہم اگر پھر تمہارے ساتھ کریں تو تم  
ان کے ساتھ ایسا ہی کرو، یعنی پھر تم سے بالا کراہ کلمہ کفر  
کہلو امیں تو تم باطمینان قلب کہو“

اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی، یہاں بھی ”الامن اکراہ“ استثناء متصل ہے یعنی:

”من اکراہ عسی اجراء کلمۃ الکفر عنی نسانہ و کان قبہ

مظمنا بالتصدیق فانہ لیس بکاذب او مفتر او مغضوب“

یعنی جو اپنی زبان پر اجراء کلمہ کفر کے لئے مجبور کیا جائے

اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مظمئن ہو تو نہ وہ جھوٹا ہے نہ

مفتری نہ مغضوب۔ (فاروقی)

ہاں یہاں صرف رخصت ہے، عزیمت یہی ہے کہ ابر کرے اور اجراء کلمہ

کفر زبان پر نہ کرے یہاں تک کہ قتل کیا جائے اور شہید مرے۔

علامہ مرغینانی صاحب ”ہدایہ“ نے ”کتاب الہاکراہ“ میں فرمایا اگر اللہ کے

ساتھ کفر یا سبّ نبی پر مجبور کیا جائے اور اسے اپنی جان یا کسی عضو کے کٹ جانے کا

خوف ہو تو اسے جائز ہے کہ جس بات پر مجبور کیا جا رہا ہے اسے ظاہر کرے اور اپنے دل

میں ایمان کو مخفی رکھے لحدیث عمار المذکور۔

کفار نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اگر تم اسلام سے منحرف

ہو جاؤ تو ہم تمہاری جاں بخشی کر دیں گے تو حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:  
خدا کی قسم اگر تمام دنیا کی دولت میرے قدموں میں ڈال دی جائے تو بھی میں اسلام  
سے روگردانی نہ کروں گا، یہاں تک کہ سولی دئے گئے، حضور سرور کونین ﷺ نے ”سید  
الشہداء“ کا خطاب عطا فرمایا اور ایسے لوگوں کی نسبت ارشاد ہوا:

”ہو رفیقی فی الجنة“ (یعنی وہ جنت میں میرے

ساتھی ہیں۔ (فاروقی)

فقہائے کرام کے اقوال مبارکہ اس بارے میں بیش از بیش ہیں انہوں نے ضرور

خود ایک اصل شرعی وضع فرمائی اور ارشاد فرمایا:

”الضرورات تبيح المحظورات“ یعنی ضرورات شرعیہ

سے ممنوعات شرعیہ مباح ہو جاتے ہیں۔ (فاروقی)

اور حدیث ”صحیح مسلم“ میں فرمایا:

”من ابتلى ببليتین فليختر اھونھما یعنی جو شخص دو

بلاؤں میں مبتلا ہو جائے تو وہ ان میں سے آسان کو

اختیار کرے“

فقیر محمد حامد رضا قادری رضوی بریلوی غفرلہ

خادم سجادہ و گدائے آستانہ رضویہ بریلی شریف

از آستانہ رضویہ عالیہ قدسیہ محلہ سوداگران بریلی شریف  
 بملاحظہ حامی سنت جناب بابا لعل صاحب سلمہ المولیٰ تعالیٰ.....  
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں لیگ کو بحالت موجودہ کہ اس کے اندر شرعی مفاسد ہیں اور بہت سے  
 گمراہ بد مذہب بد دین شریک ہیں نظر استحسان سے نہیں دیکھتا اور اس بنا پر میں  
 نے آج تک کسی کو اس کی شرکت کی اجازت نہیں دی مگر اس کے ساتھ ہی جو لوگ  
 اس میں خالص سنی رضوی شریک ہو گئے ہیں ان پر سخت حکم دینے کو بھی اچھا نہیں  
 سمجھتا کہ جب ان کی شرکت کسی شرعی نقطہ نظر سے ہو تو تکفیر کیا معنی تفسیل و تفسیق کا  
 بھی شرعاً حکم نہیں دیا جاسکتا۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ ہے کہ اگر کفار کے مذہبی میلوں میں  
 مسلمان بغرض تجارت چلا جائے تو شرعاً جائز ہے، سائل نے دریافت کیا کہ کافر و مرتد و  
 مبتدع و بد مذہب و فاسق کو اگر جیسے ہیں ویسا ہی مانے تو ایسے لوگوں کو ابتداً اسلام  
 کرنا، دوستی رکھنا وغیرہ وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان کو بے ضرورت ابتداً اسلام  
 اور بلا وجہ شرعی مخالفت حرام، ان کے لئے افعال تعظیسی بالفاظ تعظیسی کا بھی یہی حکم  
 فرمایا اور پھر فرمایا فاسق کا حکم آسان ہے مصالح دینیہ پر نظر کی جائے گی اس کے بعد



فرمایا اور مرتد مبتدع سے بالکل ممانعت، ان سب کے بعد صاف صاف ارشاد فرمایا کہ ضرورت شرعیہ ہر جگہ مستثنیٰ ہے فان الضرورات تبیح المحظورات یعنی ضرورت شرعی سے ممنوع شرعی مباح ہو جاتا ہے میں اسے بہت تفصیل سے لکھنے کا قصد کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔

الغرض میں اپنوں کو جو خالصاً صحیح العقیدہ سچے سنی ہیں انہیں کافر فاسق گمراہ کہنا شرعی نقطہ نظر سے ہرگز جائز نہیں رکھتا جو اس کے خلاف ہو وہ میرے خیال میں فقہ سے نابلد ہے جو مجھے اور دارالعلوم منظر اسلام اور جماعت رضائے مصطفیٰ کو لگی کہے وہ مفتری کذاب ہے کسی تحریر و تقریر سے وہ ہرگز ثابت نہیں کر سکے گا فقط۔ ع

من آنچه شرط بلاغ است با تو میگویم تو خواہ از خنم پند گیر و خواہ ملال

فقیر محمد حامد رضا قادری رضوی بریلوی غفرلہ

خادم سجادہ و گدائے آسانہ، رضویہ بریلی شریف

سوال آمدہ ۲۱ / رجب المرجب ۱۳۵۸ھ متعلق مسلم لیگ

(الجواب :- ملاحظہ حامی سنت ماحی بدعت مکرمی حاجی ابو بکر حاجی احمد صاحب

سکرٹری انجمن تبلیغ صداقت بمبئی سلمہ المولیٰ تعالیٰ۔

بعد تحیہ مسنونہ و ادعیہ خلوص مشحونہ، آپ کا کہ نامہ وصول ہوا ہر سہ رسائل

مذکورہ ”مسلم لیگ کی زرین بنیہ دری، و احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ“ اور ”الجوابات

السنية على زهاء السوالاات البگية" مجھے ملے تھے مگر بعض دوسرے صاحب ان کو دیکھنے کی غرض سے مستعار لے گئے تھے انہیں آج تک نہ دیکھ سکا اس لئے ان کے متعلق اب تک کوئی اظہار خیال نہ کر سکا۔

میری حالت سے آپ غالباً آگاہ نہیں میں نہایت سخت غلیل تھا سات آٹھ مہینے تک صاحب فراش رہا حیات مستعار کی قطعاً امید باقی نہ رہی زندگی سے دور موت سے قریب تھا ابھی تک پوری صحت کافی قوت حاصل نہ ہوئی تھی کہ اس اثناء میں میرے گھر میں سخت علالت ہوئی اور وہ جانبر نہ ہو سکیں نیز میری علالت ہی میں میری ایک جوان بھتیجی اور میری ایک نواسی انتقال کر گئی پھر میرے عم محترم مولانا محمد رضا خان صاحب نے انتقال کیا اس بنا پر ہجوم افکار اور اس کے ساتھ کثرت کار نے مجھے بیکار کر رکھا، پھر ابھی تک بوجہ ضعف و نقاہت پیرانہ سالی اور دماغی کمزوری کی وجہ سے کوئی دماغی محنت کا کام کرنے سے معذور ہوں، ذرا دیر کتاب دیکھنے سے دماغ ماؤف ہو جاتا ہے، یہ وجود ہیں کہ میں ضروری سے ضروری مراسلات کے جوابات نہیں دے سکتا اور تعویق و تاخیر پیش آ جاتی ہے۔

میں لیگ کو بحالت موجودہ اچھا نہیں سمجھتا اس میں ضرور شرعی مفاسد ہیں جن کی اصلاح کی ضرورت ہے، میں نے اس کی اصلاح کو محسوس کیا تھا کہ علماء اہلسنت اس کی طرف متوجہ ہوں اور عوام جو سیلاب کی طرح بد مذہبوں، مرتدوں کے پیچوں میں پھنس

رہے ہیں اس سے محفوظ رہیں۔

کانگریس کی شاہی مسلمانوں کے لئے پیام موت تھی اس کا مجھے قلق تھا مگر علمائے اہل سنت کی طرف سے کوئی متفقہ آواز اس کے خلاف میں نہ اٹھی یہ کام کا وقت تھا کانگریسی مولوی اور دیوبندی اس وقت نہایت سخت ذلت و رسوائی کے گڑھے میں گر رہے تھے، ان کی کانگریس میں شرکت مسلمانوں کو ان سے نفور کر رہی تھی، جگہ جگہ ان پر لوگ حملہ آور ہوئے، داڑھیاں پکڑ پکڑ کر کفش کاوی کرتے۔

مگر افسوس ہمارے علماء کا جمود نہ ٹوٹا ان کی کوئی آواز مسلمانوں کے کان تک نہ پہنچی، کوئی صاحب اسلامی جھنڈا لے کر نہ اٹھے کہ تمام سنی اس کے نیچے جوق در جوق آجاتے اور ہماری ملک میں ایک آواز گونج جاتی، کفار و مشرکین گمراہ بددین جماعتوں کے مقابل خالص اہل سنت کا ایک محاذ قائم ہو جاتا، جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی شریف سے خبیث کانگریس کی شرکت کی حرمت پر ایک نہایت مدلل فتویٰ قرآن کریم کے براہین کے ساتھ شائع ہوا حسین احمد وغیرہ تمام دیوبندی مولویوں کو میں نے بھی چیلنج دیا تھا کہ اس کی شرکت کا جواز ثابت کریں اور جن آیات قرآنیہ سے اس کی حرمت کا ثبوت دیا گیا ہے ان کا جواب دیں، کانگریس کے مظالم اس قابل نہیں کہ مسلمان بھول سکیں، افسوس صبر افسوس کہ ہمارے علمائے اہل سنت و زعمائے ملت و امنائے سنت شریعت سوتے ہی رہے، اور وقت ضائع کر دیا۔

میں نے عرس اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تنظیم اہل سنت کے لئے بہت سے اکابر علماء کو جمع کر کے چاہا تھا کہ ہماری ایک متفقہ آواز ملک سے مسلمانوں کی حمایت کے لئے اٹھے، اور مسلمان ہمارے علماء کی آواز پر لبیک کہیں، اور بیدینوں کے پنچے سے اس طرح انہیں نجات ملے اور اغیار کی قیادت سے نکل کر علمائے اہل سنت کی قیادت میں ہم اپنا کام کریں مگر اس کی تخریب کر دی گئی جس کے محض ہمارے ہی بعض افراد تھے، یہ ہماری غایت درجہ کی عاقبت نااندیشی اور زمانہ ناشناسی تھی۔

میں لیگ کو بحالت موجودہ کہ اس کے اندر شرعی مفاسد ہیں اور بہت سے گمراہ بد مذہب بد دین شریک ہیں نظر استحسان سے نہیں دیکھتا اور اس بناء پر میں نے آج تک کسی کو اس کی شرکت کی اجازت نہیں دی مگر اس کے ساتھ ہی جو لوگ اس میں خالص سنی رضوی شریک ہو گئے ہیں ان پر سخت حکم دینے کو بھی اچھا نہیں سمجھتا کہ جب ان کی شرکت کسی شرعی نقطہ نظر سے ہو تو تکفیر کیا معنی تفسیل و تفسیق کا بھی شرعاً حکم نہیں دیا جاسکتا۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ ہے کہ اگر کفار کے مذہبی میلوں میں مسلمان بغرض تجارت چلا جائے تو شرعاً جائز ہے، سائل نے دریافت کیا کہ کافر و مرتد و مبتدع و بد مذہب و فاسق کو اگر جیسے ہیں ویسا ہی مانے تو ایسے لوگوں کو ابتداءً بسلام کرنا، دوستی رکھنا وغیرہ وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان کو بے ضرورت ابتداً اسلام اور بلاوجہ شرعی مخالفت حرام، ان کے لئے افعال تعظیسی بالفاظ تعظیسی کا بھی یہی حکم فرمایا اور پھر فرمایا فاسق کا حکم آسان ہے مصالح دینیہ پر نظر کی جائے گی اس کے بعد فرمایا اور مرتد مبتدع سے بالکل ممانعت، ان سب کے بعد صاف صاف ارشاد فرمایا کہ ضرورت شرعیہ ہر جگہ مستثنیٰ ہے فان الضرورات تبیح المحظورات یعنی ضرورت شرعی سے ممنوع شرعی مباح ہو جاتا ہے میں اسے بہت تفصیل سے لکھنے کا قصد کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔

الغرض میں اپنوں کو جو خالصاً صحیح العقیدہ سچے سنی ہیں انھیں کافر فاسق گمراہ کہنا شرعی نقطہ نظر سے ہرگز جائز نہیں رکھتا جو اس کے خلاف ہو وہ میرے خیال میں فقہ سے نابلد ہے جو مجھے اور دارالعلوم منظر اسلام اور جماعت رضائے مصطفیٰ کو لگی کہہ وہ مفتری کذاب ہے کسی تحریر و تقریر سے وہ ہرگز ثابت نہیں کر سکے گا فقط۔ ع

من آنچه شرط بلاغ است با تو میگویم

تو خواه از خنم پند گیر و خواه ملال

فقیر محمد حامد رضا قادری رضوی بریلوی غفرلہ

خادم آستانہ رضویہ و گدائے سجادہ عالیہ بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ  
(۱)..... مذہبی نقطہ نظر سے پارلیمنٹری بورڈ کیسا ہے؟ اور اس کی شرکت اور اعانت

و حمایت کا کیا حکم ہے؟

(۲)..... اگر کسی عالم سے کوئی مذہبی سوال ہو تو اس کا کسی کی رو رعایت سے جواب دینا

نہ دینا کیسا ہے بینوا و توجروا۔

(الجواب:- گاندھی گردی کی نامبارک مردہ تحریکوں کے اداگون کی جون

خلافت کمیٹی تھی اس کی ٹکٹی نکل جانے پر دوسری جون یونٹی بورڈ بدلی، اب اسی نے

تیسری جون مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے نام سے جنم لیا ہے۔

بہر رنگے کہ خواہی می پوش

من انداز قدرت رامی شناسم

بلاشبہ مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کانگریس کا طفل نوزائیدہ ہے، اس کے ارباب

بست و کشادہ ہی ہیں جو خلافت کمیٹی کے تھے، ان کی اسلام فریڈ شیوں، کفر نواز یوں کے

کارنامے "تحقیقات قادریہ" وغیرہ رسائل اہل سنت میں مفصل درج ہیں کس نے نہ

دیکھا کہ بریلی میں جو پارلیمنٹری بورڈ کا جلسہ ہوا اس میں چوٹی کے وہابیہ دیوبندیہ

خذلہم اللہ تعالیٰ ہی بھرے ہوئے تھے وہی اس کے گل سرسبد و اہل حل و عقد تھے جو

جماعت اللہ و رسول کو گالیاں دینے والوں کی جماعت ہو اللہ و رسول اس سے بیزار و بری

ہیں (جل جلالہ وسلم اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) وہ ہرگز مسلمان کی جماعت کہلانے کا حق نہیں رکھتی اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ نے جو احکام قرآن و حدیث کے دلائل و براہین کی روشنی میں خلاف کمیٹی کے متعلق دیئے تھے وہی پارلیمنٹری بورڈ کے متعلق ہیں۔

کیا عزیزان اہل سنت ان سے نابلد ہیں؟ کیا وہ ارشادات عالیہ فراموش کر دینے کے قابل ہیں؟ فقیر اپنے زاویہ نگاہ سے پارلیمنٹری بورڈ کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا اور اس کے ساتھ تعاون و شرکت عمل، اس کی حمایت و اعانت کو مذہبی نقطہ نظر سے ناجائز و حرام جانتا ہے، الیکشن کی اہمیت ہرگز ناسخ احکام شریعت نہیں ہو سکتی۔

من آنچه شرط بلاغ ست باتومی گویم

تو خواه از خنم پند گیر و خواه ملال

(۲)..... کسی مذہبی سوال کا بے عذر شرعی جواب نہ دینا گناہ ہے اس کے متعلق وعید

شدید آئی ہے حدیث میں ہے:

”من سئل عن علم فکتہمہ الجسم بلجام النار یعنی جس

سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا اور اس نے اس کو چھپایا تو اس کے

منہ پر آگ کی لگام چڑھائی جائے گی“

دوسری حدیث میں فرمایا:

”الساکت عن الحق شیطان اخرس یعنی حق سے خاموش

رہنے والا گونگا شیطان ہے“

مذہب میں رو رعایت مد اہنت حرام ہے قال تعالیٰ:

”وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيَدُّ حِنُونٌ لِّعَنِي وَه تَوَاسِ آرزو میں ہیں کہ

کسی طرح تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم پڑ جائیں“ (کنز الایمان)

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد حامد رضا قادری رضوی بریلوی غفرلہ

خادم سجادہ و گدائے آستانہ رضویہ بریلی شریف

چہ می فرمایند علمائے دین اندریں مسئلہ کہ

مسلمانے دیگر یک مسلمان معروف النسب رانا حق دشنامہائے ناسزا یعنی حرام

زادہ و بد طینت گفت وز نے محصنہ پاکیزہ را متہم بزنا کردوا استفہائے شریعت را ہم انکار

نماید یعنی چوں اور اعالمے گفت کہ برہمچنین قول تو بحسب شرع فتویٰ باشد گفت کہ ”من

چندیں استفہائے شرع را حدث کرده بر باد دادہ ام و نیز خواہم داد“ پس بحسب شرع

شریف و دین منیف چہ حکم دارد و مخالطت و مجالست با اور و ابا شد یا نہ بینوا تو جروا.

(الجور رب) :- سب و شتم مسلم بے وجہ شرعی سخت کبیرہ است حرام قطعی۔

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

”سَابَ الْمُسْلِمِ فِسْقٌ وَشَامٌ دَادَنَ مُسْلِمَانٍ رَامَعَصِيَّتِ سَت



وَالْآخِرَةَ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا لَارِيبَ كَسَانِيكِهِ اللَّهُ وَرَسُولُ رَا  
 ایزامی دهند خدای ایشان را لعنت کرده است در دنیا و آخرت  
 مهیا کرده است مرایشان را عذاب دردناک و خوارکننده“

پس از فرمان حضور سرور دو جهان علیہ التحیۃ و الثناء کہ بروفق شکل اولست نتیجہ کہ  
 حاصل شد ”من اذی مسلما فقد اذی اللہ“ صغری کنیم و آیتہ کریمہ ”ان الذین  
 یؤذون الآیہ“ را کبری پنداریم نتیجہ ہیجہ برمی خیزد کہ بر ناحق شاتم مسلم بلاہامی ریزد و  
 ہمچنین است حکم تذف محصنہ کی بے حجت شرعیہ معصیت ست کبیرہ سزایش ہستاد درہ و  
 نامقبول شہادت ابدیت بر آن طرہ۔

JANNATI KAHN

پس در صورت مستفسرہ ایس کس ناکس فاسق ست و بر فسقش خود قرآن ناطق:

”وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِبُرْهَانٍ شُهُدَاءَ فَاجْلِدُوا  
 هُمْ تَمْنِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ  
 إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ“

و آنچه نسبت فتاوی شرعیہ چنیس و چنال گفت و بصرتح استخفاف گل دیگر شگفت از  
 اثم و فسوق بالانماخت و سندان کفر بر جام ایمانش انداخت بتوبہ و انابت پرداز دو کلمہ  
 شہادت بصدق قلب بر زبان راند ورنہ عجب نے کہ شامت ایس کلمات کفر بسوئے خاتمہ  
 انجامد و بر ہمیں ارتداد جان از دست بازو۔

کبیرہ رواہ البخاری و مسلم و الترمذی و النسائی و ابن

ماجة و الحاکم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ“

ومی فرماید صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

”سَابِ الْمُسْلِمَ كَالْمَشْرِفِ عَلَى الْهَلِكَةِ مُسْلِمٌ رَادِشْنَام

دہندہ گویا در ہلاکت زتنده رواہ الامام احمد و البزار عن

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند جيد“

نیز می فرماید صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

”مَنْ اَذَى مُسْلِمًا فَقَدْ اَذَانِي وَمَنْ اَذَانِي فَقَدْ اَذَى اللّٰه

کے کہ مسلمان را ایذا داد مابدولت را ایذا داد (سرت گروم و

قربانت شوم) و ہر کہ مابدولت را ایذا داد منتقم حقیقی را ایذا داد

(عز جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) رواہ الطبرانی فی الاوسط

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن“

واو تعالیٰ شانہ می فرماید:

”وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ“

ومی فرید جل جلالہ:

”اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا

حرام زادہ اور بد طینت کہا اور ایک پاکباز محضہ عورت کو زنا سے متہم کیا اور شرعی استفتاء کا بھی انکار کرتا ہے یعنی جب ایک عالم نے اس سے کہا کہ تیرے اس قول پر حسب شرع فتویٰ لگے گا اس نے کہا میں نے شریعت کے ایسے فتوؤں کو پھاڑ کر کے بہا دیا اور بہادوں گا، پس ایسے شخص پر بحسب شریعت و دین منیف کیا حکم ہے؟ اس سے ملنا جلنا اس کے ساتھ نشست و برخاست جائز ہے یا نہیں؟ بیان کیجئے اور ثواب پائیے!

(الجواب: - بلا وجہ شرعی کسی مسلمان کو گالی دینا برا بھلا کہنا حرام قطعی گناہ کبیرہ ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مسلمان کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے اس حدیث کو امام بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا“

اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

”مسلمان کو گالی دینے والا ہلاکت میں پڑنے والا ہے اس کو امام احمد اور بزاز نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سند جید سے روایت کیا“

نیز رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

”جس نے کسی مسلمان کو ایذا دیا اس نے مجھ کو ایذا دیا اور

در ”خلاصہ“ می فرماید:

”لو قال مرابا مجلس علم چه کار او قال من يقدر على اداء ما

يقولون يكفراه“

در ”عالمگیری“ است:

”لو اتقى الفتوى على الارض وقال ایں چه شرعت کفراه ملخصاً“

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری در ”شرح فقہ اکبر“ ارشاد می نماید:

”القسی الفتوى على الارض اى اهانة كما يشير اليه

عبارة الالقاء او قال ماذا الشرع هذا كفراه“

الحاصل ایں کس ناکس فاسق یعنی چه فاش مرتدست و مخالطت و مجالست با و بالا جماع

حرام و موجب ہزاراں آثام: و نسئل اللہ عفو و العافیة فی الدین و الدنیا و

الآخرة و اللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجاہد اتم و احکم.

حکایت محمد بن المعروف بحامد رضا

كانه له الله تعالى بجاه جليله المجتبي عليه افضل التحية الشاء

ترجمہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک مسلمان نے ایک دوسرے معروف النسب مسلمان کو ناسزاگالیاں دیں یعنی

جس نے مجھ کو ایذا دیا مالک حقیقی کو ایذا دیا (عز جلالہ و صلی  
اللہ علیہ وسلم) اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں انس رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن سے روایت کیا“

اور اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے:

”جو لوگ اللہ کے رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے

درناک عذاب ہے“

نیز فرماتا ہے:

”جو شخص اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتا ہے اس پر دنیا اور  
آخرت میں خدا کی لعنت ہے اس کے لئے درناک اور دشوار

کن عذاب تیار کیا گیا ہے“

تو فرمان حضور سرور دو جہاں علیہ التحیۃ والثناء کے مطابق شکل اول پر نتیجہ حاصل

ہوا ”من اذی مسلماً فقد اذی اللہ“ کو ہم صغریٰ بناتے ہیں اور آیت کریمہ

”ان الذین یوذون اللہ“ کو کبریٰ بناتے ہیں تو ایک صاف ستھرا روشن نتیجہ نکل آتا ہے

کہ بلاوجہ شرعی کسی مسلمان کو گالی دینے والے پر مصائب نازل ہوتے ہیں۔

یہی حکم محصنہ پاکدامن عورت پر تہمت لگانے والے کا ہے کہ بلاوجہ شرعی معصیت

کبیرہ ہے اور اس کی سزا اتنی کوڑے اور اس پر طرہ یہ کہ ہمیشہ کے لئے ”مردودا شہادہ“ رہے گا۔

تو صورت مستفسرہ میں یہ شخص فاسق اور خود قرآن اس فسق پر ناطق اور وہ جو اس نے فتویٰ شرعیہ کے بارے میں چین و چنابکا اور استخفاف صریح میں ایک اور ہی گل کھلایا اور گناہ و فسق کو بلائے طاق رکھ دیا، اثم و فسوق کے لئے بھی اونچی چھلانگ لگائی اور اپنے جامہ ایمان پر کفر کی سند چسپا کر لی تو بہ و استغفار کرے اور صدق دل سے کلمہ شہادت زبان پر لائے ورنہ عجب نہیں کہ یہ کلمہ کفر خاتمہ کی طرف پہنچے اور اسی ارتداد پر جان ہاتھ سے دھو بیٹھے۔



”خلاصہ“ میں فرماتے ہیں:

”اگر کسی نے یہ کہا: مجھے مجلس علم سے کیا کام، یا یہ کہا کہ ”کون قادر ہے اس کی ادائیگی پر جو یہ (علماء) لوگ کہتے ہیں کافر ہو گیا“

”عالمگیر یہ“ میں ہے:

”اگر فتویٰ کوزمین پر پھینک دیا اور کہا یہ کیا شریعت ہے کافر ہو گیا اہ ملخصاً“

علامہ علی قاری ”شرح فقہ اکبر“ میں ارشاد فرماتے ہیں:

”فتویٰ کا زمین پر پھینکنا یعنی اہانت کرنا جیسا کہ ”القہی“ کے

لغظ سے اشارہ ہوتا ہے یا کہا کہ یہ کیا شرع ہے یہ کافر ہو گیا“

الحاصل یہ شخص فاسق اور کھلا مرتد ہے اور اس سے میل جول اور اس کے

ساتھ اٹھنا بیٹھنا بالاجماع حرام اور ہزاروں گناہوں کا موجب ہے:

ونسئل اللہ العفو والعافية یعنی ہم اللہ سے بخشش و عافیت کا سوال

کرتے ہیں دین و دنیا اور آخرت میں

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اللہ اس کی ذات پاک و بلند ہے

اعلم و علمہ جلّ مجدہ وہی زیادہ جانتا ہے اور اسی کا علم

اتم و احکم و بزرگی بلندی میں اکمل و احکم ہے۔

JANNATI KAUN?

حکیم محمد المعروف بحامد رضا

كانه له الله تعالى بجاه جليله المجتبي عليه افضل التحية الثناء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ